

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء بمطابق ۴ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ بروز منگل بوقت صبح گیارہ بجے زیر صدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کا کڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

مولوی عبدالمتین آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ

كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرِّ مَسَّهُ ط كَذَٰلِكَ زَيْنَ الْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ ط

(سورة الیونس آیت نمبر ۱۲)

ترجمہ: اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا اور بیٹھا اور کھڑا ہر حال میں ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم تکلیف کو اس سے دور کر دیتے ہیں تو بے لحاظ ہو جاتا ہے اور اس طرح گزر جاتا ہے کہ گویا کسی تکلیف پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا اسی طرح حد سے نکل جانے والوں کو انکے اعمال آراستہ کر کے دکھائے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (وقفہ سوالات) جناب کچول علی اپنا سوال نمبر پکاریں۔

☆ ۳۴۶ کچول علی ایڈووکیٹ: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قلعہ سیف اللہ کو ترقیاتی اسکیمات میں PSDP کی مد میں دو ارب اسی

کروڑ روپے دیئے گئے ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی مکمل تفصیل دی جائے۔ نیز دوسرے ضلعوں کی

بہ نسبت زیادہ دینے کی کیا وجوہات ہیں تفصیل دی جائے؟

مولانا عبدالواسع (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): (الف) یہ درست نہیں ہے کہ ضلع قلعہ سیف اللہ کو ترقیاتی اسکیمات میں دو ارب اسی کروڑ پانچ لاکھ ستاسی ہزار روپے فراہم کئے گئے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قلعہ سیف اللہ کیلئے موجودہ سال کے ترقیاتی پروگرام (PSDP) میں اٹھارہ اسکیمات کیلئے اٹھائیس کروڑ پانچ لاکھ ستاسی ہزار روپے یعنی ۵۸۷ء۲۸۰ ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جن میں آٹھ کروڑ ستاسی ہزار روپے سات جاری اسکیمات کیلئے ہیں اور بیس کروڑ پانچ لاکھ روپے گیارہ نئی اسکیمات کیلئے رکھے گئے ہیں جاری اسکیمات چونکہ گزشتہ سالوں میں منظور ہوئی تھیں اس لئے یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ ضلع قلعہ سیف اللہ کیلئے موجودہ مالی سال میں ۲۰ کروڑ ۵ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔

(ب) چونکہ سوال الف کا جواب نفی میں ہے اس لئے اس سوال کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: کوئی سپلیمنٹری ہے دریافت کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: کچھ کچھ صاحب! ایک منٹ جناب اسپیکر! آج اجلاس کا آخری دن ہے تین چار دن کے سوالات ہیں اس کا وقت اگر بڑھا دیں تو یہ ہو سکیں گے ورنہ آج کے دن کے سوالات اتنے زیادہ ہیں کہ وہ بھی نہیں ہو سکیں گے کیونکہ دو تین دن کے سوالات آپ نے ڈیفری کیے ہیں۔

جناب اسپیکر: واقعی سوالات تو زیادہ ہیں ویسے تو سوالات کا ایک گھنٹہ ٹائم ہے آپ بولیں کہ کتنا بڑھایا جائے کچھ کچھ صاحب دو گھنٹے صحیح ہے؟

کچھ کچھ علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جی بالکل صحیح ہے۔

جناب اسپیکر: آج وقفہ سوالات کا وقت دو گھنٹہ ہوگا اب تقریباً گیارہ بجے ہیں ٹھیک ایک بجے ختم ہونا چاہیے جو رہ گیا وہ پھر رہ گیا مختصر کرنا ہے اگر لمبی سپلیمنٹری کریں گے تو پھر دو گھنٹے میں بھی نہیں ہوگا۔

کچھ کچھ علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب وزیر موصوف صاحب سے میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ اس نے یہ کہا ہے کہ صرف میرے ۲۸ کروڑ روپے ہیں میں کہتا ہوں کہ صرف سیکڑ روڈ میں اس کا ۵۴ کروڑ روپے ہیں ان اسکیموں کا نمبر بتا دوں گا کہ PSDP میں اسکیم نمبر ۶۷۹۷۶ یہ چھن روڈ اسکے ۱۰ کروڑ روپے ہیں اور ۹۸۴ روڈ کے ایک کروڑ ۹۸۳ کے ۵۰ لاکھ ۸۰۳ کے ۷ کروڑ ۱۰۳۶ کے ۸ کروڑ ۱۰۳۵ کے

۷ کروڑ ۱۰۳ کے ۱۰ کروڑ سر! یہ ہوئے صرف روڈ سیکٹر میں ۵۴ کروڑ اگر اسکے علاوہ ہم مزید دوسرے سیکٹروں میں جائے تو میں کہتا ہوں یہ جو جواب ہے جناب اسپیکر! یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: کچول صاحب! سپلیمنٹری کیا ہے آپ کی؟

کچول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): سر! میری سپلیمنٹری یہ ہے کہ صرف روڈ سیکٹر میں ۵۴ کروڑ روپے ہیں اور میں نے PSDP کے نمبر بھی آپ کو بتادیئے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! بہت شکر یہ کہ کچول صاحب نے اتنا اچھا اور گہرا مطالعہ کیا ہے اور ان کی پسماندگی اور ترقی سب ان کو معلوم ہے جناب اسپیکر! یہ جو یہاں پر جواب ہم نے دے دیا کہ ایلوکیشن کسی علاقے کے لیے ہر ڈسٹرکٹ کے لیے، اگر PSDP اٹھائے تو اس کے پہلے ورق لسٹ میں تھا ہر ڈسٹرکٹ کا اپنا ہوتا ہے تو میں نے سمجھا کہ قلعہ عبداللہ بھی کسی سے زیادہ نہیں ہے بلکہ تین چار اضلاع اس طرح ہیں کہ ان کے ایلوکیشن قلعہ سیف اللہ سے زیادہ ہے رہی یہ بات کہ اگر ساری اسکیمات اس طرح ہو کہ کوئی تین سال کا ہو کوئی چار سال کا ہو کوئی پانچ سال میں مکمل کرنا ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ہر ضلع کو لیا جائے تو ان سے میرے خیال میں زیادہ حق بنتا ہے جناب اسپیکر! کچول صاحب یہ تکلیف کر لیں اور پی ایس ڈی پی کی لسٹ کچول صاحب کے ساتھ ہے آپ دیکھیں کہ اس سال ایلوکیشن کتنا ہے۔

کچول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): سر! میں نے ایک بات کہہ دی تھی ان لوگوں نے کہا یہ غلط کہہ رہے ہیں ہم نے دوا رب روپے نہیں لیے ہیں ہم لوگوں نے ۲۸ کروڑ روپے لیے ہیں میں نے ضمنی یہ کہا کہ آپ نے صرف روڈ سیکٹر میں ۵۴ کروڑ روپے لیے ہیں اور میں نے وہی لسٹ جو پی ایس ڈی پی سے منظور شدہ ہے میں نے PSDP سے نکال کر آپ کو بتادیا ہے اسکے بعد میں دوسری ضمنی پر آ جاؤ گا کیونکہ پی ایس ڈی پی کو ابھی ایک سال ہوا ہے ہمیں پتہ ہے کہ اس پر اور بھی کچھ ہوئے ہیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب کچول صاحب آپ سارے حساب کتاب کر لیں اگر کسی دوسرے ڈسٹرکٹ کے جیسے آپ ۲ یا ۳ ارب روپے بتا رہے ہیں میرے خیال میں دوسرے ڈسٹرکٹ کے ۱۰ ارب تک بھی پہنچ سکتے ہیں لیکن سال کا جو منصوبہ ہوتا ہے ایلوکیشن کے حوالے سے دیکھا جائے تو لسبیلہ ان سے آگے ہے آواران اور خاران ان سے آگے ہے اور لورالائی ان سے آگے ہے تو اس طرح ایلوکیشن کے

حوالے سے اس سال کا اگر دیکھا جائے تو ہم نے آپ کے سوال کا جواب دیا ہے۔
کچکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): سر! پہلے ہمارے گورنر صاحب تھے اس نے سارے پیسے
 لے لیے نوشکی کے لیے پھر دوسرے نے خاران آپ کا ڈسٹرکٹ قلعہ سیف اللہ جام صاحب اپنے
 ڈسٹرکٹ کونسلریشن کر رہے ہیں خدا کے لیے آپ بلوچستان کے لیے سوچیں۔

جناب اسپیکر: او کے جی مولانا صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! قلعہ سیف اللہ بلوچستان میں ہے میں نے اس دن معزز
 رکن اور قائد حزب اختلاف کے جواب میں یہ کہہ دیا کہ اس دفعہ جتنے رلیز ہوئے ہیں تو بلوچستان کے
 حوالے سے ہوا ہے اور سارے ڈیپارٹمنٹوں کو لے لیں لیکن ٹھیک ہے آپ سارے حساب کتاب اپنے
 پاس رکھ لے اچھی بات ہے جناب! میں آپ کو کہتا ہوں کہ قلعہ سیف اللہ بلوچستان کا ایک پسماندہ ترین
 ضلع ہے لیکن پھر بھی میری وجہ سے بدنام ہے کیوں کہ اس کی پسماندگی کو ختم کرنا نہیں چاہیے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! میں بتاؤں کہ بلوچستان کا سب سے پسماندہ
 ترین ضلع موسیٰ خیل ہے سر! میں اس کے سوال سے مطمئن نہیں ہوں اگر آپ مطمئن ہیں تو بتادیں
 بحیثیت جج۔

جناب اسپیکر: جی جعفر خان!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب اسپیکر! سینئر منسٹر مولانا واسع صاحب کی آج تک کی کارکردگی سے یہ واضح
 ہو رہے ہیں کہ وہ صوبہ بلوچستان کا منسٹر نہیں ہیں صرف اپنے حلقے کا منسٹر ہیں کیا یہ واضح کریں گے کہ
 بلوچستان کو بھی وہ consideration میں لینا چاہتے ہیں یا نہیں خصوصاً جو میرا ضلع ہے اسکی حرکات
 کیوجہ سے متاثر ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): شکر یہ جناب اسپیکر! جعفر خان صاحب نے جو ذکر کر لیا میں سمجھتا ہوں کہ
 کچکول صاحب ذرا تکلیف کر کے وہاں ثروپ ضلع کی اسکیمات نکالیں ان کے کاسٹ اور ایلوکیشن نکالے
 ایلوکیشن بھی قلعہ سیف اللہ سے زیادہ اور کاسٹ بھی قلعہ سیف اللہ سے زیادہ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ

جعفر خان صاحب مجھ سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوا ہے لیکن ایک مسئلے پر وہ مجھ سے ناراض ہے اور اتنے ناراض ہے کہ بار بار حکومت میں میری مخالفت کرتے ہیں اور ہم حکومت میں ساتھ ہوتے ہیں تو جناب اسپیکر! وہ جو کیڈٹ کالج کے مسئلے کا انہوں نے ذکر کر دیا میرے اور جعفر خان کے درمیان کوئی اور چیز نہیں ہے لیکن مرکزی حکومت کا منصوبہ ہے اور ہم نے یہ گناہ کر دیا وہاں ایک مرکزی سنٹر مرکز پر واضح کر دیا کہ اگر کیڈٹ کالج کا منصوبہ بنانا ہے تو قلعہ سیف اللہ ایک سینٹر ہے اور تمام اضلاع کے لیے برابری کی بنیاد پر ہے تو مرکز نے یا مرکزی حکومت نے اور ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس کو دیکھا ایک سائیڈ پر منصوبہ نہیں رکھا بلکہ پورے بلوچستان اور اس ایریے کے درمیان منظوری دے دی تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس پر میں قلعہ سیف اللہ کا سنٹر ہوں تو ٹھیک ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں پورے بلوچستان کا سینٹر سنٹر ہوں اور میں یہ فلور پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ بلوچستان کے لیے P&D میں جو میں نے جتنے بھی رلیز کر دیے تاریخ اٹھائے کوئی بھی بتائے کہ اب تک بلوچستان پاکستان میں پہلا نمبر پر آیا ہے لیکن میں نے لایا ہے میں اپنے آپ کو آج فلور پر کہتا ہوں۔

چکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! ہم ان سے سوال کر رہے ہیں وہ دوسری کارکردگی بتا رہا ہے یہ irrelevant ہے اس نے بہت رلیز کر لئے ہیں ایسا نہیں ہے کہ رلیز کر لیں وہ اور جام صاحب سارے پیسوں کو اپنے علاقے لے جائیں یہ رلیز ایسے نہ ہو جائیں۔ یہاں رلیز ہوں مساوات ہو یہاں انصاف ہو۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): فنانس منسٹر اس کی وضاحت فرماتے جتنے پی ایئر ڈی نے ایلوکیشن دی ہے اور فنانس منسٹر نے ادھار کر کے رلیز کر دیا تو میں سمجھتا ہوں کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کا بہت بڑا کردار ہے ادھار لینا اور منصوبوں کے لئے پیسے دینا۔ میرے خیال میں یہ بلوچستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہے۔

جناب اسپیکر: اوکے۔

عبدالرحیم زیارتو ال ایڈووکیٹ: جناب! اب تک آپ دیکھتے آئے ہیں ہمارے جتنے بھی وزراء صاحبان ہیں ان میں سے کسی نے یہ کارکردگی نہیں دکھائی ہے کہ وہ صوبے کے وزیر نہیں بلکہ ہر ایک ایسا لگ رہا ہے

کہ وہ اپنے ضلع کے وزیر ہیں۔ سوال میرا یہ ہے کہ کیا وزراء صاحبان سینئر منسٹر صاحب بیٹھے ہیں کہ کیا وہ یہ کام کریں گے کہ وہ پورے صوبے کے وزیر ہونگے اور پورے ضلعوں کے ساتھ یکساں سلوک کریں گے۔
جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! بہت اچھی بات ہے لیکن انہوں نے کہا اس کے بعد میں کہتا ہوں اس سے پہلے بھی اور اس کے بعد ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم پورے صوبے کے وزیر ہیں ہم پورا صوبہ کو اپنا گھر سمجھتے ہیں۔

عبدالرحیم زیا رتوال ایڈووکیٹ: جناب! آپ ہاؤس کے custodian ہیں جو بھی کارکردگی ہے جس کی بھی ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب اور احسان شاہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ابھی جو پوائنٹ اپوزیشن نے آؤٹ کیا ہے اس کو آپ نوٹ کریں آئندہ ایسی شکایت نہیں ہونی چاہئے کہ ایک ہی حلقے کا منسٹر بن جائے تو پورے بلوچستان کے آپ لوگ ہیں۔ اوکے۔ کچھ اعلیٰ اپنا سوال نمبر ۳۹۲ پکاریں۔

☆ ۳۹۲ کچھ اعلیٰ ایڈووکیٹ: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،
(الف) کیا یہ درست ہے کہ سینئر صوبائی وزیر کو اسپیشل فنڈ برائے صوابدیدی اختیارات کے تحت ۲۰۰۲ء-۲۰۰۳ء کے دوران دو کروڑ روپے ملے ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ فنڈز کو کس کس ضلع میں کس کس ترقیاتی مد میں خرچ کیا گیا ہے۔ ضلع وار تفصیل دی جائے؟

مولانا عبدالواسع (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات) جواب موصول نہیں ہوا۔
کچھ اعلیٰ ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! یہ میرا سوال گزشتہ جولائی کا ہے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے یہ غلطی کی ہے میں نے آج بھی اپنے افسروں کو بلا یا کہ اتنا واضح سوال ہے اور آپ لوگوں نے یہاں فلور پر نہیں پہنچایا ہے میں ابھی ان کو جواب دوں گا۔ جناب اسپیکر! ان دو کروڑ روپے کا میں نے پہلے بھی ذکر کر دیا۔ کیونکہ ہم نے

یکمشت واپڈا کو یہ رلیز کر دیا ہے اور واپڈا کے پاس چیک پڑا ہے ابھی تک نہ ہم نے ان کو منصوبے دیئے ہیں اور نہ کام شروع ہوا ہے ایم پی اے صاحبان سے ہم نے نام مانگے ہیں جب اس پر کام شروع ہو جائے تو ہم اس فلور پر لے آئیں گے کہ ہم نے یہ کام کر دیا ہے لیکن ابھی تک وہ چیک گیا ہوا ہے لیکن nominations ہم نے نہیں کیا ہوا ہے اس وقت یہ پیسے lapses ہو رہے تھے اس کا چیک ہم نے واپڈا کو دے دیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

چکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب والا! میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر آپ کا احترام کرتا ہوں لیکن آپ نے رولز آف بزنس کی violation کی ہے کیونکہ آپ entitle ہی نہیں ہیں آپ کو بطور سینئر منسٹر فنڈ ملیں خدا کے لئے کچھ ٹھیک کر دیں۔

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): ایسا ہوا ہے کہ مولانا کا صوابدیدی فنڈ ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ مولانا صاحب پر موقوف ہے اگرچہ یہ انہوں نے کہہ دیا کہ یہ پیسے بھی محفوظ ہیں اور ہم یہ سب اضلاع میں لگائیں گے تو پھر صوابدیدی کا معنی کیا رہا۔ جس کے لئے یہ کہہ رہے ہیں۔

چکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! ان کو پتہ نہیں ہے کہ سپیشل فنڈ کس کو گرانٹ ہوگا؟ گورنر اور سی ایم کو ہوگا۔ کیونکہ وہ constitutional head ہوتے ہیں۔ سینئر منسٹر کا کوئی provision نہیں کہ اس کو سپیشل فنڈ ملے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! جب گورنمنٹ آف بلوچستان اور کابینہ نے ایک منظوری دے دی ہم نے زبردستی نہیں لیا۔ کابینہ نے اس کی منظوری دے دی۔

چکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): کابینہ وہی منظوری دے سکتی ہے جو اسے آئین رول کے تحت اختیار ہو۔ آپ ایسا کریں آئین میں نہیں آپ سارا اسپیشل فنڈ لیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): گورنر کا سپیشل فنڈ کہاں ہوتا ہے یہ تو کابینہ کی صوابدیدی ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب بھائی آپ ایک بات کریں۔

چکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! میں نے یہ سوال ہی نہیں کیا اور مجھے اچھا نہیں لگا

لیکن آپ کے منسٹر صاحبان کبھی کبھار بات کرنا نہیں جانتے ہیں ابھی وہی بات ہے کہ آئیل مجھے مارا ابھی یہ سارے فنڈ ایک ہی ضلع میں رکھے۔ ہم اس چیز کو indicate کرتے ہیں کہ آپ لوگ اپنے آپ کو correct کریں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا نخواستہ ہم لوگ آپ کی پگڑی کو اچھالیں آپ لوگ کچھ سمجھنے کی کوشش کریں ہمیں بھی۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر! گزارش یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف -----
شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب اسپیکر! آئین اور قانون میں سینئر منسٹر کی کوئی اپنی prorogative ہوتی نہیں ہے۔ رول آف بزنس میں کوئی گنجائش نہیں ہے وہ سینئر منسٹر نے لگا دیا ہے یہ رولز آف بزنس میں کچھ بھی اس طرح نہیں ہوتا ہے یہ ایسی violation of constitution ہے جو آپ نے کی ہے اور وہ سپیشل فنڈ رکھوار ہا ہے ہم کو پتہ ہے لیکن آئین قانون کی ایک limits ہوتی ہیں آپ نے اس قانون اور آئین کی limits کے اندر رہنا ہوتا ہے اسی پی اینڈ ڈی کا منسٹر میں بھی رہ چکا ہوں اسی فنڈس کا منسٹر میں بھی رہ چکا ہوں لیکن رول آف بزنس میں جو مجھے حق حاصل ہے میں نے وہی استعمال کیا۔
 جناب اسپیکر: اوکے جعفر خان!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب! جعفر خان کو پتہ نہیں ہے جعفر خان تو اس وقت اپنے کاموں میں مصروف تھے اپنے ٹھیکوں میں مصروف تھے اپنے ٹھیکے جس طرح نکال سکتے تھے لیکن میں عوامی نمائندہ ہوں میں وہ کمزور منسٹر نہیں ہوں جیسے جعفر خان ہے۔ میں سینئر منسٹر ہوں۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر! جہاں تک صوابدیدی فنڈ کا تعلق ہے قائد حزب اختلاف صاحب نے یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ سینئر منسٹر کو یہ اختیار نہیں ہے لیکن وہ یہ بتا دے کہ کس قانون کے تحت یہ اختیار نہیں ہے مثلاً جیسے ڈی سی او جو ایک سرکاری افسر ہے اس کو بھی ضرورت کے تحت فنڈ دیئے جاسکتے ہیں۔ ایک منسٹر ہے اس کے بھی سال کے صوابدیدی فنڈ ہوتے ہیں سال کے جو رول آف بزنس میں لکھے ہوتے ہیں اسپیکر صاحب کے ہوتے ہیں گورنر ہاؤس کے ہوتے ہیں گورنمنٹ جہاں سمجھتی ہے ضرورت ہے صوابدیدی فنڈ رکھ سکتی ہے اس میں کوئی ایسی قانونی بائینڈنگ نہیں ہے۔

چکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): میں سپیشل فنڈ کے بارے میں کہہ رہا ہوں صوابدیدی فنڈ

ہمیں بھی ملا ہے اس کو بھی پچاس لاکھ، اسپیشل فنڈ صرف گورنر اور سی ایم کیلئے ہوتا ہے۔
 سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): ایسی رول میں کہیں کوئی قدغن نہیں ہے قانون نہیں ہے۔
 چکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): آپ ٹریڈری سے پتہ کریں۔ آپ اپنے سیکرٹری سے پتہ
 کریں کہ اسپیشل فنڈ صرف گورنر اور سی ایم کو ملتا ہے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): کہاں لکھا ہوا ہے فنانس منسٹر میں ہوں۔ مجھے پتہ ہے۔
 چکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): آپ نے کہیں نہیں پڑھا ہے آپ نے چارٹر آف
 اکاؤنٹ نہیں پڑھا ہے اگر پڑھا ہوتا تو ہم آپ کے سامنے بے بس ہوتے۔
 سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): آپ بیٹھنے کیلئے مجھے نہیں کہہ سکتے۔
 جناب اسپیکر: اوکے۔ بحث نہ بنائیں۔ چھوڑیں۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر ۳۷۸ جناب عبدالمجید اچکزئی دریافت کریں۔

☆ ۳۷۸ عبدالمجید خان اچکزئی: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،
 (الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہذا نے ہزار گنجی منڈی میں ماشہ خوروں کو متعدد دکانیں الاٹ کی گئی ہیں؟
 (ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ دکانیں کن کن افراد کو کس بنیاد اور معیار پر الاٹ کی
 گئی ہیں۔ نیز الاٹ شدہ دکانوں کی تعداد نام الاٹ بمعہ ولدیت اور ضلع رہائش کی تفصیل دی جائے؟
 مولانا عبدالواسع (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): (الف) کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی فروٹ سبزی منڈی
 ہزار گنجی میں کسی قسم کی الاٹمنٹ نہیں کی ہے۔ (ب) سبزی فروٹ منڈی ہزار گنجی میں تمام الاٹمنٹ محکمہ
 ایگریکلچر (محکمہ زراعت) نے کی ہے۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر ۳۸۳ جناب عبدالمجید اچکزئی دریافت کریں۔

☆ ۳۸۳ عبدالمجید خان اچکزئی: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،
 (الف) کیا یہ درست ہے کہ سال ۱۹۹۰ء میں نیسپاک نے ایک کروڑ روپے کی خطیر رقم کے مشاروتی
 consultancy فیس کے عوض صوبہ کے مختلف علاقوں کے سروے کے نتیجے میں مختلف ڈیز کی فیئر بیڈٹی
 کی سفارشات مرتب کیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو مذکورہ رپورٹ اب تک نہ منظر عام پر آسکی ہے نہ ہی اس پر کوئی کارروائی ہوئی جبکہ صوبہ میں ضلع پشین، مستونگ، قلعہ عبداللہ، لورالائی اور قلعہ سیف اللہ جیسے پسماندہ علاقوں میں کوئی میگا پروجیکٹ حکومت کے زیر غور نہیں۔ اس کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز کیا حکومت مذکورہ بالا رپورٹ کو قابل عمل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟

مولانا عبدالواسع (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): (الف) یہ بات درست نہیں ہے کہ نیسپاک کو سال ۱۹۹۰ء میں مشاورتی consultancy فیس کے عوض صوبہ کے مختلف علاقوں کے سروے کے نتیجے میں مختلف ڈیز کی فیزبیلٹی کی سفارشات مرتب کرنے کے عوض ایک کروڑ روپے ادا کیے گئے۔

(ب) چونکہ جزو (الف) کا جواب نفی میں ہے اس لئے اس پر کارروائی کا جواز نہیں البتہ ضلع قلعہ عبداللہ میں تو بہ اچکزئی کی سیلاب سے بچاؤ کی ماسٹر پلاننگ کی رپورٹ تیار کرنے کے عوض نیسپاک کو چار لاکھ روپے کی ادائیگی کی گئی۔ اس کے علاوہ بی بی نانی ڈیم ضلع کچھی (بولان) اور بردری ڈیم کونہ کی فیزبیلٹی رپورٹ تیار کرنے کے عوض نیسپاک کو بالترتیب پانچ لاکھ روپے اور چھ لاکھ روپے کی ادائیگی سال ۱۹۹۵ء میں کی گئی۔

حکومت نے محکمہ آبپاشی و برقیات کے ذریعے مختلف ترقیاتی پروگرام کے تحت صوبے کے تقریباً تمام اضلاع بشمول مجوزہ اضلاع (پشین، مستونگ، قلعہ عبداللہ، لورالائی اور قلعہ سیف اللہ) میں چھوٹے ڈیمز تعمیر کیئے ہیں اور مزید زیر تکمیل ہیں۔

ضلع پشین میں بند خوشدل خان کی بجالی (جن کی تخمینہ لاگت تقریباً ایک ارب روپے ہیں) کے لئے عالمی بینک سے مالی امداد کے سلسلے میں مشاورت جاری ہے۔

جناب اسپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

عبدالحمید خان اچکزئی: جناب! آپ کے اسمبلی سیکریٹریٹ سے یہ غلطی ہوئی ہے یہ سوال اریگیشن منسٹر کے پاس جانا چاہیے تھا اس نے پی اینڈ ڈی منسٹر کے پاس بھیج دیا ہے اس پر ۱۹۹۴ء-۱۹۹۵ء میں بہت کام ہوا ہے اور اس پر انہوں نے ایک پی سی ون بھی بنایا ہے مگر یہ غلطی کے ساتھ ان کے پاس چلا گیا ہے یہ نیسپاک کی جو کاپی ہے ۱۹۹۴ء-۱۹۹۵ء کی ہے۔

جناب اسپیکر: جس طرح ممبر مارک کرتا ہے اسی طرح سے ہوتا ہے۔

رحمت علی بلوچ: جناب اسپیکر! سارے ٹرانسپورٹرز آئے ہوئے ہیں انہوں نے ہڑتال کی ہوئی ہے یہ ہزار گنچی کی جو الاٹمنٹ ہے اس مسئلے پر مہربانی جو اس کے لئے کمیٹی تشکیل دی گئی تھی باہر بھیج دیں۔ لوگوں سے بات کریں۔

جناب اسپیکر: ایک وضاحت میں کروں جو کمیٹی ہم لوگوں نے ہاؤس سے تشکیل دی تھی جس کا چیئرمین شروڈی صاحب ہیں اور کمیٹی میں رحیم زیا تو ال ہیں لانگو صاحب ہیں جمالی صاحب ہیں۔ میں ان سے صرف یہ request کرتا ہوں کہ اگر انہوں نے کوئی غفلت کی تو پھر پورا ہاؤس بدنام ہوگا۔ میں اس کمیٹی سے request کرتا ہوں آج اجلاس کا آخری دن ہے پھر اس پر مسلسل کام کرے اور کوئی دباؤ قبول نہ کرے کسی اور لالچ میں نہ آئے بالکل انہوں نے next اجلاس میں رپورٹ پیش کرنی ہے۔

چکول علی ایڈووکیٹ (حزب اختلاف): جناب اسپیکر! ابھی جو انہوں نے آپ کی اسمبلی کے سامنے پلے کارڈ وغیرہ اٹھا رکھے ہیں دو تین بندے بھیج دیں۔

جناب اسپیکر: چیئرمین صاحب اور زیا تو ال صاحب! آپ جائیں۔ اکبر بھی بے شک ساتھ ہو آپ لوگ انہیں بتائیں کہ۔۔۔۔۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اگر یہی سوال آئندہ اجلاس کے لئے اریگیشن کے پاس چلا جائے۔

جناب اسپیکر: آپ اس کے لئے فریش سوال لائیں۔ محمد نسیم تریالی سوال نمبر ۴۹۶ دریافت فرمائیں۔
☆ ۴۹۶ محمد نسیم تریالی (بتوسط عبدالمجید خان اچکزئی): کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایشین ڈویلپمنٹ بینک اور ورلڈ بینک کی جانب سے ڈیمرک پروگرام کے تحت صوبے کے حق دار زمینداروں کیلئے ۱۲۰۰ ٹیوب ویلوں کی تنصیب کی منظوری دے دی گئی ہے؟
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ٹیوب ویلوں کی حلقہ وار تفصیل دی جائے۔ نیز اب تک مکمل شدہ ٹیوب ویلوں اور نامکمل اور کام شروع نہ کرنے والے ٹیوب ویلوں کی حلقہ وار

تفصیل دی جائے؟

مولانا عبدالواسع (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب! اگرچہ وہاں لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ میں نے یہ اب ڈیپارٹمنٹ سے منگوایا ہے اور یہ آیا ہے اور میں نے نسیم تریائی صاحب کی ٹیبل پر رکھا ہوا ہے ساری تفصیل جو دی ہے یہ سوال بھی اریگیشن سے تعلق رکھتا ہے جیسے مجید خان صاحب کہتے ہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: ٹیوب ویلوں کے متعلق ہے آپ سے ڈائرکٹ تعلق ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): تقسیم کے حوالے سے میرے ساتھ تعلق ہے یہاں میں نے لسٹ رکھی ہوئی ہے وہ میں آپ کے ہاں بھیج دیتا ہوں اور اس کے پراگرس کے بارے میں وہ اریگیشن سے تعلق رکھتا ہے آپ ذرا ان سے سوال کر لیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: آسمیں مولوی صاحب مسئلہ یہ ہے کہ کل بھی میٹنگ ہوئی تھی کچول صاحب بھی تھے ہم سب تھے اس میں ہم نے یہ کہا تھا کہ سارے ممبروں کی حق تلفی ہوئی ہے سارا کوٹہ آپ اپنے حلقے میں لے گئے ہیں اپنی بنیاد پر۔ ہمارے حلقوں میں آپ نے ہمارے ٹیوب ویل تقسیم کئے ہیں اس کو ایم ایم اے کا فنڈ بنا دیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: اچکزئی صاحب! اس میں جو آخر کا فقرہ ہے اس میں آپ نے پراگرس کا بھی معلوم کیا ہے پراگرس تو اریگیشن والا دے سکتا ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! یہ تقسیم کے حوالے سے بھی ہے۔ حلقہ وار تفصیل دی جائے مطلب اس میں جو کمیٹی بنی تھی اس سے ہماری کل میٹنگ ہوئی اس میں بھی مولانا صاحب نے کلیئر بات نہیں کہی ہے اس نے کہا میں اس میں دیکھوں گا اب ہم ضلع میں تین ایم پی اے۔ میں۔ نسیم اور حافظ صاحب ہیں ہمارے حلقے کے ٹیوب ویلوں کو کاٹ کر کے ہمارے حلقے میں جمعیت کے لوگوں کو دیا گیا ہے اس بارے میں یہ سوال تھا اور سردار محمد اعظم موسیٰ خیل کا تھا پچیس ٹیوب ویل سردار محمد اعظم کے بیس ہے یا پچیس ہے اس میں دس ٹیوب ویل کاٹ کر کے اپنی مرضی سے اس کے علاقے میں خرچ کر رہا ہے۔ مولانا صاحب

ہمارے پورے صوبے کے ایم پی اے ہیں۔ ہر حلقے کے وزیر ہیں اس کی تفصیل ہمیں چاہئے۔
 مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب! مجید صاحب کل ہم نے اس پر بات کی لیکن ڈسٹرکٹ وائیز تقسیم تو ہم سے پہلے ہو چکی تھی لیکن اس میں کچھ تبدیلی لانی تھی اس میں گورنمنٹ آف بلوچستان نے ایک منسٹر کمیٹی بنائی تو اس کمیٹی میں کچھ خواتین کے اور اقلیتوں کے جو پانچ پانچ اور دیگر ممبروں میں تقسیم کرنا تھا یہ تو ہمارے کمیٹی نے تقسیم کر دی اب آگے جا کر اس کی implementation کے لئے اور اس کے پراگرس کے لئے کوئی نیا سوال لائیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں مولانا صاحب! آپ میرے حلقہ انتخاب میں گئے تھے آپ نے میرے ہی ٹیوب ویلوں کا اعلان کیا ہے۔ یہ خود کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! اس کی وضاحت ہو؟

عبدالمجید خان اچکزئی: آپ ہاؤس کو بتادیں کہ جتنے بھی ٹیوب ویل ہیں سب حلقوں میں برابر تقسیم ہو جائیں گے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): میں نے کل ہی آپ کو یہ گزارش کی کہ ہمارے ہاں ایک کمیٹی ہے اور ہم کمیٹی کے پاس جائیں گے ان سے مشورہ کر کے جو بھی صورت حال ہو جو بھی رزلٹ ہو میں آپ کو بتاؤں گا۔
 عبدالمجید خان اچکزئی: مولانا صاحب! اتنا مشکل مسئلہ بھی نہیں ہے آسان سا مسئلہ ہے ہمارے ضلع کے پچاس ٹیوب ویل ہیں ہم تین ایم پی اے ہیں اس کو برابر تقسیم کیا جائے۔ بات ختم۔

جناب اسپیکر: آپ آپس میں بات نہ کریں؟

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): اب اس کے لئے حکومت نے ایک کمیٹی بنائی ہے کمیٹی کے بغیر تو میں کر نہیں سکتا ہوں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: آپ کہہ دیں کہ ہم نے برابر تقسیم کی۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): کمیٹی کے بغیر ہم کہہ نہیں سکتے ہیں۔ ہم کمیٹی کے پاس اس کو لے جائیں گے جتنی بھی بات ہوئی میں دوسری میٹنگ میں آپ کو بتاؤں گا کہ کیا کیا کر سکتے ہیں کیا تعاون ہم کر سکتے یا نہیں کر سکتے ہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! ہم اسمبلی میں سوال کس لئے کرتے ہیں اسمبلی میں ہم اس لئے سوال کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اچکزئی صاحب! کل آپ کے مذاکرات ہو گئے ہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: کل ہم نے مذاکرات کئے اس کا بھی کوئی رزلٹ نہیں نکلا یہی بات ہم نے کی تھی یہی سوال کیا تھا ہم نے یہ کہا تھا کہ یہ آسان سی بات ہے آپ کہہ دیں جس ضلع میں جتنے ٹیوب ویل ہونگے برابر تقسیم کئے جائیں گے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): آپ بھی تھے مجید خان بھی تھے اور زیارتوال صاحب بھی تھے۔

جان محمد بلیدی: اس پر بات ہو رہی ہے لیکن تاحال ان معاملات کو حل نہیں کیا جا رہا ہے لیکن ایک تو کمیٹی بنائی ہے اس میں بھی سارے حکومتی ارکان ہیں۔

دوسرا یہ کہ فرض کریں کچھ ہے کچھ سے ہم تین ایم پی ایز ہیں ہمیں کہا گیا دس دس۔ اور باقی بیس کہاں گئے مساوی تقسیم ہونا۔ کمیٹی میں اپوزیشن کے دوستوں کو شامل کیا جائے تاکہ مسئلہ حل ہو۔
جناب اسپیکر: اوکے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! آپ کے ضلع میں جو ٹیوب ویل رکھے گئے ہیں وہ آپ اور جعفر خان میں برابر تقسیم ہو رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: برابر۔

عبدالمجید خان اچکزئی: تو ہمارے ضلع میں یہ نہیں ہے حافظ حمد اللہ کا پچیس ہے ہمارا دس ہے۔

جناب اسپیکر: ژوب کے پچاس ٹیوب ویل ہے اس میں بیس جعفر خان کو دیئے بیس مجھے دیئے گئے دس انہوں نے پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ کی معرفت دیئے ہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: اچھا ہمارے ضلع میں پچاس ہے میرے دس ہے۔

جناب اسپیکر: تو مولانا صاحب جو کل مذاکرات ہوئے آپ نے اس میں کیا طے کیا؟

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): میں یہ عرض کر دوں کہ ہم لوگوں نے یہ طے کر دیا کہ سارے معاملے میں نے اٹھا دیئے اور اس بارے میں گورنمنٹ نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی میں وہاں لے جاؤں گا پھر میں نے

کہا کہ ہم آپ سے تعاون کریں گے یقین دلا دیا اب اس طرح ہے کہ وہاں سے جو بھی مشورہ ہوگا پھر واپس آپ کو جواب دوں گا کہ ہم یہ یہ کر سکتے ہیں آپ کی ڈیمانڈ پر غور کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے ہیں۔ جو بھی کچھ ہو میٹنگ کے بعد ہوگا۔

عبدالجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! یہ کمیٹی ۳۰ جون سے پہلے بنی تھی کہہ دیں ہم کر دیں گے۔

جناب اسپیکر: جی کچھول علی صاحب!

کچھول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! ہم اپوزیشن والوں نے کہا تھا کہ پی ایس ڈی پی میں ہمارے اپوزیشن والوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے جناب! آپ نے اس پر رولنگ دی۔ اسکے بعد ان معاملوں میں میں نے تحریک استحقاق پیش کی بالکل اس پر کل ڈبیٹ ہوا تھا اب بات یہ ہے کہ جناب! ہم کو تو پہلے حقیقت بولنے کی جرأت نہیں ہے اور اگر کوئی بولے تو دوسرے اس کو برداشت نہیں کرتے ہیں۔ جناب! کل یہ ہوا تھا اور ہم لوگوں نے کہا تھا کہ ہر ایک اضلاع میں جتنے بورنگ ہیں آپ لوگ مہربانی کریں وہاں کے ایم پی ایز کے درمیان تقسیم کر دیں۔ ایک بات جو سینئر منسٹر نے کہا تھا وہ یہ تھا کہ ہمیں اپنی پارٹی کے دوستوں کو بھی accommodate کرنا ہے ہم نے کہا یہ ایک principle بات نہیں ہے لیکن اس نے کہا تھا کہ ہمارے اوپر بھی دباؤ ہے ہم اس حد تک آئے کہ وہ اپنے بندوں کو کونسل کرے اور یہ ج کمیٹی ہے اس کے متعلق پھر کہا ہم اس کمیٹی کو استعمال میں لا کر پھر آپ کو بتادیں گے۔ میں صرف آپ جناب سے اور اپنی کمیٹی کے ممبران سے ایک رکوئسٹ کر لوں گا کہ آپ لوگ کم از کم اپوزیشن کے ایک دو بندوں کو اس کمیٹی میں include کر لیں گورنمنٹ کا تو یہ کہ اپوزیشن والوں کو تو چھوڑیں اگر جن ضلعوں میں ہم دس پندرہ دیں گے پھر ورکروں اور اپنے زمینداروں کو دیں گے۔ وہ اس میں تو ہمیں شامل نہیں کریں گے تو جناب والا! آپ اس میں کچھ دیکھ لیں کہ کس طرح ہم مناسب طریقے سے اس مسئلے کو حل کر لیں گے میں کہتا ہوں کہ اپوزیشن کو شامل کیا جائے اس کمیٹی میں۔

جناب اسپیکر: اوکے۔

عبدالجید خان اچکزئی: یہ جون سے پہلے ٹیوب ویل والا مسئلہ شروع ہوا ہے اب تک حل نہیں ہوا ہے وہ اب تک سارے اپنے حلقے میں لگا رہے ہیں میرے حلقے میں تقسیم کر رہے ہیں کچھول صاحب کے حلقے

میں تقسیم کر رہے ہیں باقی حلقوں میں تقسیم کر رہے ہیں ہمارے ہی ٹیوب ویلوں کو تقسیم کر رہے ہیں۔ اس پر جلسہ بھی کر لیتے ہیں اور بڑی بڑی تقریر بھی اس میں کرتے ہیں۔

چکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! میری عرض ہے سینئر منسٹر اور جام صاحب سے already ایک سو پچاس ٹیوب ویل ہے۔ آپ خدا کے لئے صرف یہ پچاس دے دیں۔ ابھی ہمارے اضلاع کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں ایک سو پچاس بہت ہیں بلوچستان کے لئے۔ میں کہتا ہوں پھر دس ہمارے فنانس منسٹر کو دے دیں۔

جناب اسپیکر: او کے مولانا واسع صاحب آپ پھر ان ٹیوب ویلوں کے مسئلے کا کوئی حل نکالیں۔ جو already point out کر رہا ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): رحیم زیا رتوال صاحب! کے پوائنٹ پر جو ان کے ٹیوب ویل کے مطالبات تھے تو ہم سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ یہ میں نے کہا ایک فرد جو حکومت کا نمائندہ ہے لیکن ہماری اب مخلوط حکومت ہے اور ان ٹیوب ویلوں کے لئے گورنمنٹ نے ایک منسٹر کمیٹی بنائی ہے تو اب اگر قانون کے لحاظ سے دیکھا جائے تو میں اکیلا یہ فیصلہ تبدیل نہیں کر سکتا پھر کمیٹی میں لے جاؤں گا لیکن کمیٹی کے کنونینس کرنے کے لئے یا اپنے گورنمنٹ کے ساتھیوں کو آپ کی شکایات پر کنونینس کرنے کیلئے میں نے کہا آپ کی شکایات لے جاؤں گا اور اس پر ہم غور کریں گے جو بھی فیصلہ کر کے دوبارہ بتائیں گے جو ہاں یا نہیں جو بھی ہم سے کچھ ہو سکتا ہے دوبارہ میں آپ سے میٹنگ کروں گا اور ہمارے ساتھی آپ سے میٹنگ کریں گے اور آپ کو بتائیں گے۔ تو پھر یہ طے ہوگا۔

جناب اسپیکر: اچکنئی صاحب!

عبدالمجید خان اچکنئی: یہ جو کہہ رہے ہیں تین وزراء کی جو کمیٹی بنی ہے اس میں ایک اپوزیشن کے بندے کو بھی لیا جائے۔ اگر وہ نہیں لیتے ہیں بات یہ ہے کہ عوام کو خالی یہ پتہ ہونا چاہئے کہ ٹیوب ویل ہمارے ہیں اور کریڈٹ یہ لے رہا ہے اور کچھ نہیں ہے اس میں۔

جناب اسپیکر: او کے۔ جناب محمد نسیم تریائی اپنا سوال نمبر ۴۹۷ پکاریں۔

☆ ۴۹۷ محمد نسیم تریائی: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال ۲۰۰۳ء-۲۰۰۴ء کے آؤٹ سائیڈ PSDP کے ڈیمرک پروگرام کے 117-a میں ایک ڈیم کی تعمیر بمقام سمنگنی آرمی قلعہ عبداللہ کیلئے ۵ بلین روپے مختص کیئے گئے ہیں؟
 (ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈیم رواں مالی سال کے دوران میں مکمل کرنا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ڈیم پر اب تک کام شروع نہ کرانے کی وجوہات کیا ہیں۔ تفصیل دی جائے؟

مولانا عبدالواسع (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): جواب موصول نہیں ہوا۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! ادھر انہوں نے لکھا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا ہے لیکن اب اس طرح ہے کہ یہ سوال مکمل محکمہ اریگیشن سے تعلق رکھتا ہے لیکن پھر بھی میں نے محکمہ اریگیشن والوں کو بلایا۔ اور ان سے پوچھا کہ یہ معاملہ کیا ہے اور کس طرح سے ہے تو یہ بارہ ڈیم ورلڈ بینک ایشین بینک والوں نے یہ ہم سے مانگے تھے ہم نے تجویز دی تھی اور پھر جب ایشین بینک والے آئے تو انہوں نے ان میں سے تین کو منظور کر لیا باقی سب کو مسترد کر دیا لہذا سر! جی ڈیم مستونگ۔ احمدون ڈیم زیارت۔ گرکازم ڈیم کو ان تین ڈیموں کو انہوں نے منظور کر لیا۔ باقی بارہ میں سے نو مسترد کر دیئے تو یہ سوال میں مذکورہ ڈیم اس میں شامل ہے اس میں ہماری گورنمنٹ کا کوئی دخل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایشین بینک کا ہے اور ہماری حکومت کے آنے سے پہلے شاید یہ مکمل ہو گیا ہو۔

جناب اسپیکر: اوکے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جواب تو نہیں ملا ہے۔ اس کو ڈیفرفر کریں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): یہ جواب ہے وہاں پہنچا دو۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! یہ سوال نسیم تریالی صاحب کا تھا اس کو ہم اریگیشن کے لئے فریش لاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ہاں پھر فریش لائیں۔ جناب عبدالمجید خان اچکزئی اپنا سوال نمبر ۳۶۵ پکاریں۔

☆ ۳۶۵ عبدالمجید خان اچکزئی: کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ فوجی دور میں برج عزیز خان ڈیم کا منصوبہ ختم کر دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ برج عزیز خان ڈیم کے بننے سے ضلع پشین اور قلعہ عبداللہ کا لاکھوں کیوسک بارانی پانی جو افغانستان چلا جاتا ہے جسکو ضائع ہونے سے بچانے سے لاکھوں ایکڑ بنجر زمین سیراب ہو سکتی ہے؟

(ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے تو برج عزیز خان ڈیم کا منصوبہ منسوخ کرنے کی کیا وجوہات ہیں نیز اگر تو مذکورہ منصوبہ کی منسوخی تکنیکی بنیاد پر ہے تو کیا حکومت اس منصوبہ کے متبادل پراجیکٹ پر غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): (الف) برج عزیز خان ڈیم کا منصوبہ کوئٹہ واٹر سپلائی کا ایک حصہ تھا جس کا مکمل ریکارڈ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ اور بی واسا کے حوالے برائے ضروری کارروائی کی جا چکی ہے۔ لہذا اس سوال کا جواب محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ سے طلب کیا جائے۔ یا پھر بی واسا ہی اس کا معقول جواب دے سکتا ہے۔

(ب) محکمہ آبپاشی کے علم میں ایسے کوئی احکامات نہیں ہیں۔ کہ اس منصوبے کو ختم کیا جائے۔
(ج) اس ڈیم کی تعمیر پر نوشکی کے عوام اور افغانستان کے علاقے شوراوک کے لوگوں کو اعتراضات تھے کہ اس ڈیم کے ذریعہ سیلابی پانی روک دیا جائے گا۔ تو ان کی زمینیں بنجر ہو جائیں گی۔
مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
جناب اسپیکر: کوئی ضمنی ہو تو۔

عبدالجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! برج عزیز ڈیم والا بڑا مسئلہ ہے گزشتہ تین چار سال سے اس پر بڑی بحث ہوتی رہی اور اخباروں میں آتا رہا ہے میں نے بھی خود اس جگہ کو دیکھا ہے اس پر بڑا کام ہوا ہے پچھلے گورنر صاحب جو ہمارے علاقے میں نظر ہی نہیں آتے تھے اس کو انہوں نے ڈراپ کیا ہے یہ ضلع پشین اور قلعہ عبداللہ کا لاکھوں کیوسک پانی نوشکی کی طرف آتا ہے اور نوشکی میں اس سے کوئی اریگیشن وغیرہ نہیں ہوتی ہے میں خود بھی گیا ہوں آیا یہ عرب شیخوں کے لئے ہے؟
میر شبیر احمد بادینی: جناب! نوشکی میں لاکھوں ایکڑ زمین سیراب ہوتی ہے یہ ہمارے نوشکی والوں کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہے۔

عبدالحمید خان اچکزئی: ٹھیک ہے سب نوٹ کر لیا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ سارا پانی ایک شکار گاہ کی طرف جاتا ہے جس کا کوئی وہ نہیں ہے۔

میر شہیر احمد بادی: نہیں لاکھوں ایکڑ زمین اس سے سیراب ہوتی ہے جناب! شور اوک سے لے کر چاغی تک سارے ساٹھ میل اس کی زمینداری کا ہے۔ آٹھ ہزار سے دس ہزار ٹیوب ویل اس سے آباد ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ میں سے ایک۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): جناب اسپیکر! میں ذرا وضاحت کروں یہ ایک قدرتی پانی ہے دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو منصوبہ ہے اس کا تعلق پی ایچ ای اور بی واسا سے ہے ہمارے محکمے سے اس کا تعلق بھی نہیں ہے لیکن پھر بھی میں نے کچھ معلومات کیں واسا والوں سے وہ کہہ رہے تھے اس کی تین وجوہات تھیں اس ڈیم کو اس لئے نہیں بنایا جا رہا ہے ایک تو اس کی قیمت بہت زیادہ تھی تقریباً دس ارب روپے اس کی لاگت تھی اس وجہ سے ایشین بینک والوں نے اس کو نہیں کیا ہے دوسرا یہ کہ اس کی افادیت کے لحاظ سے اس کے پانی کا جائزہ لیا تو وہ نمکین زیادہ تھا اس لئے وہ ان کی اس شرائط پر پورا نہیں تھا تیسری وجوہات ہے ہمارے وزیر صاحب ایم پی اے صاحب کہہ رہے ہیں کہ شور اوک کے لوگوں کو نوشکی کے لوگوں کو اس سے کافی مشکلات تھیں یہ بین الاقوامی اشوبن گیا چونکہ یہ بین الاقوامی قانون میں ہے کہ دو سرے ملک کے جو بارڈر پر ہوتا ہے اس کا پانی نہیں روکا جاتا ہے تو اس لئے یہ تین اشوبن سے اس پر کام نہیں ہوا ہے۔

عبدالحمید خان اچکزئی: مولوی صاحب! آپ نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ اس ڈیم کی تعمیر پر شور اوک اور نوشکی کے لوگوں کے اعتراضات کی وجہ سے ہے ہمارا ڈیم ہے اس سے افغانستان کے عوام شور اوک کے لوگوں کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے اس میں میری ایک تجویز ہوگی۔

جناب اسپیکر: اچکزئی صاحب وزیر آبپاشی کو بولنے دیں۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): اس لئے انہوں نے اس ڈیم کو نہیں بنایا ہے۔ یہ تین وجوہات کی بنیاد پر یہ میری معلومات ہیں اس کا تعلق واسا سے اور پی ایچ ای ڈیم پارٹمنٹ سے ہے ہمارے محکمے سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جواب تو آپ نے دیا ہے۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): جواب محکمہ نے لکھا ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اسکے دس ارب روپے سے پورے کوئٹہ شہر کو اس سے پانی سپلائی کرنا تھا اس ڈیم سے اس کے لئے جناب اسپیکر! میری ایک تجویز ہے اسکے متعلق پہلے سکیرٹری انور خان سے ہماری بات ہوئی تھی یہ ہمارے ضلع پشین اور قلعہ عبداللہ کالاکھوں کیوسک پانی ضائع ہو رہا ہے جو وہ کہہ رہے ہیں شاید وہاں ٹیوب ویل ہونگے دس ہزار ٹیوب ویل تو انہوں نے بہت زیادہ بتائے۔ دس ہزار ٹیوب ویل تو پورے صوبے میں نہیں ہونگے۔

میر شہیر احمد بادینی: آپ آئیں تو میں آپ کو دکھاؤں گا۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اسمیں ہم نے اریگیشن کے سیکرٹری کے ساتھ دو میٹنگیں کی تھیں ہم نے کہا کہ اجرن کے مقام پر جہاں لاکھوں ایکڑ زمین بخر پڑی ہوئی اجرن کے مقام کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کو ہمارے صوبے کی طرف سے ایک تجویز دے دے اس کو فیڈرل گورنمنٹ کی اسکیم میں شامل کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): انشاء اللہ ہم اس پر غور کریں گے۔ محکمہ کے حوالے سے اگر فیزیبل ہو تو بھیج دیں گے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: اس میں کم سے کم تحصیل گلستان پشین کا حلقہ مطیع اللہ کا حلقہ ہے یہ جگہ انہی کے حلقے میں ہے یہ کریڈٹ بھی اسی کو ملے گا تو اس میں یہ ایک چیز ہے ہمارے کم سے کم پندرہ سے بیس ہزار ایکڑ زمین سیراب ہو جائے گی۔

جناب اسپیکر: آپ کی تجویز انہوں نے نوٹ کی ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: وہ کہتے ہیں کہ یہ واسا کے حوالے سے اسکیم تھی کارروائی ہو چکی ہے دس ارب روپے کی اسکیم۔ یہ صوبائی حکومت کا نہیں ہے یہ پھر واپڈا والے کرتے ہیں یہ فکر جو بتا رہے ہیں ٹھیک نہیں ہے خرچ کے حوالے سے۔ اگر یہ ٹھیک ہے تو واسا کے ساتھ اس کا تعلق نہیں رہے گا اس کا تعلق واپڈا

کے ساتھ ہوگا۔ مرکزی حکومت کے ساتھ وہ اس کو فنانس کریں گے ایک ارب سے جب کام بڑھتا ہے اس کا تعلق صوبائی حکومت سے نہیں ہوتا ہے جس نے یہ معلومات دی ہیں یہ درست نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! یہ نکتہ آپ نوٹ کر لیں اوکے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب! یہ پشین قلعہ عبداللہ کے لئے نہایت اہم منصوبہ ہے یہ کسی کے کہنے پر ڈراپ نہ کیا جائے۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): یہ تو خود سوال میں بھی انہوں نے ذکر کیا ہے کہ برج عزیز خان ڈیم کا منصوبہ کوئٹہ وائرسپلائی کا حصہ تھا۔ یہ تو پی ایچ ای اور واسا سے ہے۔

جناب اسپیکر: عبدالمجید اچکزئی اگلا سوال نمبر دریافت کریں۔

☆۳۶۹ عبدالمجید خان اچکزئی: کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے دیگر اضلاع کی طرح ضلع قلعہ عبداللہ میں بھی حالیہ بارشوں اور سیلاب سے ناقابل تلافی تباہ کاریاں ہوئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے سوائے ضلع قلعہ عبداللہ کے تمام صوبہ میں ریلیف فنڈ دینے کے ساتھ امدادی کام کیا ہے؟

(ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وفاقی یا صوبائی محکمہ اریگیشن کے فلڈ پروٹیکشن کے حوالے سے از سر نو کوئی سروے کیا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا ضلع قلعہ عبداللہ میں نقصانات کی نشاندہی کی گئی ہے اگر کی گئی ہے تو کس قدر نقصانات ہوئے ہیں۔ نیز اگر جواب نفی میں ہے تو ضلع قلعہ عبداللہ کو محروم رکھنے کی کیا وجوہات ہیں تفصیل دی جائے؟

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): (الف) یہ درست ہے کہ حالیہ بارشوں اور سیلاب سے ضلع قلعہ عبداللہ کے علاقے تو بہ اچکزئی میں کافی نقصانات ہوئے ہیں۔ محکمہ آبپاشی ان نقصانات سے بخوبی آگاہ ہے۔

(ب) محکمہ ہذا کے علم میں نہیں ہے۔ اس سوال کا جواب ریلیف کمشنر دے سکتے ہیں۔

(ج) چونکہ صرف جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے اس لئے ضلع قلعہ عبداللہ میں درج ذیل علاقوں

میں نقصانات ہوئے ہیں اور دیہی علاقوں میں حسب ضرورت درج سیلابہ بچاؤ منصوبہ جات تجویز کئے گئے ہیں:-

- ۱- سیلابہ بچاؤ منصوبہ برائے زرعی زمین توبہ اچکنزی ایریا تخمینہ لاگت ۰.۷۰۰ ملین۔
- ۲- بحالی سیلابہ نقصانات منصوبہ بوغره ڈیلے ایکشن ڈیم چمن ایریا تخمینہ لاگت ۰.۷۰۰ ملین۔
- ۳- بحالی سیلابہ نقصانات اُلگئی ڈیلے ایکشن ڈیم توبہ اچکنزی ایریا تخمینہ لاگت ۰.۳۰۰ ملین۔
- ۴- بحالی سیلابہ نقصانات آمرت ڈولا ڈیلے ایکشن ڈیم تخمینہ لاگت ۰.۸۰۰ ملین۔
- ۵- سیلابہ بچاؤ منصوبہ برائے زرعی زمین گلستان ایریا تخمینہ لاگت ۰.۳۰۰ ملین۔

حکمہ ہذا ان منصوبہ جات کی تفصیلی پلاننگ سروے اور تخمینہ لاگت کی تیاریوں میں مصروف ہے اور جلد ہی اسٹیٹ مرتب کر کے مجاز اتھارٹی کو بھیج دیئے جائیں گے۔

عبدالمجید خان اچکنزی: جناب اسپیکر! یہ آنے والی بارشوں میں، انہوں نے تفصیل بھی دی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ ہمارے ضلع قلعہ عبداللہ میں سب سے زیادہ نقصان ہوا ہے۔ اس کے بارے میں ہم نے سیکرٹری اریگیشن سے بھی بات کی تھی انہوں نے پھر ایک سروے شاید کروایا ہے اس میں ایک تفصیل انہوں نے دی ہے کہ اگر ہمیں یہ بلاک ایلوکیشن میں جو پیسے پڑے ہوئے ہیں پانچ کروڑ روپے جو مولانا صاحب کے پاس ہیں تو اس میں مطلب یہ حالیہ بارشوں سے جو بھی تباہیاں ہوئی ہیں اس میں جو انہوں نے لکھا ہے ”نہ سیلابی گل شاہ منصوبہ زرعی زمین توبہ اچکنزی“، یہ دس ملین جو رقم لکھا ہوا ہے اگر یہ ہمیں مل جائے، مطلب کم سے کم کوئی بیس پرسنٹ نقصانات کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: اوکے۔

عبدالمجید خان اچکنزی: یہ بلاک ایلوکیشن کے پیسوں میں سے ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): اصل میں جو ایشین ترقیاتی بینک کے توسط سے پراجیکٹ میں پانچ کروڑ روپے کی لاگت سے سات اسکیمات پر توبہ اچکنزی اور کاریز عنایت اللہ میں اس سال انشاء اللہ کام شروع ہو جائے گا۔

جناب اسپیکر: اوکے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: مولانا صاحب غلط سمجھے ہیں وہ پانچ کروڑ روپے کی جو بات کر رہے ہیں یہ بچھلی گورنمنٹ میں تھی پھر ایک سال سے مولانا صاحب دستخط نہیں کر رہے تھے۔ اُس میں ڈیز ہیں۔ یہ تقریباً چار پانچ سال پرانا منصوبہ ہے۔ ابھی موجودہ پی ایس ڈی پی میں جو بلاک ایلوکیشن میں جو پیسے رکھے ہوئے ہیں اُس میں سے ہم کو اسکے لئے وہ چاہئے۔ اُس میں لکھا بھی ہے کہ چمن لکھا ہے اُس میں ڈیم، توبہ اچکزئی لکھا ہوا ہے۔ اُس میں سے سب تو نہیں ہو سکتا ہے ایک پر اگر آپ agree کر لیں یہ پہلے والے پر یا تیسرے والے پر۔ اُس میں کم سے کم کوئی دس پرسنٹ یا بیس پرسنٹ ریلیف آپ کو اپنے ضلع میں مل جائے گی۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): جناب اسپیکر صاحب! اُس میں کام شروع ہونے والا ہے۔ عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! یہ میری پرانی اسکیم کی بات کر رہے ہیں اُس کا تعلق اسکے ساتھ نہیں ہے۔ اُس میں بلاک ایلوکیشن میں ابھی سیلاب سے جو تباہیاں ہوئی ہیں اُس میں ہمیں یقین دہانی چاہیے۔

جناب اسپیکر: آپ کہتے ہیں آپ کی تجویز، مولانا صاحب اسکی تجویز یہ اجلاس کے بعد آپ کے پاس آئے گا آپ کو سمجھائے گا۔ اگر مناسب ہوا آپ کے بس میں ہوا تو اسکی یہ تجویز آپ نوٹ کر لیں۔ مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): اس پر غور کریں گے انشاء اللہ۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! غور کی بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ یہاں اس فلور پر بتادیں یہ پانچ کروڑ روپے جو رکھے ہوئے ہیں ہماری معلومات میں تو یہ ہے پانچ کے پانچ کروڑ روپے مولانا صاحب لے گئے ہیں پرانے منسٹر جو ہیں۔ اُس میں ہر ایک کو اپنا حصہ ملنا چاہئے۔ ہر ضلع کو ملنا چاہیے اور ہمارے ضلع کو ویسے بھی کوئی ریلیف نہیں ملی ہے drought کے حوالے سے بھی نہیں، کسی حوالے سے بھی نہیں مل رہی ہے۔

جناب اسپیکر: اب وہ پانچ کروڑ روپے پڑے ہوئے ہیں؟

عبدالمجید خان اچکزئی: پانچ کروڑ روپے ہیں بلاک ایلوکیشن میں پڑے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی مولانا عطاء اللہ صاحب! پانچ کروڑ روپے ہیں بلاک ایلوکیشن میں؟

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی): اسی سال۔۔۔۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب کھڑے ہو کر بات کریں۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): یہ تو پانچ کروڑ روپے کی لاگت کے ساتھ یہ سڑکوں پر تو بہ اچکنئی

اور عنایت اللہ کاریز اسمیں پانچ کروڑ روپے رکھا گیا ہے اور اس پر کام شروع ہونے والا ہے۔

عبدالمجید خان اچکنئی: بڑے احترام سے، مطلب جو آپ ذکر کر رہے ہیں اس پیسوں کا، اس کا تعلق پچھلی

گورنمنٹ سے ہے۔ یہ جو فرما رہے ہیں ہم اُسکی بات نہیں کر رہے ہیں۔ حالیہ بارشوں میں جو تباہی ہوئی

ہے اُسکے لئے اُنہوں نے ایک پی سی ون تیار کیا ہے یا تیار کر رہے ہیں پچھلے سال جو بارشیں

ہوئی ہیں۔۔۔۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! اُسکی ذرا آپ وضاحت کریں، یہ نہیں سمجھتے ہیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): میرے خیال مجید خان صاحب جو ذکر کر رہے ہیں، حالیہ بارشوں کے

حوالے سے ہمارے پاس بہت سے یہ تو پانچ کروڑ روپے کی بات کر رہے ہیں بلاک ایلوکیشن میں پڑے

ہیں میرے خیال میں اس مد میں پچاس کروڑ سے بھی زیادہ پیسے ہمارے ہاں پہنچ چکے ہیں لیکن ہم دے

دیتے اور اس پر غور کر لیتے کہ جو جو بھی اضلاع کے ضروری علاقے ہیں جہاں زیادہ لوگ۔۔۔۔

عبدالمجید خان اچکنئی: اب تو یہی بات، مولانا صاحب کہتے ہیں کہ پچاس لاکھ تک پہنچ گئے ہیں پیسے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): پچاس کروڑ۔۔۔۔

عبدالمجید خان اچکنئی: جی۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): اب اس طرح کرتے ہیں کہ ہم نے ابھی تک کسی بھی ڈسٹرکٹ کو نہیں دیا

لیکن ہم ایک ہرنائی کو اسمیں سے ایک کروڑ روپے release کر لیا باقی ماندہ چار کروڑ روپے ابھی تک

پڑے ہیں۔ لیکن کوشش کرتے ہیں کہ جو بھی ترجیحی بنیادوں پر زیادہ نقصانات جن علاقوں میں ہوئے ہیں

اُنکو ہم دے دیں گے انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر: اوکے۔

عبدالجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! ایک ضمنی ہے کہ سیکرٹری اریگیشن اپنے ایکسیشن یا ایس ڈی او کو وہاں بھیج دیں، دیکھ لیں ہمارے ضلع کے نقصانات جو بارشوں سے ہوئے ہیں اُس بنیاد پہ ہمیں جو کچھ ملنا ہے وہ مل جائے گا۔

جناب اسپیکر: اوکے۔ رحیم صاحب آپ لوگ گئے وہاں پہ اُسکی رپورٹ تو پیش کریں کہ کیا آپ لوگوں نے کیا ہے کمیٹی والے؟ یا شرودی صاحب؟

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! باہر تو اڈے والے لوگ اور ملازمین کھڑے تھے جو آٹے کے حوالے سے بات کر رہے تھے۔ اڈے والے کو تو یہ بتایا گیا کہ کمیٹی بن چکی ہے اور اُنکا مطالبہ یہ تھا کہ ”ہمارے ٹرانسپورٹرز کو کمیٹی میں شامل کریں“۔ تو ہم نے اُن کو کہا کہ یہ ہمارے اختیارات میں تو نہیں ہے کمیٹی تو اسمبلی سے بنی ہے البتہ آپ ٹرانسپورٹرز جتنے بھی گروپس ہیں وہ ہمارے پاس آئیں۔ جو معلومات جو چیزیں آپ دینا چاہیں گے اور ہم جیسے مناسب سمجھیں گے اُسکی بنیاد پر آپ کے فیصلے کریں گے آپ اپنے ثبوت پیش کریں جو irregularities ہوئی ہیں، جو غلط کام ہوئے ہیں۔ تو اُن سے یہی کہا گیا ہے۔ تو وہ جو ہم کمیٹی کی meeting call کریں گے اُن کو بتائیں گے کہ اخبار میں اُسکا اعلان کریں گے۔ اور اُسکے بعد پھر آپ لوگ آئیں جتنے بھی گروپس ٹرانسپورٹرز ہوں دوکاندار ہوں جو بھی ہوں اور جن کے الزامات ہوں، جن پر الزامات ہوں وہ تمام آ کے پیش کریں۔ اُن سے ہم نے یہی کہا۔

جناب اسپیکر: اوکے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: باقی سب آٹے والے تھے باہر کھڑے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ کوئٹہ کا ایک لاکھ پچانوے ہزار، سو کلوگرام بوری کا کوٹہ ہے اور چیف سیکرٹری نے بھی ہمیں بتا دیا ہے یہ کوٹہ ملوں کو release نہیں ہو رہا ہے۔ کوئٹہ میں آٹا نہیں ہے اور جو آٹا ہے وہ بالکل غیر معیاری ہے۔ تو اُن سے یہ کہا گیا ہے کہ ہم بیٹھیں گے آج اسمبلی میں زیر و ہاور میں اسکو پھراٹھائیں گے اور گورنمنٹ کی طرف سے یقین دہانی اور پھر اُسکی بنیاد پر عملدرآمد وہ کروادیں گے۔ یہ یقین دہانی کروادی۔

جناب اسپیکر: اوکے۔ رحیم صاحب! ایک بات تو میں بار بار کہتا ہوں مجھے تو کافی شکایات ملی ہیں اس اڈے کے حوالے سے اور روز لوگ آتے ہیں تو مناسب نہیں ہے لیکن میں پھر بھی، پریس والے دیکھ رہے

ہیں کہ یہ جو کمیٹی ہم نے بنائی ہے ہاؤس سے اور یہ کمیٹی صحیح کام کرے۔ اگر خدا نخواستہ اس کمیٹی نے کوئی غلط کام کیا تو میں کہتا ہوں کہ یہ ہاؤس پھر کمیٹی کے خلاف کارروائی کرے گا۔ اوکے جی۔
رحمت علی بلوچ: ٹرانسپورٹروں نے یہ بھی خدشہ ظاہر کیا کہ ابھی تک پرانی تاریخوں میں الاٹمنٹ جاری ہے۔

جناب اسپیکر: وہ کمیٹی کے طور پر۔۔۔۔۔

رحمت علی بلوچ: تو اس پر جناب! روک تھام کی جائے۔ ابھی تک جاری ہے۔
جناب اسپیکر: اب یہ کمیٹی مکمل باختیار ہے۔ اور جس کی جو شکایت ہے وہ کمیٹی کے پاس جائے۔ اور باقاعدہ دو تین مہینے ہیں بیچ میں وہ مکمل رپورٹ تیار کرے گی۔ انشاء اللہ کمیٹی پر ہمارا اعتماد ہے خدا نہ کرے اگر کمیٹی نے کوئی دباؤ قبول کیا کوئی اور ادھر ادھر بات کی تو یہ ہاؤس کمیٹی کے خلاف کام کرے گا۔ ok۔
عبدالرحیم زیا سوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں منسٹر صاحب سے کہ کیوڈی اے کا یا وہاں جو concern بندہ ہے اُسکو بلوائیں اور باقاعدہ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: میں باقاعدہ ایک لیٹر بھی آپ لوگوں کو لکھ رہا ہوں اس رولنگ کے حوالے سے۔ کہ جو بندہ آپ کو چاہئے سرکاری ملازمین میں سے وہ آپ کے تعاون کے لئے، وہ آپ کال کر سکتے ہیں اور جو لیگل۔۔۔۔۔

عبدالرحیم زیا سوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! یہ جو شکایت تھی کہ آج بھی الاٹمنٹ پرانی ڈیٹوں میں ہو رہی ہیں میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ شرودی صاحب آج ہی اُنکو لیٹر جاری کر دیں اور ریکارڈ اپنے قبضے میں لیں، اُسکو سیل کر دیں جب تک وہ ہم نہیں کرتے ہیں کیونکہ وہ شروع ہے اور کر رہے ہیں۔
جناب اسپیکر: نوٹ کر لیا اوکے۔ شرودی صاحب۔

جناب عبدالحمید اچکزئی اپنا گلا سوال نمبر دریافت کریں۔

☆ ۳۷۰ عبدالحمید خان اچکزئی: کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے کاریزات کی صفائی کی مد میں چار کروڑ روپیہ سے زائد رقم کے ٹھیکے مختلف ٹھیکیداروں کو دے دیئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹینڈر کے بعد ضروری صفائی والی وہ کاریزات جس کیلئے ڈونراجنسی سے فنڈ وصول کر کے ٹینڈر میں نشاندہی کی گئی تھی، کو تبدیل کر کے ایسی کاریزات شامل کی گئیں جنہیں صفائی کی ضرورت نہیں تھی۔

(ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت کاریزات کی صفائی کے نام پر سیاسی بنیادوں پر چند ملک یا خانوں میں تقسیم کرنے کے اس بندر بانٹ میں تحقیقات کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیز اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے؟

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): (الف) یہ درست نہیں ہے کہ محکمہ آبپاشی نے کاریزات کی صفائی کیلئے مبلغ چالیس ملین روپے خرچ کیا ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ محکمہ نے ڈیرہ پروگرام میں تقریباً ۱۷ ملین کے ۹ پیکیج اور ڈیمبرک پروگرام میں تقریباً ۲۱۵ ملین کے ۲۱ پیکیج کاریزات کی توسیع کیلئے منظور شدہ ٹھیکیداروں کو دیئے ہیں۔ جن میں نئی ٹل شافٹ کی کھدائی کرنی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ٹینڈر کرنے کے بعد صفائی ہونے والی کاریزات کو صفائی والی کاریزات میں تبدیل کر دیا گیا ہے حقیقت میں ان کاریزات کے کام کو چھوڑ دیا گیا جو خشک ہو چکی تھیں یا دوران کھدائی خشک ہوئیں یا جن میں برائے نام پانی آرہا تھا محکمہ نے آج تک کوئی کاریز تبدیل نہیں کی تاہم خشک کاریزات کی تبدیلی ایک منصوبہ بندی کے تحت مجاز ادارہ کے ذریعے کی جاتی ہے۔

(ج) مندرجہ بالا حالات اور حقیقت کی روشنی میں تحقیقات کرانے کا کوئی جواز نہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ڈونراور وفاقی حکومت کی طرف سے معائنہ کار تقرر کئے گئے ہیں جو کہ یہاں آ کر ہر کام کا خود جائزہ لیتے ہیں کہ کل تخمینہ میں کتنا کام کرنا تھا اور کتنا ہو چکا ہے اور کتنا کام بقایا ہے اور کام کی تصاویر بھی رپورٹ میں لگائی جاتی ہیں یہ رپورٹ وفاقی حکومت، ڈونراور صوبائی حکومت کو باقاعدگی سے بھیجی جاتی ہے اور جہاں پر کوتاہی یا کام کے معیار پر اعتراضات ہوں وہ فوری طور پر درست کئے جاتے ہیں تاکہ اگلے معائنہ کے دوران معائنہ کار ان کاموں کو تسلی بخش حالت میں دیکھ سکیں۔

عبداللہ لہجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! یہ ہماری کاریزات کے پیسوں کے بارے میں، جس دن اُس کا ذکر اسمبلی میں ہوا تھا، کوئی چھ سات یا آٹھ مہینے پہلے، تو بلیدی صاحب بڑے ناراض ہوئے تھے انہوں نے کہا

تھا کہ ”ایک ہی ڈسٹرکٹ کو اتنے پیسے ملے“۔ ہم بھی بڑے خوش تھے۔ ہمارا بھی یہی خیال تھا کہ ہماری کاریزوں پر کام شروع ہو جائے گا۔ مگر کاریزوں پر کام شروع ہوتے ہی اُس میں گڑبڑ شروع ہو گئی۔ ایک تو جس دن کاریزوں کا ٹھیکہ دیا گیا اُس میں concerned minister شامل تھے۔ نمبر دو، حلقہ میرا ہے اور کاریزوں پر اب بھی مطلب اور اُس پر اب بھی جمعیت علماء اسلام کے بندے اُسکی نگرانی کرتے ہیں۔ پیسے کا لینا دینا، فلانا کرنا فلانا کرنا اُسکے ساتھ کسی کو پوچھا نہیں گیا ہے۔ اور اس مد میں جو پیسے رکھے گئے ہیں کیا آپ نے تین لاکھ روپے میں اس کاریز کی صفائی اس حد تک کرنی ہے وہ نامکمل ہے نمبر ایک اور نمبر دو یہ ہے کہ تین لاکھ روپے جس کچی کے لئے منظور ہوا تھا اُسکو بیس ہزار روپے دیئے گئے ہیں باقی سارے پیسے غبن ہو گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب! یہ موبائل بند کر دیں۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): میں جواب دیدوں گا۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: پرانا جواب دیا ہے اب یہ جو نیا آیا ہے پرسوں۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: جہاں تک۔۔۔۔۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): کاریزوں کے حوالے سے۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: اوکے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! میں جواب دوں گا۔ جیسا کہ مجید خان صاحب نے ذکر کیا اس کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ کہ جو کاریزات خشک ہوئیں ایشین بینک والوں کے criteria پر نہیں اترتے تو انہوں نے ان کاریزات کے پیسے کاٹ لئے اس کے علاوہ اگر آپ تو بہ اچکڑئی کی ایک کاریز ثابت کر دیں کہ ہم نے تبدیل کر دیا ہے۔ تو اس فلور پر ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ اگر انہوں نے تبدیل کیا ہوا ہے تو اس حوالے سے کہ وہ خشک ہو چکے ہیں۔ اور ان criteria پر نہیں اترتے دوسری بات آپ نے فلور پہ کہہ دی کہ متعلقہ وزیر اس وقت ٹینڈر میں حصہ لیا۔ اس میں جتنے بھی ٹھیکیداروں نے حصہ لیا ہے آپ کو شاید نام معلوم ہوں مجھے کسی کا بھی معلوم تک نہیں اگر آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ ایریلیکیشن کے کسی بھی ٹھیکے میں متعلقہ وزیر کا کوئی بھی فرد ہو تو میں اس فلور پر جواب دہ ہوں۔ اگر معزز رکن ثابت نہ کر سکا تو میں

اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ مناسب بات نہیں ایک ذمہ دار شخص کے لئے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: ہماری کاریزوں کی صفائی کی مدد میں ہمارے ایکسپین اور ایس ڈی او ٹرانسفر ہوئے ہیں اور سیر تو روز ٹرانسفر ہوتے رہتے ہیں۔ ہماری کاریزوں میں اتنی چمک ہے کہ اگر آپ دیکھ لیں کہ متعلقہ ایس ڈی او بیچارے ہر رات ایک دیگ پکاتا ہے چمن میں اور یہ سارے ان کے مہمان ہوتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم ویسے بیکار بیٹھی ہوئی ہے انکا کوئی نمائندہ بھی جو اسی ان کے ساتھ میں بھی جاؤنگا اور متعلقہ وزیر صاحب بھی وہاں کے لوگوں سے پوچھا جائے اگر وہ ۴۰ فیصد بھی لوگوں کو پیسہ دیا گیا تھا میں اس فلور پر دوبارہ سوال نہیں کروں گا۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! ٹینڈر کے بعد کوئی کاریز تبدیل نہیں کی گئی جو کاریز تبدیل ہوئی ہے۔ آپ ذرا فلور پر ان کاریزوں کا نام بتادیں۔ اور جس طرح معزز رکن نے کہا کہ ایکسپین تبدیل ہوئے ہیں۔ کسی افسر کو ٹرانسفر کرنا حکومت کی معمول کی کارروائی ہے لیکن دوسری بات جو ہم نے ایکسپین لایا ہے مسٹر خیر محمد ان کی کارکردگی پورے محکمے پر عیاں ہے۔ اگر کوئی بہتر آفیسر کسی علاقے میں لے آئے تو اس میں حرج کیا ہے۔ پہلے جو ایکسپین تھے اس پر انکو آڑی ہو رہی ہے۔ اس پر کیس تھا لیکن میں ایک دفعہ تبدیل بھی کر دیا پھر دوسری مرتبہ میرے پاس آیا فائل مجھے قانون اجازت نہیں دے رہا تھا اس وجہ سے میں نہیں رکھ سکتا تھا اور اس کی جگہ میں نے خیر محمد بلوچ جنکی تربت میں پوسٹنگ تھی بہت انتہائی دیا ندر تھے اور ان کا کام وہاں دیکھا جو کہ انہوں نے ایک ڈیم بنایا تھا تنگ روڈ ٹوب میں جو کہ بہت اچھا ڈیم تھا تو اسی بنیاد پر میں نے انکی وہاں پوسٹنگ کی۔

(اس دوران جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

عبدالمجید خان اچکزئی: آپ ان کی کارکردگی کی بات کر رہے ہیں جبکہ دو مہینے میں اس نے ایک پی سی ون جمع نہیں کرایا PSDP کی ترقیاتی اسکیمیں آٹھ مہینے سے ویسے پڑی ہوئی ہیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! خان صاحب چیف منسٹر انسپکشن ٹیم کا ذکر کیا بہت اچھی بات ہے۔ ہم وزیر اعلیٰ تحقیقاتی ٹیم کو وہاں بھیجو اسی گے اور اس کی دوبارہ انکو آڑی کروائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں سینئر صوبائی وزیر صاحب کی تجویز موزوں ہے۔

جان محمد بلیدی: جناب اسپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ اس فلور پر وعدہ کیا گیا تھا کہ ضلع کیچ اور پنچگور کی کاریزات کی صفائی کے کام کو جو کہ منسوخ کیا گیا تھا۔ compensate کیا جائے گا اور ان کے لئے فنڈز دیا جائے گا۔ اگر وزیر اعظم صاحب کے فراہم کردہ فنڈز سے ان کاریزوں کی صفائی کے لئے رقم دی جائے جو کہ پہلے ضلع کیچ اور پنچگور کی کاریزات باقاعدہ شامل تھیں جنہیں نکال دیا گیا اگر ان کو شامل کیا جائے تو مہربانی ہوگی۔

عبدالجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! میری اس میں تجویز ہے کہ ضلع قلعہ عبداللہ اور ضلع پشین اور باقی جس ڈسٹرکٹ میں کاریزوں کی صفائی کے لئے رقم رکھی گئی تھی تجویز یہ ہے۔ کہ جو خشک کاریز رہ گئی تھی ان میں سے کچھ کاریزات سے پانی نکالنا شروع ہو گیا ہے۔ جس ضلع کے جو پیسے باقی بچ گئے ہیں اس کو ضلع کی باقی ماندہ کاریزوں پر خرچ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جان محمد بلیدی صاحب نے جو ضمنی سوال کیا ہے اسکے بارے میں مولانا عبدالواسع صاحب کچھ فرمائیں گے؟

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! بلیدی صاحب نے جو ذکر کیا کل اس پر ہماری کمیٹی کے حوالے بات ہوئی اور ہم نے دوستوں پر صورتحال واضح کر دی۔ کہ کس وجہ سے اب تک وہ کاریزات جو پہلے ڈیرہ پروگرام میں شامل تھیں اور ان کے ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں۔ پھر اس کے بعد وہ دوسری طرف شفٹ ہو گئے ہیں۔ اور وہ کاریزات جن کی صفائی کا کام نہیں ہوا۔ وہ نہ صرف ضلع کیچ بلکہ دوسرے اضلاع میں بھی اس طرح کے کیس تھے لیکن اب ان کاریزات کو ایڈجسٹ کرنے کیلئے ہماری کمیٹی میں یہ بات شامل تھی اور ہم اس پر غور کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ العزیز میرے ڈسٹرکٹ کے بارے میں کچھ کچھ صاحب فرماتے ہیں کہ سارے فنڈز اپنے ڈسٹرکٹ میں خرچ کر رہے ہیں۔ میرے ڈسٹرکٹ میں بھی دو کروڑ روپے کاریزات کے ڈراپ ہو گئے لیکن اب تک میں نے ان کو بھی ایڈجسٹ نہیں کیا کیونکہ فنڈز نہیں ہیں جب فنڈز آجائے گا تو انشاء اللہ ان کا یہ مسئلہ حل کر دیں گے۔ دوسری بات جس طرح مجید خان صاحب فرما رہے ہیں کہ خشک کاریزات ہیں پہلے تو ایشین بینک والوں کا criteria یہ تھا کہ وہاں خشک کاریزات پر اپنے پیسے خرچ نہیں کریں گے ان کا اپنا سسٹم ہے ہم نے جس طرح فلور پر انسپکشن ٹیم کا ذکر

کیا وہ انشاء اللہ وہاں جائینگے اور صحیح صورتحال ہمیں بتادیں گے۔ لیکن اس کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری ٹیکنیکل کمیٹی ایریگیشن کی ہے اس کو دوبارہ وہاں بھیج دیں گے۔ اگر وہ ایریگیشن اور ایشین بینک کے criteria پر اتر تو سیونگ میں جو پیسے بچتے ہیں تو انشاء اللہ ان کو allow کریں گے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر! گزارش ہے کہ جس طرح جان محمد بلیدی صاحب نے کہا کہ مکران کے تین کروڑ روپے کاریزات کیلئے تھے جو کہ بعد میں نہیں ملے۔ اس بات سے ہم متفق ہیں اور اس دفعہ ہم کوشش کریں گے اور جو تین کروڑ روپے ڈیفیر ہوئے تھے وہ ان انشاء اللہ مکران کی کاریزات کو ملیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: عبدالرحیم زیارتوال صاحب اپنا سوال ۴۳۹ دریافت کریں۔

☆ ۴۳۹ عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ امسال مون سون کی بارشوں کے پہلے ریلے نے ہرنائی میں شدید نقصانات پہنچاتے ہوئے ۷۹ ہزار کیوسک پانی ناڑی گاج سبی سے گزرا جبکہ دوسرے ریلے میں پانی کی مقدار ایک لاکھ بیس ہزار کیوسک تھا؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سیلابی ریلوں میں پانی کا زیادہ حصہ تحصیل ہرنائی کا شامل تھا اگر جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا ہرنائی اور دیگر علاقوں سے آنے والے بارش کا پانی ذخیرہ کرنے کے لئے ڈیم بنانے کا کوئی پروگرام حکومت کے زیر غور ہے اگر جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا اس سلسلے میں کوئی سروے ہوا ہے نیز اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے؟

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): (الف) یہ درست ہے کہ مون سون ۲۰۰۳ء کی بارشوں میں ہرنائی میں سیلاب سے نقصانات ہوئے اور یہ بھی درست ہے کہ ناڑی گاج سے مذکورہ مقدار میں پانی کا اخراج ہوا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ ناڑی دریا کا تقریباً ۲۵ کچھنٹ ایریا تحصیل ہرنائی پر مشتمل ہے دریاے ناڑی کے پانی کو ذخیرہ کرنے اور استعمال کرنے کے لئے گزشتہ ادوار میں بابرکچ کے مقام پر ڈیم تعمیر کرنے کی تجویز پیش ہوئی اور سروے بھی ہوا لیکن فنڈ نہ ہونے کے باعث مزید پیش رفت نہیں ہو سکی۔ حکومت

دوسرے موزوں مقام منتخب کر کے ان پر بھی ڈیم بنانے پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کوئی سپلیمنٹری؟

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! جو سوال لکھا ہوا ہے۔ اس میں ایک غلطی ہے کہ کیا یہ درست ہے۔ کہ زیارت مون سون کی بارشوں کے پہلے ریلے نے ہرنائی میں شدید نقصانات پہنچاتے ہوئے ۹۷ ہزار کیوسک یہ ہے ۹۷ ہزار کیوسک پانی ناڑی گاج سے گزرا جبکہ دوسرے ریلے میں پانی کی مقدار ایک لاکھ بیس ہزار کیوسک تھی تو جناب اسپیکر! اس کی درستگی ہو دوسری بات میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ان دنوں میں سب سے زیادہ بارش ہرنائی میں ہوئی ہے اور بہت زیادہ نقصانات ہوئے تھے اور ان نقصانات میں جناب اسپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائے تھے اور وہ کلیاں جو سیلاب میں بہہ گئی تھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ضمنی سوال کیا ہے؟

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ جو دو کلیاں مکمل طور پر سیلاب میں بہہ گئی تھیں۔ کلی لعل خان اور میرزا سینٹر صوبائی وزیر صاحب نے کہا کہ ہم نے ایک کروڑ روپے ریلز کر دیا میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو دو کلیاں ہیں اگر ان کیلئے دو کروڑوں روپے ریلز نہیں کریں گے اور ایک کروڑ سے کام شروع کریں گے تو کام درمیان میں رہ جائے گا اور دوبارہ جون جولائی آئیگنٹے تو وہ دوبارہ بہہ کر لے جائیں گے۔ لہذا درخواست ہے کہ دوسرا کروڑ بھی ریلز کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی وزیر آ پاشی صاحب!

مولانا عطاء اللہ (وزیر آ پاشی و برقیات): جناب اسپیکر! محکمہ پی اینڈ ڈی سے رجوع کریں گے انشاء اللہ ریلز کروائیں گے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! اگر سینٹر صوبائی وزیر صاحب یقین دہانی کرائیں تو بہتر ہوگا۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! میرے خیال اب فلور پر میں یہ وعدہ نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ کل پھر اسی فلور پر جوابدہ میں ہونگا لیکن اس طرح ہے کہ ہم ان کے نقصانات کا بھی جائزہ لیتے ہیں کیونکہ ایک کروڑ روپے ہم نے اس بنیاد پر کہ بلوچستان میں ہم بھی سمجھ رہے تھے کہ ہرنائی میں بھی زیادہ سیلاب آیا

تو سب سے زیادہ بلوچستان یا وہاں جو نصیر آباد وغیرہ ان علاقوں میں آیا جھل مگسی میں تو اسی بنیاد پر میں سمجھتا ہوں کہ اب تک ہم نے ایک کروڑ روپے تو ریلیز کر دیئے ہیں لیکن اس کی بات سے بھی میں اتفاق کرتا ہوں کیونکہ اگر سارے کام مکمل نہ ہو جائے تو پھر شاید یہی کام جو ہم کر رہے ہیں یہ ایک کروڑ بھی ضائع ہو جائے گا لیکن ہم کوشش کرتے ہیں جو ہمارے وسائل ہوں ان کے اندر اگر ہمیں اجازت دے تو دوسری ترجیح زیادہ نقصانات نہیں تھے دوسرے علاقوں میں بھی دیکھ لیتے ہیں پھر میں ان کو بتا ہوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! دوسری سپلیمنٹری میری یہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جعفر خان ان سپلیمنٹری۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: سپلیمنٹری نہیں ہے سر! پوائنٹ آف آرڈر پر، آسٹریلیا کے سیکرٹری آرہے ہیں ڈپٹی ہائی کمشنر صاحب ہیں نارملی پروٹوکول دیے ہوتے تو ان کو خوش آمدید کہا جاتا ہے آپ اگر دو چار جملے ان کو کہیں ہم آسٹریلیا گئے تھے لو اور اپر ہاؤس میں بھی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: I will come Excelencey David Pari Dupty High Commissioner of Britain He was in the visitors and have been specially invited by the hounourable Speaker on Wednesday proceeding of Balochistan Porvincial Assembly to well come.

جی زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! میری دوسری سپلیمنٹری یہ ہے میں نے تجویز دی تھی کہ ہرنائی علاقہ جہاں سے اتنا بڑا سیلابی پانی جاتا ہے یہ جو نقصان یہ صرف ہرنائی شہر کے حوالے سے ہے میرا ضمنی کیوسچن یہ ہے کہ ہرنائی شاہرگ میں بھی تھے۔ ناکس میں بھی تھے۔ اور دہلی میں بھی تھے۔ ڈیمز بنائے جاسکتے ہیں۔ اور اس پانی کو اسٹور کیا جاسکتا ہے سوال میرا یہ کہ متعلقہ محکمہ اس کی سروے کریں گے اس کا ارادہ ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ وہاں نیچے بابرکچ کے مقام پر ہم ڈیم بنا رہے ہیں لیکن اس کا خرچ زیادہ تھا تو وہ

جہاں پر بنا رہے ہیں وہ سب کے نزدیک پہاڑوں کے اندر سے دریا المبار اور ہرنائی اور زیارت کا سارا پانی جہاں ملتے ہیں وہاں پر انہوں نے تجویز کیا ہے میرے خیال شاید وہاں پر اریگیٹیشن کے لئے زمین نہیں ہے پہاڑوں کے اندر وہاں زمین نہیں ہے اگر بناتے ہیں تو یہاں بنائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب! یہ آپ کی تجویز ہے میرے خیال میں سینئر منسٹر صاحب نوٹ کریں گے
ضمنی سوال اتنا بڑا نہیں ہوتا ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: ضمنی سوال یہ ہے جناب اسپیکر! کہ ہرنائی میں پانی جہاں کچھنٹ ہیں
ہرنائی میں ڈیلے ایکشن ڈیمز سٹورج ڈیمز یہ بنائے جائیں ان ندیوں پر تاکہ ہم بربادی سے بھی بچ سکیں اور وہ پانی ایسے بہ جائے کہ وہاں نقصانات نہیں پہنچائے اور مین ایریا اس کا ہرنائی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ کچھس پرسنٹ کچھنٹ ہے کچھنٹ جتنی بھی ہے جناب اسپیکر! لیکن مین ایریا پانی کا ہرنائی ہے اور یہ مومن سون کی رینج میں ہے۔ اور بہت زیادہ بارش یہاں برستی ہے اور اس کی وجہ سے یہ ہے تو ڈیمز اگر یہاں پر وہ کریں گے میں پھر کنسلٹ منسٹر صاحب کو اس کے آفس میں وہ جگہ بھی بتا دوں گا جہاں جہاں پر وہ سروے کر کے بعد میں وہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: منسٹر صاحب اس کی تجویز نوٹ کریں گے جی منسٹر صاحب جواب دینے کی ضرورت نہیں
ہے آپ تجویز نوٹ کر لیں، جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب اپنا سوال نمبر پکاریں۔

☆۴۴۶ جناب عبدالرحیم زیارتوال: کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،
(الف) صوبے کے مختلف اضلاع خصوصاً پشین، قلعہ عبداللہ، کوٹہ، قلعہ سیف اللہ، مستونگ اور قلات میں زیر زمین پانی کا ذخیرہ کس قدر ہے اور یہ ذخیرہ مذکورہ اضلاع میں کتنے عرصے کیلئے کافی ہوگا؟
(ب) ذخیرہ ختم ہونے کی صورت میں صوبائی حکومت نے کیا تدابیر اختیار کی ہیں تفصیل دی جائے؟
(ج) کیا پانی ختم ہونے سے بچانے کیلئے حکومت کمیونٹی کو شریک کر کے کچھنٹ ایریا میں واٹر شیڈ پر سماں چیک ڈیمز اور ٹرنچ تعمیر کرنے کا پروگرام رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟
مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): (الف) ایشیائی ترقیاتی بینک کی تحقیقی رپورٹ کے مطابق متعلقہ
اضلاع میں زیر زمین پانی کے ذخیرے کی دستیابی درج ذیل ہے:-

ضلع کا نام	پانی کی دستیابی (کیوسک)
پشین، قلعہ عبداللہ	۵۵۶۵۰ (منفی)
کوئٹہ	۲۸۶۸۰ (منفی)
قلعہ سیف اللہ	۲۷۶۶۰
مستونگ	۹۶۸۰ (منفی)
قلات	۱۴۶۷۰ (منفی)

(ب) مندرجہ بالا اضلاع میں (ماسوائے قلعہ سیف اللہ) پہلے ہی زیر زمین پانی کی سطح خطرناک حد تک گر چکی ہے ان اضلاع میں صوبائی حکومت مختلف ترقیاتی پروگرامز کے تحت زیر زمین پانی کی سطح کو بلند کرنے کے لئے ڈیلے ایکشن ڈیمز تعمیر کر رہی ہے۔

(ج) چونکہ ان اضلاع میں زیر زمین پانی کی سطح کافی حد تک گر چکی ہے اس لئے حکومت نے صوبائی محکمہ آبپاشی و برقیات کے توسط سے وفاقی حکومت کے مالی تعاون سے کوئٹہ، پشین، قلعہ عبداللہ اور قلات کے اضلاع میں زیر زمین پانی کی سطح بلند کرنے کے لئے ۵۴ ڈیلے ایکشن ڈیمز تعمیر کرنے کا منصوبہ منظور کیا اس منصوبے کے تحت ضلع کوئٹہ کے اردگرد تین ڈیمز (نوحصار، تثنانی درہ ڈیم) تعمیر کیے جا چکے ہیں۔ وفاقی حکومت کی طرف سے محدود رقم کی فراہمی کی بنا پر اس سال درج ذیل ڈیمز کا کام شروع کیا جاسکا ہے۔

- ۱۔ پستہ ڈیلے ایکشن ڈیم ضلع پشین (۸۶۴۸ ملین روپے)
- ۲۔ ترخ تنگی ڈیلے ایکشن ڈیم ضلع پشین (۷۶۰۰ ملین روپے)
- ۳۔ ولی داد ڈیلے ایکشن ڈیم ضلع کوئٹہ (۶۵۱۱ ملین روپے)
- ۴۔ بروری ڈیلے ایکشن ڈیم ضلع کوئٹہ (۷۶۶۵ ملین روپے)
- ۵۔ کھڈ کوچہ ڈیلے ایکشن ڈیم ضلع قلات (۱۳۶۶۰ ملین روپے)

اس کے علاوہ ان اضلاع میں سالانہ ترقیاتی پروگرام ۲۰۰۳ء-۲۰۰۴ء کے تحت بھی ڈیمز تعمیر

کیے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کوئی سپلیمنٹری؟

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! آپ اگر اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں گے وزیر آبپاشی و برقیات (الف) ایشیائی ترقیاتی بینک کی تحقیقی رپورٹ کے مطابق متعلقہ اضلاع میں زیر زمین پانی کے ذخیرہ کی دستیابی درج ذیل ہے:-

ضلع کا نام، پانی کی دستیابی کیوسک پشین قلعہ عبداللہ ۵۵ء۵۰ پھر کوٹہ ہے ۲۸ء۸۰ قلعہ سیف اللہ ہے ۲۷ء۶۰ مستونگ ہے ۹ء۸۰ قلات ہے ۱۱ء۷۰ ان کے اگے لکھا ہوا ہے منفی، منفی، منفی۔ ان کے معنی میں نہیں سمجھ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Minus means no.

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): منفی کا مطلب یہ ہے کہ جو پانی زیر زمین جمع ہو رہا ہے اس سے زیادہ اتنا منفی ہم پانی نکال رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ اس کے فیور نہیں ہوگا وہی منفی ہوتا ہے اس کا مقصد یہی ہوگا۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: کیسے مثلاً میں سمجھنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر! بہت بڑا مسئلہ ہے ہمارے صوبے کا بالکل پورے علاقے مستونگ، قلات، پشین، قلعہ عبداللہ، قلعہ سیف اللہ اور لورالائی تو پہلے سے وہ چلا گیا خشک ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کیا سمجھنا چاہتے ہیں آپ منفی لفظ کا معنی سمجھنا چاہتے ہیں یا سوال کے جواب سے آپ مطمئن نہیں ہیں؟

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: میں سوال کے جواب کی بات نہیں کر رہا ہوں یہ جو لکھا ہوا ہے ۵۵ء۵۰ آگے بریکٹ میں لکھا ہوا ہے (منفی) آپ اگر ایکسپلین کر سکتا ہے مجھے ایکسپلین کر دیں کہ یہ کیا ہے یا منسٹر صاحب ایکسپلین کر سکتے ہیں وہ مجھے۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): مقصد یہ ہے کہ جو پانی زیر زمین جمع ہو رہا ہے یا ہے اس وقت موجود اس منفی ہم اتنا زیادہ نکال رہے ہیں کہ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سینئر منسٹر صاحب آپ اریگیشن منسٹرہ چکے ہیں آپ اس کی ذرا تشریح کریں گے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): اب اس طرح ہے کہ یہ جو منفی اور اس کا جو ہمارے طرف جواب وہاں

سے آرہا ہے کیونکہ یہ ٹیکنیکل لفظ ہے تو یہ کہتا ہے کہ ڈسپچارج سے زیادہ ڈسپچارج جب ہوگا یعنی اس سے جو خارج ہو رہا ہے تو منفی کا مطلب ہے کہ نکالنا زیادہ ہے اور دستیاب وہاں ڈسپچارج جو ہے وہ کم ہے تو انہوں نے اس زاویے سے مطلب لگایا ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! پھر میرا کیوسچن یہ ہے منسٹر صاحب سے بھی اور صوبائی حکومت سے بھی کہ جتنا ہم نکال رہے ہیں ہم منصوبہ بندی ایسی کریں جتنا ہم زمین کے اندر پانی ڈالیں گے اتنا ہی ہم نکالیں ورنہ ہم سب کو ایک دن یہاں سے بستر بوری اٹھا کے پتہ نہیں کہاں جانا پڑیگا کس سمندر کے کنارے تو اس کے لئے ضروری پھر یہ ہے صوبائی حکومت کے لئے کہ جو ڈسپچارج ہے یعنی جو پانی ہم نکال رہے ہیں اس کو ڈسپچارج کرنے کے بھی اگر اتنے انتظامات ہم کر سکتے ہیں تو ہم نکالیں ورنہ کوئی پروگرام اور منصوبہ اس کے لئے بنائیں کہ ہم پانی نہ نکالیں زمین سے اور جو ذخیرہ ہے میں نے یہ پوچھا ہے جناب اسپیکر! کہ یہ کتنے عرصے کے لئے کافی ہے اتنا تو نکال رہے ہیں لیکن زیر زمین جو reservoir ہے پانی کا تالاب ہے جو پانی ذخیرہ ہے زمین کے اندر یہ کتنا ہے اس کی مقدار نہیں بتائی گئی جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں زیارتوال صاحب اس کے بارے میں وزیر صاحب کو زحمت نہیں دیتے ہیں جو اس کے ٹیکنیکل ایکسپلٹس ہیں یا سیکرٹری اریگیشن جو ہے وہ آپ کی ان سے میٹنگ arrange منسٹر صاحب کرائیں گے وہ آپ کو مطمئن کر دیں گے جو آپ کی تجاویز ہیں کیونکہ یہ ٹیکنیکل مسئلہ ہے تو یہ بہتر رہے گا

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر صاحب! میں ہاؤس سے چونکہ اس لئے اس پر زور دے رہا ہوں چونکہ بہت نازک یعنی ایک معنی میں سیریس مسئلہ ہے ہمارے صوبے کا ٹیکنیکل ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ زیر زمین ابھی اس وقت ہمارے پاس کتنا پانی موجود ہے کن کن اضلاع میں اور کتنے عرصے تک ہم نکال سکتے ہیں کوئٹہ، قلعہ عبداللہ، قلعہ سیف اللہ، مستونگ، منگوچر، قلات جہاں جہاں پر ہم ابھی نکال رہے ہیں ایک قلعہ سیف اللہ میں چار ہزار ٹیوب ویل ہیں جناب اسپیکر! اگر یہ تین تین انچ پانی بھی نکالیں آپ اس کو ضرب دیں چوبیس گھنٹے، تو جناب اسپیکر! یہ ہمارا مسئلہ ہے کوئٹہ میں پہلے تہہ پانی کی ختم ہو چکی

ہے دوسری تہہ ختم ہو چکی ہے تیسری تہہ ہم ختم کر چکے تھے آخر پر تھا اب پہاڑ کے دامن میں گیارہ سو فٹ گہرائی پر جو ٹیوب ویلز کامیاب ہوئے ہیں ان سے ہمیں پانی سپلائی کیا جا رہا ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ ذخیرہ کتنا ہے کتنے عرصے کے لئے یعنی کوئٹہ کو وہ سپلائی کر سکتے ہیں اور اس کے لئے باقاعدہ جناب اسپیکر۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Minister communication is point of order.

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پہلے مولانا صاحب نے بڑی اچھی طرح فرمایا کیونکہ مولانا واسع صاحب نے بھی فرمایا اس معاملے کے اوپر کیونکہ ایک ٹیکنیکل معاملہ ہے اسپیکر صاحب نے بھی آپ سے کہا کہ یہ ایک ٹیکنیکل معاملہ ہے تو اس کے اوپر سیکرٹری صاحب آپ کو پوری انفارمیشن پروائیڈ کر سکیں گے کیونکہ لیجر وائز تو ابھی اللہ جانتا ہے کہ نیچے پانی میں وہ سٹیلائٹ سے کوئی تصویر کھینچنی پڑے گی کہ پانی کتنا ہے زمیں کے نیچے باقی یہ بھی ایک ٹیکنیکل سوال ہے ڈیپارٹمنٹ کا انشاء اللہ آپ کو ہمارے منور خان صاحب۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر آبپاشی صاحب جو ہے زیارتوال صاحب کی سیکرٹری ایریکیشن سے میٹنگ arrange کرائیں تاکہ۔۔۔۔۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر صاحب! میرا کیوچن ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اتنا لمبا سوال تو کبھی نہیں ہوتا ہے زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! میں اس پر پوچھنا یہ چاہتا ہوں میں نے اس سے پہلے بھی یہ سوال کیا ہے جیسے منسٹر موصوف صاحب نے بتایا دراصل بات یہ ہے کہ جس دنیا میں جو انتظامات یا جو مشینری اب آچکی ہیں جن کے ذریعے سے زیر زمین تیل کا کھوج لگایا جاسکتا ہے اور پانی کے ذخیرے کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے ناپا جاسکتا ہے تو ایسی صورتحال میں ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کیوں بیٹھے ہیں جناب اسپیکر! اور جب ہم اس طرف جا رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب! دیکھیں پندرہ منٹ اس سپلیمنٹری پہ ہوتا ہے میں نے کہہ دیا کہ منسٹر صاحب آپ کی سیکرٹری ایریکیشن سے میٹنگ arrange کرائیں گے آپ وہاں تجویز رکھیں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: آج جواب دیتے ہیں نے صرف یہ پوچھا ہے جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: دیکھیں جواب انہوں نے دیا ہے اب یہ ٹیکنیکل چیز ہیں آپ کو سمجھنا ہے وہ بیٹھ کر سیکرٹری صاحب آپ کو سمجھا دیں گے پھر آپ اس ہاؤس کو آ کے بتائیں کہ آپ نے جو سمجھا ہے جی سینئر منسٹر!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): زیارتوال صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں یہ یقیناً ایک بہت آنے والے وقت میں ہمارے پانی کا ذخیرہ جو کم ہوتا جا رہا ہے اور جس انداز سے ہم پانی نکال رہے ہیں تو یہ ہماری بھی ایک بدبختی سمجھیں یا جو بھی سمجھیں کہ ہم اور ہمارے لوگ ہمارے عوام بھی تو بے احتیاطی اتنی کرتے ہیں کہ فلیٹ رائٹ ہے بجلی فلیٹ ریٹ پر ہو تو بس ٹھیک ہے جتنی بھی مشین موٹر چلتی رہیں یہ فلیٹ ریٹ میں بھی ہمیں اگر اس طرف سے کم پیسہ لیا جاتا ہے دوسری طرف ہمارے پانی ذخیرہ اس فلیٹ ریٹ کی وجہ سے بھی بہت نقصان ہمیں پہنچ گیا اب کیا کریں ہمارے عوام ہیں اور ان کے اندر یہ شعور نہیں ہے اب حکومت اگر اس کے لئے کوئی اس طرح کا پروگرام بھی بنائیں کہ عوام کے اندر ایک شعور پیدا کر لیں کہ یہ آپ کا ذخیرہ ہے اگر آپ سے فکس بل لیتا ہے تو پھر بھی آپ نے اپنے ذخیرے کا خیال رکھنا ہے پیسوں کا یا واپڈا کا اگر خیال نہیں رکھتے ہیں تو ذخیرے کا خیال رکھنا ہے لیکن ہاں یہ بات ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے منصوبہ بندی میں سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی ڈونرز جتنے بھی باہر کے لوگ ہمارے ساتھ جب یہاں میٹنگیں ہوئی ہیں یا ہم وہاں جب اسلام آباد جاتے ہیں تو ہم یہ رونا رو تے ہیں جب منسٹر فنانس صاحب اور میں جب وہاں ایکٹیک میٹنگ میں یا این ایف سی کی میٹنگ میں جب ہم جاتے ہیں تو ہم یہی کہتے ہیں کہ جیسے دنیا میں سب سے پہلا نمبر پر مسئلہ تو تعلیم کا ہوتا ہے ہماری تعلیم تو بھی ضروری ہے لیکن ہماری اقتصادی حالت کو دیکھا جائے اور ہمارے آنے والی زندگی کو اگر دیکھا جائے تو ہمارا سب سے اہم مسئلہ پانی کا ہے تو ہم نے باہر کے جتنے بھی ڈونرز کیونکہ آپ کو معلوم ہے ہمارے وسائل ہمیں اور آپ کو زیارتوال کو سب کو معلوم ہے لیکن ہم نے جو فقر کا ہاتھ وہاں اٹھانا ہے دوسروں کی طرف تو ہم ان سب کو یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان کے اندر اگر آپ لوگ کچھ کرنا چاہتے ہیں تو بلوچستان کی جتنی بھی سیلابی ندیاں آرہی ہیں تو ہمارے یہ پانی ذخیرہ کر کے پھر شاید ہمارے پانی کی سطح بچ جائے پھر بھی معلوم نہیں ہے بچ جائے گی لیکن اب بھی میں زیارتوال صاحب کو یہی یقین دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ کی سطح پر جتنی بھی ان کے لئے پیش رفت

ہوسکتی ہے تو ہم انشاء اللہ اس میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑیں گے اور بلوچستان کے آنے والے وقت انہی ذخیرے پر منصر ہے اور یہ ختم ہوتا جا رہا ہے تو میں زیارتوال صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ابھی ہم یہ نہیں بتا سکتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ جو ضروریات پیش کرتے ہیں ہم پورا کر لیں لیکن دنیا کے سامنے ہم جس کے پاس جائیں گے جس ڈونر سے ہم بات کریں گے تو ہم انشاء اللہ ڈیمز کے لئے ایک جال بچائیں گے۔

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب اسپیکر point of information پر اگر میں کچھ عرض کروں اجازت ہے سر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: Minister communication on point of information
 شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب! میں مولانا واسع صاحب کی اس بات پر بالکل میں اس کی رائے کا شکریہ ادا کرتا ہوں ساتھ ساتھ ہمارے آنر بیل ممبر نے جو سوال کیا ہے واقعی ایک بلوچستان کے لئے بہت بڑا پر اہم ہے اسپیشلی اگر اس کے اوپر ورلڈ بینک اور ایشین ڈویلپمنٹ بینک یا جاپان یا چائینا سے جو کہ لانچ وغیرہ آرہے ہیں اگر ان سے رابطہ کیا جائے واقعی ایک بہت بڑا سوال ہے اور ایک بہت بڑا مسئلہ پیش ہونے والا ہے بلوچستان کے اوپر کہ ہمارے لئے زیادہ سے زیادہ ڈیمز، پرائم منسٹر صاحب سے بھی میں نے ریکویسٹ کی ہے پریزیڈنٹ صاحب سے بھی بلکہ جب بھی وہ آئے ہیں کمیٹی میں ہم لوگوں نے ریکویسٹ کی ہے بلکہ میں اپنے محترم سینئر منسٹر صاحب، چیف منسٹر صاحب نہیں ہے ان سے بھی میں انشاء اللہ بات کروں گا کہ ڈیمز زیادہ سے زیادہ بلوچستان کے لئے اس ٹائم ضروری ہیں اور باقی یہ بھی صحیح سوال ہے کہ پانی کے متعلق معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے پاس زیر زمین کتنا پانی ہے یہ ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Thank you minister communication: منسٹر آبپاشی! جی۔
 مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): جناب! وفاقی حکومت کے مالی تعاون سے ۵۴ ڈیلے ایکشن ڈیموں کا منصوبہ محکمہ نے منظور کر لیا ہے اور جس میں سے پانچ پر کام جاری ہے اور ۵۴ ڈیموں کی فہرست محکمہ کے پاس ہے اگر ہمارے معزز ممبران کو ضرورت ہو تو محکمہ سے رجوع کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اوکے جی جعفر صاحب بہت سوالات پڑے ہیں جو پچھلے ۲۲ تاریخ کے مؤخر ہیں اور ٹائم بھی ۴۵ منٹ باقی ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! سوال کی بجائے ٹافیک آ گیا مولانا صاحب بھی بولے پرنس صاحب بھی بولے زیارتوال صاحب بھی بولے یہ پانی کا مسئلہ واقعی میں جس وقت سے پی اینڈ ڈی منسٹر تھا اس وقت سے انہوں نے کہا تھا کہ دو ہزار تک یہ پانی جو deplete ہو جائے گا۔ جس سے معاملہ کچھ چل نکلا لیکن یہ بھی کچھ وقت چلے گا زرغون میں کچھ reservoir آجائیں گے دس پندرہ سال تک یہ چل جائے گا جہاں drinking water ہے اور ان کے ساتھ آپ کو ایگریکلچر واٹر بھی چاہیے یہ valleys آپ کے dry up ہو رہے ہیں کوئٹہ ہے پشین ہے گلستان ہے قلعہ سیف اللہ ہے لورائی میں باغات کٹ گئے ہیں ادھر سے منگو چر ہے مستونگ ہے قلات ہے اسپیشلی اس ایریا کو اگر پروجیکٹ ایریا declare کیا جائے چونکہ ہمارے اریگیشن کے normally resources جو ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ٹھیک ہے جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: ایک تجویز دے رہا ہوں جناب! نارٹل جو اریگیشن کا سٹاف ہے ان کی strength بھی اتنی نہیں ہے یا شاید کبھی اس میں مسئلہ آجاتا ہے آج تک ہمارا پی سی ون جو وہ پراپران کے بس کی بات بھی ہے کہ وہ prepare کر لیں ضلع میں ایک ایکسیٹن ہوتا ہے دو ایس ڈی او ہوتے ہیں ان کے بس کی بات نہیں ہے کہ جاری کاموں کی سپرویزن وہ کریں یا امبریل پروجیکٹ بنایا جائے اس سلسلے میں میری تجویز یہ تھی کہ بڑا کنسلٹنٹ جیسے نیسپاک ہے یا دوسرے ہیں ایک امبریل پروجیکٹ بنایا جائے ان ایریاز کے لئے اور پیسے ملنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہے۔ میں آپ کو دلوادونگا ایشین بینک سے بھی آجائیں گے ورلڈ بینک سے بھی آجائیں گے لیکن پہلے ہم syllable documents بنادیں۔ وہ ہمارے ساتھ نہیں ہونگے جس میں تمام جو خدشات ظاہر کئے گئے ہیں یا جن کے پرابلمز ہیں وہ syllable documents اس کے لئے نہیں ہوگا اس میں اس وقت تک پیسے نہیں آسکتے ہیں اس سے پہلے فاروق لغاری صاحب جس وقت پریزیڈنٹ تھے اس وقت سے بھی سب سے زیادہ کنسلٹنٹ

جناب ڈپٹی اسپیکر: جعفر صاحب آپ کی تجویز نوٹ کر دی گئی ہے سینئر منسٹر اریگیشن منسٹر نے اب جناب رحیم زیارتوال صاحب اپنا اگلا سوال پکاریں۔ ابھی no more سپلیمنٹری آدھ گھنٹہ ایک سوال پر اگر آپ لگائیں گے جناب زیارتوال صاحب۔ آپ اپنا سوال نمبر پکاریں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! اس سے پہلے یہ فلور پر آیا ہے جناب اسپیکر یہ سوال یہ جو مشنری ہے جس سے ہم یہ معلوم کرتے ہیں ذخیرہ پانی کا انڈر گراؤنڈ یہ مشنری ہمارے ڈیپارٹمنٹ ہماری صوبائی حکومت یہ لگئی یہ ان کے پاس ہوگی۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب! please! آدھ گھنٹہ ایک سوال پر نہیں ہوتا ہے زیارتوال صاحب This is going against the rules اتنا نہیں ہوتا ہے اپ اپنا اگلا سوال پکاریں please۔ اپ اپنا اگلا سوال پکاریں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: ایک منٹ جناب اسپیکر! اس کے الف جزو کو آپ پڑھ لیں صوبے کے مختلف اضلاع خصوصاً پشین، قلعہ عبداللہ، کوئٹہ، قلعہ سیف اللہ، مستونگ اور قلات سمیت زیر زمین پانی کا ذخیرہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: I am reading rule next question.

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! اور یہ مذکورہ اضلاع میں کتنے عرصے کے لئے کافی ہوگا اس کا جواب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بہت ہو گیا جناب رحیم زیارتوال صاحب آپ اپنا اگلا سوال پکاریں۔ مولانا عبدالوسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر میں زیارتوال صاحب کے علم میں اور جعفر خان نے جوابات کی۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! یہ ہمارے صوبے کا بہت ہی serious مسئلہ ہے اس سے سنگین مسئلہ صوبے میں اور کوئی بھی نہیں ہے۔

مولانا عبدالوسع (سینئر وزیر): میں آپ کو بتاؤں اب تک مرکزی حکومت اور دوسرے ممالک کو میگا ڈیموں کی تفصیل دی گئی ہے جن کی لاگت ۵۴ ملین روپے ہیں اس کے ماسوا چھ ملین ایکڑ پانی ذخیرہ کر

کے اس سے تیرا لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہو سکتی ہے جناب اسپیکر! ہمارے محکموں نے یا ہمارے ڈیپارٹمنٹوں نے یہ منصوبے تیار بھی کئے ہیں اور وہی بات آتی ہے کہ کوئی ڈونر یا کوئی وہ دینے والے ہمارے۔۔۔ آپ پیش کرتے ہیں اور اب ہم نے آپ کی کوئی ایسی بات کی مخالفت کی ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ آپ اس پر زور نہ دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ٹھیک ہے شکر یہ مولانا صاحب! زیارتوال صاحب آپ اپنا اگلا سوال پکاریں۔
عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! ہمارا ہمسایہ ملک ایران اس کے پاس یہ تمام انتظام ہے۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب ایک سوال پر کارروائی نہیں رک سکتی ہے بیس پچیس سوال یہ ہوتا ہی نہیں ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر یہ ہونا چاہیے ہماری گورنمنٹ کو اس پر ترجیح دینی چاہیے اور یہ اوزار ہمارے پاس ہونا چاہیے جس سے ہم یہ منجمنٹ کر سکیں کہ کتنا ذخیرہ کر سکیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب! رولنگ کے بعد آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ No this is not recording آپ اپنا اگلا سوال پکاریں۔

☆ ۴۵۱ عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، دریائے انباردو کی پر بند باندھنے سے کس قدر میگا واٹ بجلی پیدا کی جا سکتی ہے نیز بند باندھنے کی صورت میں کل کتنے ایکڑ زمین سیراب ہوگی اور بند/ ڈیم پر کل کس قدر لاگت آئیگی مکمل تفصیل دی جائے؟
مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): لورالائی سے ۸۰ کلومیٹر سنگوڑی تالا و دامان ایریا بمقام گاڈ بیرنگی دریائے سہان اور دریائے انبار کے سنگم پر واقع ہے دریائے سہان، دریائے نگانگ دریائے مڑہ تمام دریاؤں کے پانی کا بہاؤ اکٹھا ہو کر انبار میں شامل ہو کر ناڑی دریا میں گرتے ہیں انبار دریا کے دونوں اطراف لاکھوں ایکڑ زرعی اراضیات موجود ہیں گاڈ بیر کے مقام پر سٹورج ڈیم موزوں ہے۔ تقریباً ۵۰ کیوسک perennial flow کا بہاؤ ہو ہر وقت انبار دریا میں موجود رہتا ہے۔ اور اس کے علاوہ سال میں تقریباً ۱۰ سے ۱۵ سیلاب آتے ہیں جس کا زیادہ سے زیادہ فلڈ ڈسچارج ۸۰۰۰۰ کیوسک ہوتا ہے گاڈ بیر کے مقام پر سٹورج ڈیم بنانے سے بجلی بھی پیدا کی جا سکتی ہے اور لاکھوں زرعی اراضی سیراب ہو

سکتی ہے اس پہلے feasibility کرائیگی ضرورت ہے۔ حکومت بلوچستان نے اسکو آئندہ کے لئے میگا پراجیکٹ میں سفارش کی ہے اور واپڈا کے ذریعے اسکی feasibility کرائی جائے گی تاکہ ۲۰۰۵ء میں اس پر عمل درآمد کرایا جاسکے۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! اس میں میں نے پوچھا تھا کہ ہمارے بعض علاقے ایسے ہیں وہاں اگر ڈیم بنائے جائیں تو اس سے بجلی پیدا ہوگی تو وہ بجلی کتنی مقدار میں ہوگی۔ انہوں نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): جب ڈیم بن جائے گا تو پتہ چل جائے گا کہ کتنی بجلی پیدا ہو سکے گی ہم نے واپڈا کو لسٹ دی ہے اور تعمیر کیلئے سفارش کی ہے۔ اور انشاء اللہ اگلے سال میں متوقع ہے۔
عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! میرا ضمنی سوال ہے اور یہاں لکھا ہوا ہے اس کی فیڈ بکٹی کرائی جائے گی تاکہ ۲۰۰۵ء میں اس پر عمل درآمد کرایا جاسکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تو جواب انہوں نے دے دیا ہے کہ یہ ۲۰۰۵ء تک کے پروگرام میں ہے یہ اس دوران ہو جائے گا۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: ۲۰۰۵ء تک ہوگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے ایک پروگرام حکومت نے دیا ہے جہاں تک میرے علم میں ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! غریب نواز شریف کہتا تھا۔ کہ ۲۰۰۵ء اور وہ ۱۹۹۹ء میں چلے گئے آج کی بات کی جائے۔ ۲۰۰۵ء تک پتہ نہیں ہے ہم بھی زندہ ہوں یا نہیں بقایا معاملے تو سب چلے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: عبدالرحیم زیارتوال اپنا گلا سوال دریافت کریں۔

☆ ۴۵۲ عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطہر فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا دریائے ژوب کے مقام پر کوئی ڈیم تعمیر کرنے کا پروگرام حکومت کے زیر غور ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مجوزہ ڈیم رڈیوں کو دریائے ژوب کے کن کن مقام پر بنائے جائیں گے اور ان ڈیموں سے کل کس قدر زمین سیراب ہوگی کیا ان ڈیموں سے بجلی بھی پیدا کی جاسکے گی اگر جواب اثبات میں ہے تو بجلی کی مقدار کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): دریا صوڑ جو کہ ژوب دریا میں گرتا ہے۔ سبکوئی کے مقام پر وفاقی حکومت کی مالی تعاون سے ایک میگا ڈیم زیر تعمیر ہے۔ جس کا تخمینہ لاگت ۳۲۵.۰۱۰ ملین روپے ہیں جسے محکمہ واپڈ تعمیر کر رہا ہے اس ڈیم کی تعمیر سے علاقے میں ۱۶۶۸۰ ایکڑ زمین آباد ہوگی۔ اور اس سے تقریباً 100K.W بجلی پیدا ہو سکے گی۔ اس کے علاوہ میر علی خیل کے مقام پر بھی ڈیم تعمیر ہو سکتا ہے۔ جہاں سے بجلی پیدا کی جاسکے گی۔ مگر یہاں پر زرعی زمینوں کی کافی تعداد دستیاب نہیں ہے۔ اس ڈیم کیلئے بھی feasibility study درکار ہے حکومت بلوچستان نے اس کو بھی مجوزہ میگا پراجیکٹ میں شامل کیا ہے۔ جب تک مکمل feasibility نہ ہو بجلی کی مقدار کے متعلق کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ Answer taken as read this is the speaker this is the chair who decide it is taken as read.

اگر chair کہتی ہے It is taken as read تو آپ سپلیمنٹری کر سکتے ہیں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: نہیں طریقہ کار تو یہ ہوا کرتا ہے کہ آپ متعلقہ وزیر صاحب کو کہیں گے وہ پڑھے گا یا کہے گا۔ وہ آگے سے کہتا ہے کہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! یہ جو رقم یہاں پر لکھی گئی ہے ڈیم کے حوالے سے یہ فیڈرل پی ایس دی پی میں شامل ہے لیکن اس پر کام شروع نہیں کیا گیا ہے کس کی ذمہ داری ہے کب شروع کریں گے کیسے شروع کریں گے یہ فیڈرل پی ایس دی پی کا پراجیکٹ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی وزیر صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب! اس پر کام شروع ہوا ہے کیونکہ ان کی روڈ وغیرہ وہاں بن رہی ہیں اس حوالے سے وہاں پر کام شروع ہوا ہے روڈ وغیرہ اور کالونیاں دیگر کام مکمل کر کے زمینوں کی نقل مکانی

اس کی ادائیگی اور بات چیت ہو رہی ہے لیکن یہ سارے کام جب مکمل ہو جائیں تو ڈیم پر بھی کام شروع ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ واپڈا بنا رہا ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: اس پراجیکٹ کے جناب! ابھی تک ٹینڈر نہیں ہوئے۔
 جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب! یہ آپ کو پتہ ہے اس ہاؤس کو پتہ ہے پوری قوم کو پتہ ہے کہ سبکدوشی ڈیم بن رہا ہے اور جب بھی ہمیں بریفنگ دی گئی ہے میرے خیال میں بن رہا ہے اور حکومت کے پلان میں ہے اور جہاں تک میں ذاتی طور پر جانتا ہوں چیئرمین واپڈا بھی وزٹ کر چکے ہیں جناب سینئر منسٹر صاحب نے بتا دیا ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سات مہینے مالی سال کے گزر گئے ہیں ابھی پانچ مہینے باقی ہے تو اب تک اس کے ٹینڈر نہیں ہوئے ہیں اس پر کام کب شروع ہوگا کہ منسٹر relevant وفاق سے پوچھیں گے کہ کب تک اس کو ٹینڈر کر رہے ہیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): ٹینڈر کا تو واپڈا کو معلوم ہے وہ اس کیلئے طریقہ کار بنا رہا ہے لیکن اس طرح خزانہ نے واپڈا کو اپنے پیسے ریز کر دیئے اور وہاں لوگوں کی زمینوں کا جو جھگڑا چل رہا ہے اور انکی زمینوں کی پینتیس ملین بھی قیمت مقرر کر دی ان لوگوں کو شفٹ کرنے کیلئے ان کی زمینات اور مکانوں کیلئے شفٹ کرنے کیلئے اس کیلئے واپڈا ٹینڈر بعد میں کر رہا ہے اور روڈ میں نے خود دیکھی ہے اس پر کام شروع ہے بجلی کے کھمبے بھی لگ رہے ہیں اور وہاں اس پر کام شروع ہے اور زمینوں کی قیمت کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ پینتیس ملین رکھا ہے لوگوں کا اس سے ڈیمانڈ زیادہ ہے لیکن پینتیس ملین پر یا پچاس پر جو فیصلہ ہو جائے اس کے بعد اس پر کام شروع کر رہے ہیں کام تو واپڈا کر رہا ہے اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں اگر کام سست ہوا تو واپڈا سے رابطہ ہو جائے او کام تیز ہو جائے انشاء اللہ جب عید کے بعد این ای سی کی میٹنگ ہوگی این ای سی کے حکام آئیں گے اور یہ ڈیم پر غور ہوگا اور جب فنانس منسٹر جائیں گے تو ہم دوبارہ ان کو کہہ دیں گے اگر اس ڈیم پر کام سست ہے تیزی لایا جائے اور اس پر کام جلد شروع کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگلا سوال نمبر ۴۵۳ جناب عبدالرحیم دریافت فرمائیں۔

☆ ۴۵۳ عبد الرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، دریائے ژوب، گول اور دریائے ناڑی کے ذریعے مجموعی کل کتنا پانی دریائے اباسین (سندھ) میں جاتا ہے اس کی مقدار کی تفصیل دی جائے؟

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): دریا ژوب کا سیلابی پانی برنج کے مقام پر تقریباً ۰.۰۰۰ ملین ایکڑ دریائے گول میں سالانہ گرتا ہے جبکہ دریائے ناڑی سے بھی تقریباً ایک ملین ایکڑ فرٹ سیلابی پانی سالانہ (دریا سندھ) اباسین میں گرتا ہے۔ حکومت بلوچستان اس پانی کو استعمال کرنے کیلئے مرکزی حکومت (واپڈا) کے توسط سے پلاننگ کر رہی ہے اور اسی لیے اپنے مجوزہ میگا پراجیکٹ میں ان اسکیمات کو ڈالا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Answer taken as read any supplementary.

عبد الرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! دریائے ژوب کا سیلابی پانی برنج کے مقام پر تقریباً ایک ملین ایکڑ فرٹ دریائے گول میں سالانہ گرتا ہے جبکہ دریائے ناڑی سے ایک ملین ایکڑ فرٹ سیلابی پانی دریائے سندھ اباسین میں گرتا ہے حکومت بلوچستان اس سیلابی پانی کیلئے واپڈا کے توسط سے مرکزی حکومت کام کر رہی ہے اور ان اسکیمات کو میگا پراجیکٹ میں ڈالا گیا ہے تو جناب اسپیکر! یہ جو ڈالا ہے تو صوبائی حکومت سے میرا سوال یہ ہے کہ صوبائی حکومت فوری طور پر وفاقی حکومت سے گفت شنید کرے اور ان پراجیکٹوں کیلئے فوری طور پر ان سے پیسے لے تاکہ یہ ہماری خشک سالی اور یہ بد حالی اور جو پانی کی زیر زمین سطح ہے مسلسل گر رہی ہے پانی نایاب ہوتا چلا جا رہا ہے تاکہ اس کا تدارک ہو سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر موصوف ممبر صاحب کی تجویز کو نوٹ کر لیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب! یہ بڑا پراجیکٹ ہے ہم مرکزی حکومت سے جلد از جلد رابطہ کر لیتے ہیں اور ممبر صاحب کو یقین دلاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ۔ منسٹر صاحب سردار محمد اعظم موسیٰ خیل اپنا سوال نمبر ۵۲۵ دریافت کریں۔

☆ ۵۲۵ سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع موسیٰ خیل میں محکمہ ایریگیشن کا کوئی SDO اور دیگر اسٹاف نہیں ہے؟

۷۳۶		۱	۲	۷	۶		۴	۲	۲	۳۲		۴	۴	۱۲	۵۸	۷۷	۱۴		۲۴	۲۸۷	نصیر آباد	۱۶
۴۱				۱						۳				۱	۱	۹	۱		۲	۲۳	چنگور	۱۷
۱۸۲			۱	۱	۱		۱	۱	۱	۷		۲		۱	۱۲	۲۹	۲		۱۰	۱۱۴	پشین	۱۸
۹۸۲	۴	۹	۱۹	۵۳	۱۳		۱	۴	۱۹	۸۴		۲۶	۲۴	۲۴	۱۲	۱۶۲	۶۹		۲۱۸	۲۲۳	کوئٹہ	۱۹
۳۰۵		۱	۲	۳	۴		۱	۲	۱	۱۸		۴	۲	۴	۴	۵۲	۶		۹	۱۹۲	سبی	۲۰
۱۸۱			۱	۲	۱			۱	۱	۱۱		۱	۴	۲	۴	۳۳	۴		۵۴	۶۲	ژوب	۲۱
۹۰				۲						۸		۱		۲	۱	۱۱	۲		۴	۵۹	زیارت	۲۲
۳۵۴۰	۴	۱۳	۳۳	۸۷	۵۲		۱۰	۱۷	۳۳	۲۴۵		۵۴	۳۸	۶۴	۱۱۳	۵۶۵	۱۳۱		۲۲۹	۶۵۲	کل	

جناب ڈپٹی اسپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! اس میں سردار صاحب کی ایک تجویز ہے ان کا ضلع نیا بنا ہے وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ضلع میں ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا کوئی بھی سٹاف نہیں ہے جب تک آسامی آجائے گی اور یہ آسامی ہمارے خزانہ کے دفتر سے ان کی منظوری آئے گی تب تک عارضی طور پر ایس ڈی او اور سٹاف کو تعینات کر دے یہ ان کے لئے آسانی رہے گی۔ شکریہ!

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): اس پر غور کریں گے جب پوسٹ منظور ہو جائیگی۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: مولوی صاحب آپ کے پاس ایس ڈی او وغیرہ سرپلس بھی بہت ہیں۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): ہمارے پاس نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی بیٹھیں جواب ہو گیا۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! وہ ایک ایس ڈی او مانگ رہے ہیں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ دے وہاں پر ایریگیشن کے کام بھی شروع ہیں لورالائی اور موسیٰ خیل میں کافی فرق ہے۔

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): ابھی آفیسر نہیں۔ خزانہ دے تو دیں گے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): ایریگیشن کا ایسا معاملہ ہے کہ وہاں دو تین اضلاع ایک ایک ایکسین چلاتے ہیں پہلے بجٹ میں میں نے سیکرٹری ایریگیشن کو کہا تھا کہ آپ کم از کم ہر ضلع میں ایک ایکسین کر دیں تاکہ دو تین اضلاع کیسے ایک ایکسین چلاتے ہیں اگر ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ صوبے میں پانی کا مسئلہ ہے اور ڈیم بنانا چاہیں واٹر چینل بنانا چاہیں وہاں پانی کا مسئلہ ہوگا اور ہم نے دیکھا ہے کہ ایک ایک ایکسین کو تین تین اضلاع جناب! اب اگر دیکھا جائے کوئٹہ اور خاران نوشکی آواران ایک ایکسین کے ساتھ ہے تو

اسی طرح ژوب اوقلعہ سیف اللہ ایک کے ساتھ ہے اسی طرح زیارت اوسبى وغیرہ ایک ساتھ انہوں نے رکھا ہوا ہے تو جناب اسپیکر! یہ مسئلہ ہے اور ہم چاہتے ہیں یہ مسئلہ حل ہو جائے اور آئندہ بجٹ میں میں کہتا ہوں ایک ایس ڈی او تو ہو جائے کیونکہ پورا ضلع ہے جب پورا ضلع میں ایک ایس ڈی او نہ ہو تو یقیناً افسوس کی بات ہے اور ایس ڈی او ہم دیں گے اور آئندہ بجٹ میں ہم ایکسین کی vacancy بھی بڑھائیں گے اور ڈسٹرکٹ وائز ہو قریب قریب اضلاع کو adjust کریں گے۔ یہ یقیناً فوری طور کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! یہ جو فہرست سرکاری ملازمین کی دی گئی ہے اس سے کوئی بھی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ کس گریڈ کے ملازمین ہیں اور یہ تعداد انہوں نے بتائی ہے ہمیں یہ بتادے کہ یہ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب یہ پوری تفصیل ہے اور آپ کیا سمجھنا چاہتے ہیں بتائے آپ بحث نہ کریں آپ یہ بولیں کہ آپ اس question میں کیا چاہتے ہیں؟

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب! میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں ۷ گریڈ میں کون ہے؟ ۱۸ گریڈ میں کون ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب پوری تفصیل دی ہوئی ہے اگر آپ اس بارے میں مزید کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو آپ اس بارے میں فریش سوال لائیں اب جناب سلیم احمد کھوسہ اپنا سوال پکاریں any one on is behalf سلیم احمد کھوسہ کی سوال نمبر ۵۶۹ کو کسی نے پکارا نہیں لہذا شامل کارروائی تصور کیا جائے گا۔

☆ ۵۶۹ سلیم احمد کھوسہ: (موجود نہیں تھے)

کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچھی کینال کے پانی کو بڑھانے کا فیصلہ ہوا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اونچ نہر اور مانجھٹی نہر کا پانی کاٹ کر مذکورہ کینال کو تو نہیں دیا جائیگا۔ اگر جواب نفی میں ہے تو کچھی کینال کا پانی کس طرح بڑھایا جائیگا۔ تفصیل دی جائے؟

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): (الف) جی ہاں۔

(ب) جی نہیں حکومت بلوچستان اب بھی اپنے حصے سے جو کہ ۱۹۹۱ء water accord کے مطابق سندھ سے دیا گیا ہے۔ اس میں سے ۸۲۱.۶۰ ملین ایکڑ پانی کم لے رہا ہے کیونکہ ہمارے موجودہ نہروں میں اس سے زیادہ گنجائش نہیں ہے۔ لہذا یہ صوبے کا اپنے حصے کا بقایا پانی کچھ کی نہر میں استعمال کیا جائیگا اور ہماری موجودہ نہروں بشمول اوچ اور مانجھٹی کینال کے پانی پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔
مولانا عبدالواسع (سینیئر وزیر): جناب اسپیکر! ہم اس حد تک کوشش کریں گے اور اب اسکو عارضی SDO دیں گے جب تک کہ اسکا پکا آرڈر آ جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب جناب محمد نسیم تریائی صاحب اپنا سوال نمبر پکاریں۔

☆ ۴۹۲ محمد نسیم تریائی (عبدالحمید خان اچکزئی نے دریافت کیا):

کیا وزیر کھیل و ثقافت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

محکمہ کھیل و ثقافت میں ۱۹۹۸ء سے تا حال صوبہ میں محکمے کے زیر اہتمام مکمل شدہ، زیر تکمیل اور زیر تجویز مختلف پراجیکٹس اور اسکیموں کی کل تعداد، نوعیت نیز ان پراجیکٹس اور منصوبہ جات کے لئے مختص شدہ تخمینہ لاگت اور ان پر خرچ کی علیحدہ علیحدہ ضلع وار تفصیل دی جائے؟

محمد یونس چنگیزی (وزیر کھیل و ثقافت): نظامت کھیل میں ۱۹۹۸ء تا حال صوبے میں مکمل شدہ زیر تکمیل اور زیر تجویز مختلف منصوبوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

۱۹۹۸ء تا ۲۰۰۱ء محکمہ کھیل میں کوئی کام کسی پراجیکٹس پر نہیں ہوا ہے۔

البتہ ۱۹۹۲ء-۲۰۰۳ء میں ایوب اسٹیڈیم فٹ بال گراؤنڈ میں مرمت کا کام محکمہ مواصلات و تعمیرات کے توسط ہوا تھا۔ اور جس پر ۲۰۰۰ ملین خرچ ہوا تھا۔

زیر تکمیل رزیر تجویز منصوبے برائے ۲۰۰۳ء-۲۰۰۴ء درج ذیل ہیں:-

- ۱- مین پوپلین ہاکی اسٹیڈیم سپورٹس کمپلیکس کوئٹہ ڈسٹرکٹ تخمینہ لاگت ۲۶۹۰۰ ملین
- ۲- تعمیر اسکوائش کورٹ گرلز کالج کوئٹہ۔ تخمینہ لاگت ۳۶۰۰ ملین
- ۳- تعمیر ٹیوب ویل رسیٹریاں قاسم اسٹیڈیم سریاب روڈ کوئٹہ تخمینہ لاگت ۲۶۹۶۱ ملین

- ۴- تعمیر فٹ بال اسٹیڈیم کچلاک تخمینہ لاگت ۴۶۰۰ ملین
- ۵- مرمت مستونگ اسٹیڈیم تخمینہ لاگت ۱۰۰ ملین
- ۶- تعمیر مرمت اوستہ محمد اسٹیڈیم تخمینہ لاگت ۱۰۰ ملین
- ۷- تعمیر بیلہ اسٹیڈیم تخمینہ لاگت ۹۸۵۲ ملین
- ۸- تعمیر جم برائے ورزش سپورٹس کمپلیکس کوئٹہ تخمینہ لاگت ۲۰۰ ملین
- ۹- چار دیواری برائے سیف اللہ گسی بیڈمنٹن ہال کوئٹہ تخمینہ لاگت ۲۱۰۰ ملین
- ۱۰- تعمیر پلیٹ فارم برائے ہاکی اسٹیڈیم کوئٹہ تخمینہ لاگت ۲۰۰ ملین
- ۱۱- تعمیر قیوم چنگیزی فٹ بال اسٹیڈیم کوئٹہ تخمینہ لاگت ۱۶۰۰ ملین
- وفاقی حکومت کے اسپورٹس پراجیکٹس برائے سال ۲۰۰۳ء-۲۰۰۴ء درج ذیل ہیں:-

- ۱- تعمیر سوئمنگ پول کوئٹہ تخمینہ لاگت ۲۴۷۹۲ ملین
- ۲- تعمیر ٹارن ٹریک کوئٹہ تخمینہ لاگت ۲۳۶۲۵۲ ملین
- ۳- تعمیر اسٹیڈیم برائے ضلع پشین تخمینہ لاگت ۵۶۶۸۱ ملین
- ۴- تعمیر اسٹیڈیم برائے پنجگور تخمینہ لاگت ۴۹۷۰ ملین
- ۵- تعمیر اسٹیڈیم برائے خاران تخمینہ لاگت ۵۶۶۸۱ ملین
- ۶- تعمیر جیمنازیوم برائے خضدار تخمینہ لاگت ۳۴۷۰۰ ملین
- ۷- تعمیر جیمنازیوم جانٹ روڈ کوئٹہ تخمینہ لاگت ۴۶۴۰۰ ملین
- ۸- تعمیر توسیع سبی اسٹیڈیم تخمینہ لاگت ۴۶۴۰۰ ملین
- ۹- تعمیر جھل مگسی کرکٹ اسٹیڈیم تخمینہ لاگت ۱۰۶۱۶۰ ملین
- ۱۰- تعمیر اسپورٹس ہاسٹل تربت تخمینہ لاگت ۴۶۸۷۷ ملین

مندرجہ بالا ۱۱ اسکیم جو کہ وفاقی فنڈ سے تیار ہوگی۔ تمام منظور شدہ ہیں۔

مندرجہ ذیل کھیلوں کے پراجیکٹس وفاقی حکومت کی زیر توجہ ہیں:-

- ۱- تعمیر اسپورٹس کمپلیکس جعفر آباد تخمینہ لاگت ۹۸۵۲ ملین

- ۲۔ تعمیر اسپورٹس کمپلیکس سریاب روڈ کوئٹہ تخمینہ لاگت ۳۴۷۰۶۰۰ ملین
- ۳۔ تعمیر اسٹیڈیم زیارت تخمینہ لاگت ۱۱۰۶۰۰۰ ملین
- ۴۔ تعمیر فٹ بال اسٹیڈیم مالی باغ کوئٹہ تخمینہ لاگت ۰۰۰۰۰۰۰۰۰ ملین
- ۵۔ تعمیر مستونگ کرکٹ اسٹیڈیم تخمینہ لاگت ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ ملین
- ۶۔ تعمیر جمینازیم سبی تخمینہ لاگت ۳۴۷۰۶۰۰۰ ملین

جناب ڈپٹی اسپیکر: کوئی ضمنی ہے تو دریافت کریں؟

عبدالحمید خان اچکزئی: No supplementary

جناب ڈپٹی اسپیکر: No supplementary thank you مورخہ ۲۲ جنوری کے مؤخر شدہ سوالات اب جناب محمد نسیم صاحب اپنا سوال پکاریں گے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: On his behalf Question No is 348.

☆ ۳۲۸ محمد نسیم تریالی (بتوسط رحیم زیارتوال ایڈووکیٹ):

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نگران دور حکومت میں نیشنل ہائی وے تا اُگس تحصیل مسلم باغ ۵ کلومیٹر بلیک

ٹاپ روڈ تعمیر کرنے کی منظوری اور ٹینڈر ہو گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا گیا تھا؟

(ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے تو عرصہ گزرنے کے باوجود مذکورہ روڈ پر مزید کام نہ

کرنے کی کیا وجوہات ہیں نیز کیا حکومت اس روڈ پر جلد از جلد کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر

جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے؟

پرنس فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): (الف) اطلاعاً عرض ہے کہ نیشنل ہائی وے سے اُگس

تحصیل مسلم باغ ۵ کلومیٹر بلیک ٹاپ روڈ کی نہ منظوری ہوئی ہے اور نہ ٹینڈر ہوا ہے۔

(ب) شنگل روڈ کا ورک آرڈر دینے کے بعد جناب محمد علی جوگیزئی منسٹر صنعت - محنت و افرادی قوت نے

اس روڈ کا افتتاح کیا۔

(ج) اس وقت اس شنگل روڈ پر کام شروع ہے اور پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے ۴ کلومیٹر کٹنگ کا کام ہو چکا ہے اور مزید کام ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کوئی سپلیمنٹری ہے تو دریافت کریں؟

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: سر! اس میں میری سپلیمنٹری یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے مگر ان دور حکومت میں نیشنل ہائی وے تارگس تحصیل میں مسلم باغ ۵ کلومیٹر بلیک ٹاپ روڈ تعمیر کرنے کی منظوری اور ٹینڈر ہو گیا تھا (ب) کیا یہ بھی درست ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! یہ آپ کو بھجوا دیا ہے آپ اس کو دیکھ لیں اور آپکا جواب یہ ہے کہ جزو (الف) کا اطلاق عرض ہے کہ نیشنل ہائی وے سے ارگس تحصیل مسلم باغ پانچ کلومیٹر بلیک ٹاپ روڈ کی نہ منظوری ہوئی اور نہ ٹینڈر ہوا ہے آپ کے پاس یہ لکھا ہوا ہے اور وہاں پر تختہ لگا ہوا ہے بنا ہوا ہے کہ ٹینڈر بھی ہوا تھا ۹۰ لاکھ روپے کی اور اسکے ساتھ ۵ کلومیٹر پختہ روڈ کی یہاں اس پر لکھا ہوا ہے اس کی تفصیل ہم نے آپ کو دے دی ہے اور یہاں جواب یہ ہے نہ ٹینڈر ہوا تھا اور نہ اس پر بلیک ٹاپ روڈ کی کوئی منظوری دی ہے مجھے غلط جواب موصول ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی وزیر مواصلات و تعمیرات!

پرنس فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب اسپیکر! میں عرض کرتا ہوں جو سوال ہم سے پوچھا گیا ہے یہ خوشحال پاکستان کا پروگرام تھا اور اس سے provincial setup کا کوئی بھی تعلق نہیں ہے اس کا اگر تعلق بنتا ہے تو district setup کے ساتھ بنتا ہے تو آپ ناظم صاحب کے ساتھ بات کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب! یہ پھر وہی مسئلہ صوبائی محکمہ B&R۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب! میں آپ کا سوال اور منسٹر صاحب کا جواب آپ کو تھوڑا سا سمجھاؤں منسٹر صاحب یہاں وہ جوابات دیں گے جو محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ذریعے روڈ بنائی جائیں گی یا جوان کے توسط سے کام ہوں گے آپ کو پورے ہاؤس کو پتہ ہے کہ devolution plan کے تحت خوش حال پاکستان میں اور بلدیاتی ادارے بھی روڈ بناتے ہیں تو منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ

اسکے محکمے نے روڈ نہیں بنائی ہے۔

عبدالرحیم زیا رتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! ذرا غور سے آپ میری بات کو سن لیں آپ ہماری صوبائی حکومت اور ان کے اختیارات کو ختم کر کے ہمارے عوام کو صوبے کو کیا دینا چاہتے ہیں میرا question یہ ہے کہ جتنی بھی ضلعی حکومتیں ہیں جو بھی کام ہو رہا ہے یہ سب ہمارے under ہے اور سب کی رپورٹ اس house میں پیش کرنا ہوگی جناب اسپیکر! یہ ہاؤس صوبے کا سب سے باختیار ادارہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جان محمد بلیدی!

جان محمد بلیدی: سر! یہ جو بتا رہے ہیں کہ خوش حال پاکستان یا دوسری جو اسکیمات ہیں اس وقت وہ C&W کے under نہیں ہیں تو یہ کیسے بتا سکتے ہیں جب اس پر تو imlement ہو رہا ہے ڈسٹرکٹوں میں تو وہی ڈیپارٹمنٹ کر رہا ہے تو اسکے وہ کیسے under نہیں ہے جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جان محمد صاحب میں ایک clarification کر دوں اس وقت ۲ محکمے ہیں C&W کے تحت ایک تو devolution plan کے تحت ورکس اینڈ سروسز کا ہے اور ایک جو ہے وہ provincial لیول پر کام کر رہا ہے تو منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں انہوں نے جواب دیدیا منسٹر صاحب آپ وضاحت کریں گے کہ یہ devolution plan کے under میں آتا ہے؟

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب! میں عرض کرنا چاہتا ہوں پہلے بھی میں نے محترم ہاؤس کو یہ عرض کیا کہ ہمارے محترم ساتھی کو شاید غلط فہمی ہوئی ہے جیسے آپ نے فرمایا کہ ورکس اینڈ سروسز کے ٹرانسفر اینڈ پوسٹنگ ہمارے پاس ہے شاید اسکی پروموشن بھی ہمارے پاس ہو لیکن اسکے علاوہ جو ہے یہ جو باقی انکی جو اسکیم آتی ہیں یا لیبر آتے ہیں under devolution plan already شفٹ ہو گئے ہیں ہمارے ڈسٹرکٹ سیٹ اپ میں ہمارے DCO صاحبان کے پاس تو we have nothing to do with district setup جہاں تک ان کے کاموں کا مسئلہ آتا ہے یا ان کے فنڈز کا تعلق آتا ہے تو ڈائریکٹ اسکو ڈسٹرکٹ سیٹ اپ کو دیئے جاتے ہیں تو اس سوال سے ہمارا کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جعفر خان مندوخیل!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! اس میں وہ کسی طریقے سے involve ہوتے ہیں لیکن directly involve نہیں ہوتے ہیں کیا وہ پرائونٹل گورنمنٹ کو answerable نہیں ہیں کہ اس اسمبلی کو answerable نہیں ہیں who will answer them میں تو سمجھتا ہوں یہ کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بھی جیسے ہماری میونسپلٹیاں تھیں یہ اس کا حصہ ہے اگر آپ کوئی مزید چھبیس گورنمنٹ creat کرتے ہیں then who will answer them. منسٹر صاحب سے نہیں ہے یہ generally اسمبلی سے ہے regarding all the distt. جو وہ اسمبلی کو answerable ہیں یا نہیں۔ اگر answerable ہیں تو ان کے behalf پر کون answer کرے گا۔ ایڈووکیٹ جنرل بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس کی وضاحت کریں۔

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): They are answerable.

شیخ جعفر خان مندوخیل: اس کی وضاحت ہو کیونکہ ایڈووکیٹ جنرل صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اس کی وضاحت آجائے تاکہ اس طریقہ کار کے مطابق یہ اسمبلی چلے یا یہ ممبران چلیں کیا ہم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے اوپر ہیں یا ہماری کوئی اس پر دسترس ہے یا نہیں ہے ہم سوال ان سے کریں یا نہ کریں یا ہم ان پر چیک رکھیں یا نہیں رکھیں۔

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): مرغی پہلے یا انڈاپہلے۔ یہ ایک تاریخی معرکہ ہے اس کا اب تک فیصلہ نہیں ہوا ہے devolution plan اس قسم کی چیز ہے ذرا انتظار کی جیئے۔

(روٹنگ)

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس سوال کے بارے میں میں اپنی روٹنگ دینا چاہتا ہوں سینئر منسٹر صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں میں ہوم منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ جو بھی devolution یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے بارے میں سوالات ہوں وہ گورنمنٹ کے بارے میں واضح بتائے کہ جو ضلعی حکومتوں کے کاموں کے بارے میں سوالات ہوتے ہیں وہ اسمبلی کے فلور پر کون جواب دے گا وہ سنیر منسٹر اور وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ روٹنگ پہنچادے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: یہ عوام کا حق اقتدار حق حکمرانی کے ساتھ یہ مذاق نہ ہو آگے جزو (ب) میں

آپ ذرا سن لیں وہ خود کہتے ہیں شنگل روڈ کا ورک آرڈر دینے کے بعد جناب محمد علی جوگیزئی وزیر صنعت و حرفت نے اس کا افتتاح کیا اس وقت اس شنگل روڈ پر کام شروع ہے پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے چار کلومیٹر کٹنگ کا کام ہو چکا ہے اور مزید کام ہو رہا ہے۔ کس کھاتے میں اگر یہ اس کے پاس ہے تو سرے سے بالکل جواب ہی نہیں دینا چاہئے تھا اور اگر جواب دے رہا ہے اور جس چیز کا وہ جواب نہیں دے سکتے ہیں اسمیں وہ حیلے بہانے کرتے ہیں یہ نہیں ہونا چاہئے۔ اور جس طریقہ سے ہے پہلے والے سوال کے جزو (الف) میں وہ کہہ رہا ہے کہ KPP کا ہے ضلع سے پوچھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال! میں نے جواب بھی پڑھ لیا آپ کی بات بھی کسی حد تک درست ہے میں نے رولنگ اس بارے میں دی ہے کہ وزیر داخلہ صاحب سینئر منسٹر وزیر اعلیٰ صاحب کو چیئر کی رولنگ بتائیں گے اور ضلعی حکومت کے جو کام ہیں وہ یقیناً answerable تو اس ہاؤس کو ہیں کوئی ایک تعین کرے کہ ضلعی حکومتوں کے بارے میں سوال ہے تو جواب دے گا۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! میں ایک اور بات کروں کہ بلیک ٹاپ کا جو کہا ہے کام جاری ہے اور اس کا جو ٹینڈر ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Minister local government on point of order.

حافظ حسین احمد شروڈی (وزیر بلدیات): میں گزارش کرتا ہوں کہ بظاہر تو یہ میرا موضوع ہے کہ میں بلدیاتی اداروں کے متعلق جواب دہ ہوں لیکن پشتو میں کہتے ہیں کہ ”زاما زوئے تر مالوئے“ جب ضلعی ناظمین منسٹر سے بڑھ کر تو یہ مشکلات پیش آجائیں گی۔ اس غیر فطری نظام پر بیٹھ کر غور کرنا ہوگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیارتوال صاحب! انہی چیزوں کو مد نظر رکھ کر چیئر نے رولنگ دی ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب! منسٹر صاحبان انہی چیزوں سے جان چھڑانے کے لئے ہمارے صوبے کے عوام کی حق حکمرانی کے خلاف خود یہاں کہتے ہیں اور جس عہدے پر عوام نے ان کو فائز کیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس سوال پر رولنگ آگئی ہے زیارتوال صاحب رولنگ کے بعد چیئر کے احترام میں نہیں بولا جاتا ہے۔

عبدالرحیم زیا تو ال ایڈووکیٹ: کوئی بھی ادارہ شخص اس حکومت اسمبلی کے under ہے کوئی شخص اس سے بالاتر نہیں ہے۔ اور اس کو جواب دہ ہونا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہوم منسٹر On point of order

میر شعیب نوشروانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! یہاں پر جو بات ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ہو رہی ہے کہ وہ اکاؤنٹ ایبل اور answerable ہیں اس اسمبلی کے یا نہیں۔ تو میں اپنے ناقص علم کی بنا پر اس چیز کی وضاحت کروں کہ جو بھی لوئر اسمبلی ہے وہ اپنی اسمبلی جیسے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہے وہ اکاؤنٹ ایبل بھی ہے اور اس اسمبلی کو answerable بھی ہیں جیسے سیڑھیوں پر چڑھتے ہیں ایک دوسرے کا اکاؤنٹ ایبل بنا پڑتا ہے۔ آپ مجھے اس کی وضاحت کرنے دیں یہ جو آپ نے سوال کیا ہے منسٹر کی موٹیکیشن سے یہ ٹھیک ہے یہ سوال کسی طرح سے اس محکمے سے تعلق رکھتا ہے اور جس انداز سے آپ نے پوچھا ہے اور منسٹر صاحب نے اسی انداز سے جواب دیا ہے۔ کہ یہ پروگرام ہمارا نہیں تھا devolution plan کے تحت ملا ہے ورثے میں ملا ہے kindly جس طرح سے یہ سوال پوچھا ہے ہیں اسی انداز سے اس کو جواب دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کس چیز میں فائدہ ہے وہ دیکھتے ہیں یہ نہیں ہونا چاہئے یہ ہمارا صوبہ ہے ہم عوامی نمائندے ہیں ہم اور آپ کسٹوڈین کی حیثیت سے ان کا نوٹس لیں۔ اس قسم کے کام نہ کرنے دیں۔ پانچ کلومیٹر بلیک ٹاپ اس میں زیادہ فائدہ نہیں ہے سب پیسے تبدیل کر دیئے اور اترھ ورک ہوا ہے۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نسیم تریالیٰ اپنا سوال دریافت فرمائیں۔

☆ ۴۸۵ محمد نسیم تریالیٰ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، اس وقت محکمہ ہذا میں کل کتنی پوسٹیں خالی ہیں۔ خالی پوسٹوں پر کب تک تعیناتی عمل میں لائی جا رہی ہے تفصیل دی جائے؟

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): اس وقت محکمہ ہذا میں کوئی پوسٹ تعیناتی کے لئے خالی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب محمد نسیم تریالیٰ اپنا سوال نمبر ۴۸۷ دریافت کریں۔

☆ ۲۸۷ محمد نسیم تریالی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،
۲۸ نومبر ۲۰۰۲ء سے تاحال صوبہ میں محکمہ ہذا کے زیرِ تحت مکمل شدہ، زیرِ تکمیل اور زیرِ تجویز مختلف پراجیکٹ،
منصوبہ جات کی کل تعداد اور مختص شدہ تخمینہ لاگت اور ان پر خرچ شدہ رقم کی ضلع اور منصوبہ وار تفصیل
دی جائے؟

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): ۲۸ نومبر ۲۰۰۲ء سے تاحال صوبے میں محکمہ ہذا کے زیر
تحت مکمل شدہ، زیرِ تکمیل اور زیرِ تجویز مختلف پراجیکٹ منصوبہ جات کی کل تعداد اور مختص شدہ تخمینہ لاگت اور
ان پر خرچ شدہ رقم کی ضلع اور منصوبہ وار تفصیل کی فہرست ضخیم ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب محمد نسیم تریالی اپنا سوال دریافت فرمائیں۔

☆ ۴۹۱ محمد نسیم تریالی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،
(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل میونسپل آفس کی بلڈنگ بمقام قلعہ عبداللہ بازار مکمل ہونے والی ہے؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بلڈنگ کی تعمیر میں ناقص میٹریل استعمال ہونے کی وجہ سے بلڈنگ
کے گرنے کا خدشہ ہے؟

(ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بلڈنگ کی ناقص تعمیر کی بابت
تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): اس کام کا تعلق ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگلا سوال پکارا گیا ہے آپ نے ضمنی سوال پہلے نہیں پوچھا ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: کب جناب! آپ اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ میں کھڑا ہوں اور
آپ کہتے ہیں اگلا سوال اور اس کا جواب انہوں نے دیا کہ اس کا ہمارے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: You have supplementary, on this question what is supplementary.

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب! یہ کہہ رہا ہے کہ اس سوال کا میرے محکمے سے کوئی تعلق نہیں ہے
صوبے میں اس کے علاوہ کنسٹرکشن ورک اور کون کرتے ہیں؟ یہ بتائی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: You put a fresh question for this.
 شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): آپ نیا سوال اس کے لئے آئیں فی الحال یہ اس سے میچ نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب عبدالحمید خان اچکزئی صاحب اپنا سوال نمبر دریافت فرمائیں۔
 ☆۳۵۴ عبدالحمید خان اچکزئی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،
 (الف) کیا یہ درست ہے کہ ماہ مئی اور جون ۲۰۰۳ء میں صوبہ کے مختلف اضلاع میں شنگل روڈز کی تعمیر و مرمت پر ۱۵ کروڑ روپیہ کی ایک خطیر رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو تعمیر و مرمت کردہ تمام شنگل روڈوں کی ضلع وار تفصیل بمعہ لاگت دی جائے۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ اس حقیقت کے برعکس کہ گزشتہ تین سالوں سے نہ بارشیں ہوئیں اور نہ ہی سیلاب آیا ہے دوسری جانب تقریباً تمام تر مذکورہ روڈوں کی بلیک ٹاپ کیلئے PCI منظور ہوا ہے اور تین چار ماہ بعد ان پر باقاعدہ کام شروع ہوگا۔ لہذا ان روڈوں پر بالخصوص توبہ اچکزئی چمن، گلستان، دولنگی اور سیگئی پراسقدر خطیر رقم خرچ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ تفصیل دی جائے۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ کیا مذکورہ روڈوں پر فزیکلی کام ہوا ہے اور متعلقہ ٹھیکیداروں کی بیمٹ ہوئی اگر نہیں تو کیوں نہیں۔

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): جواب ضخیم ہے لہذا اسمبلی لا سبیری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Answer is taken has read.

عبدالحمید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! ایک منٹ آپ کا لونگا۔ یہ سوال کوئی چار مہینے پہلے اس فلور پر میں نے کہا تھا۔ کہ ہمارے صوبہ میں سی اینڈ ڈبلیو ڈبلیو پیارٹمنٹ نے تقریباً ۱۸ کروڑ روپے جون کے مہینے میں خرچ کیا اور concerned منسٹر اور یہاں پے آپ کی جگہ ہمارے اسپیکر کے کہنے پر کمیٹی بنوائی جس کمیٹی میں میں بھی تھا اور concerned منسٹر تھے حافظ صاحب تھے پہلے دن میں نے کہا کہ اتنے بڑے تماشے ہو رہے ہیں سی اینڈ ڈبلیو ڈبلیو پیارٹمنٹ میں، آپ اندازہ لگائیں ۸ تاریخ کو ٹنڈر ۱۸ تاریخ کو ورک آرڈر اور ۳۰ تاریخ کو ۱۸ کروڑ روپے، تو خالی میرے حلقے میں ایک کروڑ روپے کی شنگل روڈ بنائی تھی پھر اسی فلور پر

انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم کمیٹی بنائیں گے اور کمیٹی visit کرے گی۔ visit کیا کرے گی وہاں پے کچھ ہے نہیں۔ تو اس دن بھی میں نے کہا تھا سارے بلوچستان میں شنگر روڈ کی مد میں جتنا بھی خرچ ہوا ہے ہر حلقے میں یہی حال ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں؟

عبدالمجید خان اچکزئی: یہ وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم میں نسیم بازئی سنا ہے بڑا فیز آدی ہے اس کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی جائے۔ اس میں department کے لوگ ہوں۔ باقی جو بھی ہوان کو کہہ دیں وہ ہمارے next اجلاس میں رپورٹ پیش کر دیں تو پتہ چل جائے گا کہ کونسے مسئلے میں وزیر موصوف اور لوگ پھنسے ہوئے ہیں اور کرپشن بھی عوام کے سامنے آجائے گی سارا کچھ تو۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کس چیز پر کمیٹی بٹائی جائے؟

عبدالمجید خان اچکزئی: یہ شنگر روڈ پر جو صوبے میں ۱۵ دن میں ۱۸ کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اس کا انسپکشن ٹیم جا کے معائنہ کرے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی منسٹر صاحب!

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): حالانکہ معزز ممبر ہم سے سینئر بھی ہیں پہلی دفعہ ہے آپ سے سوالات ادھر ادھر جا رہے ہیں خیر کوئی بات نہیں ہے باقی مسئلہ جو رہ گیا ہے شنگر روڈ کا اس میں بالکل کوئی اعتراض نہیں ہے کوئی بھی ٹیم اگر check کریں دوسری بات یہ ہے کہ ہم لوگ خود بھی کوشش کر رہے ہیں ہمارے department سے بات ہوئی کہ ہم لوگ خود اپنے خود department کا بھی ایک انسپکشن ٹیم بنا رہے ہیں اور انشاء اللہ ایک ایک روڈ کو check کر کے ہم آپ کو رپورٹ پیش کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی منسٹر صاحب سنو وہ لوگ کیا کہتے ہیں؟

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب اسپیکر! عرض یہ ہے کہ اتنے ہمارے منسٹرز کے اوپر سختی ہوئی ہے۔ کہ میں نے کوئی سیشن ایسا نہیں ہے جسمیں میں absent رہا ہوں صرف ایک سیشن میں رہا ہوں۔ وہ بھی میرے اپنے کچھ problems تھے اس وجہ سے اپوزیشن بنچر سے یہ request کرتا ہوں کہ جب سوالات جو ساتھی کرتے ہیں kindly وہی اٹھ کے اپنے سوالات کرے۔

specially کچکول صاحب سے وہ پارلیمانی لیڈر ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سینئر منسٹر صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): میرے خیال میں جناب اسپیکر! اس طرح یہ حق تو ہر معزز رکن رکھتے ہیں کہ وہ ہر غلطی کی نشاندہی کریں اور اس معزز ایوان میں پیش کریں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اگر ان کے لئے انکو آری کمیٹی بن گئی ہے تو اس کو مزید فعال بنانی ہے اور اپنی رپورٹ معزز ایوان میں پیش کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچکڑی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اچکڑی صاحب فرما رہے ہیں ۱۵ کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن منسٹر صاحب نے ان کی تصدیق کی ہے۔ کہ نہیں جی ۲۸ کروڑ روپے ہیں۔

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب اسپیکر! میں non development فنڈز کی بات کر رہا ہوں اس میں شکر روڈز بھی آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچکڑی صاحب آپ chair کی بات سنیں۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کے حلقے میں کتنے خرچ ہوئے ہیں۔

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): ہمارے بھائیوں نے جو حکم کیا ہم حاضر ہیں باقی انہوں نے یہ سوال پوچھا ہے کہ انسپکشن ٹیم سی ایم کے آتے ہیں۔ چاہے ریب کے آتے۔ چاہے نیب کے آتے ہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: ریب اور نیب کو ہمارے کام میں کوئی مداخلت کا حق نہیں ہے یہ بلیک میلنگ ہے ہم اس کو برداشت نہیں کریں گے۔ دو گھنٹے دیئے ہیں سیکریٹری رخصت کی درخواست پڑھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Mir Jan Mohammad Jamali on point of order.

میر جان محمد جمالی: جناب! کچھ گزارشات آپ کے توسط سے سارے ایوان سے کرنا چاہتا ہوں۔ انسپکشن ٹیم کی آج بات ہوئی سی ایم انسپکشن ٹیم۔ جنرل رحیم الدین ہوتے تھے تو ان دنوں ایم ایل اے گورنر انسپکشن ٹیم ہوا کرتی تھی اور جام صاحب وزیر اعلیٰ بنے بڑے مرحوم۔ تو سی ایم انسپکشن ٹیم پہلے تو بہت مضبوط ہوتی تھی کارروائی بھی کرتی تھی اور رپورٹیں بھی پیش کرتی تھیں پھر ہم سیاستدان اتنے زور ہو گئے خاص کر ٹریڈری پنچر والے کہ انسپکشن ٹیم میں ان افسروں کو لگانے لگے جو کسی کے منظور نظر نہیں۔ جو بالکل

منظور نظر نہیں جن کو کوئی اور پوسٹنگ نہیں ملتی تھی تو سی ایم انسپکشن ٹیم ابھی نسیم بازئی صاحب کا نام ہوا شکر ہے وہ کہیں پر تو ہے جو آج کل کہیں منظور نظر نہیں ہے اریگیشن کے آفیسر ہیں لیکن اگر وہ ہیں تو بہت اچھی بات۔ میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے رکوئیٹ کرتا ہوں کہ آپ میرے حلقے سے کارروائی شروع کریں اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ایک پوائنٹ۔

دوسرا صرف یہ ٹرم آف ریفرنس یہ نہ دیکھا جائے کہ کوئی بچو من ہے بہت ٹھوس بن گئے ہیں specification کے مطابق نہیں ہوا ہے۔ ان کے نوٹس میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ ان کے محکمے میں جو رجسٹرڈ acceptable کنٹریکٹر ہیں ان کو ٹینڈر فارم دیئے جا رہے ہیں اور جو not acceptable ہیں ان کو ٹینڈر فارم نہیں دیئے جا رہے ہیں ان کی انکوائری مانگتے ہیں اور یہ اشو ادھر ختم نہیں ہوگا ہر اجلاس میں ہوگا ہمیں رکوئیٹیشن کرنا پڑے تو ہم رکوئیٹیشن پر بھی اجلاس کرتے رہیں گے اور اپوزیشن کے ساتھ مل کر رکوئیٹیشن کریں گے۔

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): allegation تو ایک مناسب بات نہیں ہوگی خواہ مخواہ allegation لگانا۔ اگر کوئی ایسے بغیر ٹینڈر اخبار میں دیئے ہوئے ہو سکتا ہے ہمارے محکمے میں ہوئے ہوں میں آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں ہمارے آئریبل ممبر پہلے بھی مجید خان نے بولا زیارت وال نے بولا کہ بالکل کوئی غیر شرعی کام نہیں ہو ملک بھی شرع کی بنیاد پر قائم ہے جناب! میر جان محمد جمالی: جناب آپ نے سوال نہیں کرنے دیا لوگ ہیں سب کے مسئلے ہو رہے ہیں جو اتنی اخلاقی جرأت ان میں آگئی ہے وہ انکوئیری ٹیم کے سامنے بیان دینے کے لئے تیار ہو گئے ہیں ان افسروں کے ان حالات میں۔ انکے محکمے کے بارے میں ضلع وار اور اگر اس طرح حشر نشر ہوتا رہا۔ تو پھر ہم تعاون نہیں کریں گے حکومت ہو یا کوئی اور ہو۔

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): آپ نے اب تک کونسا تعاون کیا ہے آپ بے شک تعاون نہ کریں گے ہم آپ کو بھی اور اپوزیشن کو بھی انشاء اللہ جواب دیں گے اور اس حکومت کو چلائیں گے۔ جناب ڈپٹی اسپیکر: مولانا صاحب! سیکرٹری اسمبلی کو رخصت کی درخواست پڑھنے دیں سب تشریف رکھیں رخصت کی درخواست پڑھیں۔ سوال نہیں ہونگے دو گھنٹے رکھے گئے تھے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): ہم آپ سے مشترکہ درخواست کرتے ہیں تو سوالات کیلئے ایک گھنٹہ اور دے دیں تو کیا ہے کارروائی نمٹائی جائے تو بہتر ہے اگر دے سکتے ہیں ایوان کی اجازت سے تو دے دیں۔

رخصت کی درخواستیں

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی) محترمہ روبینہ عرفان نے ذاتی مصروفیت کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست دی ہے۔

سردار محمد اعظم اور محترم رکن محمد نسیم تریائی صاحب ایک درکشاپ میں شمولیت کے لئے اسلام آباد گئے ہیں آج کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

وزیر مالیات محمد عاصم کر دیگلو صاحب آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست دی ہے مولوی فیض اللہ صاحب اسلام آباد گئے ہیں آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست دی ہے۔ وزیر پارلیمانی امور محترم میر عبدالرحمن جمالی صاحب ذاتی کام کی وجہ سے کوئٹہ سے باہر ہیں وزیر موصوف نے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی تمام درخواستیں منظور کی جائیں؟
(رخصتیں منظور ہوں گیں)

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچکزئی صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

عبدالحمید خان اچکزئی: ہمارے پچھلے اجلاس میں چمن میں سات بندے مارے گئے تھے جن میں سے دو کو قتل کیا گیا اور تین کو آپ کے ایف سی والوں نے زخمی کیا تھا اس بارے میں آپ کے اسمبلی سیکرٹریٹ میں ہم نے ایک تحریک التوا جمع کروائی تھی اسمیں آپ کے اسپیکر صاحب نے کہا تھا کہ اگر یہ آدھ گھنٹہ پہلے ہوتے تو یہ ہم نمٹا دیتے۔ تو اس تحریک التوا کو بھی آج کی کارروائی کا حصہ بنایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی آپ کی تحریک اسپیکر صاحب نے چیمبر میں نمٹا دی۔ شاید آپ کو بتا دیا ہوگا۔

عبدالحمید خان اچکزئی: کسی نے کچھ نہیں بتایا۔ سات بندے مارے گئے یہاں پر ایک آدمی کو کوئی کچھ کہتا

ہے۔ وہ استحقاق پیش کر دیتا ہے لیکن وہاں پرسات بندے چمن میں مارے گئے۔ اسپیکر صاحب نے کہا تھا کہ اگر یہ ایک گھنٹہ پہلے ہوتا تو میں کر دیتا اور اب آپ کہہ رہے ہیں کہ نمٹادی ہے ڈاکوں نے قتل کیا۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: جی وہ نمٹادی اس سے آپ کو مطلع بھی کر دیا ہوگا۔
شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر ۸۳ پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر ۸۳

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۵۶ کے تحت درج ذیل تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے کہ پی ایس ڈی پی ۲۰۰۲ء-۲۰۰۳ء کے سیریل نمبر ۱۰۸۶ روڈ سیکٹر میں شامل ہے ۲۰۰۳ء-۲۰۰۴ء کو شین غروڈ کا منصوبہ نکال دیا گیا جس سے عوامی نمائندوں کے ساتھ شین غر کے عوام کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ پی ایس ڈی پی ۲۰۰۲ء-۲۰۰۳ء کے سیریل نمبر ۱۰۸۶ روڈ سیکٹر میں شامل ہے ۲۰۰۳ء-۲۰۰۴ء کو شین غروڈ کا منصوبہ نکال دیا گیا جس سے عوامی نمائندوں کے ساتھ شین غر کے عوام کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آپ اس کی admissibility پر بولیں گے؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب! جس علاقے کا میں نے ذکر کیا ہے یہ انگریز کے وقت سے مشہور ہے اور ژوب کا ایک مشہور علاقہ ہے اور سب سے مشہور تفریحی مقام بھی ہے جیسے زیارت اور سب کا چل رہا تھا اسی طرح ژوب شین غر کا چل رہا تھا تو مختلف اوقات میں شاید ہم بھی کچھ نہیں کر سکے اور دوسرے بھی کچھ نہیں کر سکے۔ لیکن پی ایس ڈی پی میں ۲۰۰۲ء-۲۰۰۳ء میں اس اسکیم کو ڈالا تھا ہر حکومت کے کچھ اچھے کام ہوتے ہیں کچھ برے۔ یہ ایک اچھا کام تھا کہ اس تاریخی مقام کے لئے انہوں نے پیسے رکھے اور اتفاق سے وہ پیسے۔ جیسا کہ آج کل ہمارا ہو رہا ہے کہ پی ایس ڈی پی کی spending پانچ پر سٹن ہے اور کچھ روڈوں پر ابھی تک کام نہیں ہوا ہے اور اگلے سال شاید اس کو ڈراپ کر دیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو غیر ضروری طور پر ڈراپ کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی منسٹر پی اینڈ ڈی!

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں یہ تحریک استحقاق خلاف ضابطہ قرار دیتا

ہوں کیونکہ اسکیم ڈالنا، اسکیم ڈراپ کرنا، اُن پر کام شروع کرنا یہ ایک محکمہ اپنے، حکومت بلوچستان اپنی منصوبہ بندی کے تحت، اُنکی اپنی شرط اور شرائط اور اُسکا criteria ہوتا ہے اُس پر کرتا ہے۔ تو یہ کوئی تحریک استحقاق اس پر بنتا نہیں۔ اور جناب اسپیکر! آپ لوگوں پر بھی حیران ہوں کہ ان پر کونسا استحقاق ہے کیا استحقاق ہے جبکہ انکا حلقہ بھی نہیں ہے۔ اور جناب! ضلع ژوب سے، تو ہم بھی بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں، ضلع ژوب میں تو اور بھی اسکیمات ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب اسپیکر! یہ نہ ڈراپ ہوتا ہے ڈراپ کے بارے میں جو یہ کہتے ہیں کہ ڈراپ ہوا ہے کدھر ہوا ہے۔ یعنی ڈراپ کے لئے وہ تو cancellation کے کوئی آرڈر دکھائیں۔ جب پی ایس ڈی پی میں ہے اور وہ ادھر موجود ہے۔ اب ختم کرنے کا وہ کوئی بتائیں کہ کدھر ختم ہوا ہے؟ یہ پی ایس ڈی پی میں نہیں ہے یہ خواہ مخواہ جعفر خان تو اسطرح شاید انہوں نے آج کل یہ کام شروع کیا ہے کہ کوئی اسکیم ڈھونڈ کے اور اُس پہ اپنا وہ نام ڈال دوں یا کوئی وہاں عوام کو دکھاؤں کہ ”میں نے آپ لوگوں کی ہمدردی کیلئے یہ کر دیا“۔ میں سمجھتا ہوں کہ جعفر خان کو میں ایک مشورہ دیتا ہوں کہ آپ نے دو دور جب گزارے تو عوام کے لئے منسٹر پی اینڈ ڈی بھی رہے اور منسٹر فنانس بھی رہے۔ جب آپ نے اُس وقت ژوب کے عوام کیلئے کچھ نہ کر سکا اب میرے خیال میں مشورہ دیتا ہوں کہ ان شور و غوغا سے اُنکے لئے کچھ نہیں کر سکتے ہیں اور نہ ان سے آپ ووٹ حاصل کر سکتے ہیں اور شاید آئندہ اس حلقے پہ آپ کی انشاء اللہ امید بھی نہیں ہوگی۔ میں یہ مشورہ دوں گا کہ یہ آرام سے بیٹھیں بس۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جعفر صاحب! منسٹر صاحب نے In a very talk

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں مولانا صاحب کی غیر منطقی باتوں سے نہ قطعاً متاثر ہوا ہوں اُسکا میں جواب دینا چاہتا ہوں۔ یہ روڈ پی ایس ڈی پی میں تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جعفر خان صاحب پلیز۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! آپ مجھے دو منٹ بولنے دیں آپ اسطرح نہیں نمٹائیں۔ یہ تو پھر ہم کہہ دیں گے کہ خدا کرے ہمارا ٹوپی والا اسپیکر واپس آ جائے ادھر۔ یہ جو ہے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جعفر صاحب! جب منسٹر categorically کہہ رہے ہیں کہ It is very

much there in the PSDP.

مولانا عبدالواسع (سنیئر وزیر): جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ It is very much there in the PSDP. شیخ جعفر خان مندوخیل: اُسکے ساتھ آگے جو بات بولی ہے، اگر اُس کو بولنے دیا ہے تو پھر مجھے بھی بولنے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جعفر خان صاحب بات اس تحریک کے حوالے سے ہے منسٹر صاحب نے۔۔۔۔۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: تو منسٹر صاحب بھی تحریک تک رکھتے۔ I was very satisfied with his jawab اگر وہ یہ کہتے کہ یہ اسکیم ہم نے ڈراپ نہیں کی ہے۔ تو ہم اُس پر بڑے satisfied ہوتے لیکن اگر منسٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ جعفر خان جو ہے حلقے کے عوام کی غیر ضروری اشتہار کے طور پر یہ وصول کرتے ہیں تو میں یہ کہتا ہوں مولانا صاحب قبلے کی طرف منہ کر لیں میں بھی قبلے کی طرف منہ کرتا ہوں دونوں اس بات کی بازی لگاتے ہیں کہ اسمبلی سے استعفیٰ دیں گے کہ جھوٹ آپ بول رہے ہیں یا میں بول رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جعفر خان صاحب مولانا صاحب پلیز۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: آپ ٹوب میں کھڑے ہوئے ہیں اُن اسکیموں کا آپ نے ٹوب میں بولنا ہے کہ جن اسکیموں کا میں نے خود ہی پی ایس ڈی پی میں رکھوایا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مولانا واسع صاحب۔ no cross talk۔ جعفر خان no cross talk منسٹر پی اینڈ ڈی کی یقین دہانی کے بعد، اُسکی اسٹیٹمنٹ statement کے بعد یہ تحریک استحقاق نمٹائی جاتی ہے۔ جعفر خان صاحب آپ کی ایک اور تحریک التوا آگے آرہی ہے آپ اُس پر بولیں گے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: مولانا صاحب نے ایک اعلان کیا ہے اُس کے متعلق قبلے کی طرف منہ کرے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جعفر خان پلیز آپ کی اگلی تحریک آرہی ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: اس نے یہ کہا ہے کہ جعفر خان کے حلقے میں جو کام ہوئے ہیں وہ جعفر خان نے

نہیں کیئے ہیں میں نے کیئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شیخ جعفر خان تحریک التوا نمبر ۸۳ پیش کریں۔

تحریک التوا نمبر ۸۳

شیخ جعفر خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ ۱۹۷۲ء کے قاعدہ نمبر ۷۰ کے تحت تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے کہ ژوب شہر بہ لحاظ آبادی کوئٹہ کے بعد صوبے کا دوسرا بڑا شہر ہے لیکن بد قسمتی سے ژوب شہر میں موجودہ ہائی اسکولز کی تعداد آبادی کے تناسب سے بہت کم اور طلباء کی تعداد زیادہ ہونے کے باعث اکثر بچے تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ ژوب شہر بہ لحاظ آبادی کوئٹہ کے بعد صوبے کا دوسرا بڑا شہر ہے لیکن بد قسمتی سے ژوب شہر میں موجودہ ہائی اسکولز کی تعداد آبادی کے تناسب سے بہت کم اور طلباء کی تعداد زیادہ ہونے کے باعث اکثر بچے تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔ کی admissibility پہ کچھ بولنا چاہیں گے؟

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب!۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ اسکو اسکی admissibility پہ بولنے دیں پلیز اسکے بعد میں پوائنٹ آف آرڈر لوں گا۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! آپ کے رویے کے خلاف ہم اس سیشن سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔ آج کی کارروائی سے مطلب آپ نے ہمارے سوالات کو بھی ڈیفیر کر دیا اور تحریک التوا جس میں سات بندے مارے گئے تھے اُس کو بھی آپ نے شامل نہیں کیا ہے۔ فلور پر وعدہ کیا ہے۔

(واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کی تحریک کو اسپیکر صاحب نے چیمبر میں نمٹا دیا تھا۔ آپ کو تحریری طور پر۔۔۔۔۔

آپ زیارتوال صاحب آپ لوگوں کو۔۔۔۔۔ جی۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: میرے سوالات بھی اسی طرح کھچلی دفعہ بھی یہی کہا گیا تھا کہ جی ۲۷ تاریخ کا

جناب ڈپٹی اسپیکر: انہوں نے کہہ دیا۔ اب آپ اپنی اس تحریک کی admissibility پہ کچھ بولیں۔
 شیخ جعفر خان مندوخیل: میں احتجاجاً اس ہاؤس کے رویے سے اور حکومت کے رویے کے خلاف اپنی کسی
 تحریک کو آگے pursue ہی نہیں کروں گا کیونکہ انکا یہ خیال ہے کہ یہ ممبر ہمارے بغل بچے بن گئے ہیں
 انکو کچھ نہیں بولنا چاہیے۔ میں احتجاجاً کچھ بھی نہیں کہوں گا اور خاموش بیٹھوں گا۔ Thank you sir.
 جناب ڈپٹی اسپیکر: منسٹر ہوم!

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! حاجی صاحب کو پورا حق حاصل ہے کہ وہ اسمبلی میں اپنی
 رائے کا اظہار کریں آخروہ بھی اپنے حلقے کو represent کر رہا ہے۔ ہم ان سے درخواست کریں گے
 وہ اس طرح بعض معاملات میں جذباتی نہ ہو آپ کیساتھ آپ کا پورا ڈسٹرکٹ باندھا ہوا ہے۔ آپ کو ان کا
 right منوانا ہے۔ اس کے لئے آپ کو کدھر بھی تکلیف یا problem ہو۔ آپ جو بات کہیں گے اسی
 کے مطابق ہوگا۔ آپ تو گورنمنٹ کا حصہ ہے اپوزیشن سے غلطیاں ہوتی ہیں گورنمنٹ سے بھی
 غلطیاں ہوتی ہیں ہمیں اپنی غلطی خود سنوارنی ہے۔ میرے خیال میں آپ اس طرح ناراضگی کا اظہار نہ
 کریں یہ اسمبلی آپ کی ہے۔ آپ کی جگہ کوئی لے نہیں سکتا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Minister population and welfare on point of order.
 محترمہ نسرتین کیتھران (وزیر بہبود آبادی): شیخ صاحب ایک سینئر سیاستدان ہیں اگر وہ اتنی چھوٹی چھوٹی
 باتوں پر ہتھیار ڈالنے والی بات اگر وہ اس طرح سوچیں گے تو دوسرے ان سے کیا سبق لیں گے۔
 جناب ڈپٹی اسپیکر: منسٹر ہوم میں آپ سے request کروں گا اگر آپ مہربانی کر کے اپوزیشن کے
 ساتھیوں کو منا کر ہاؤس میں لائیں۔ شیخ جعفر خان مندوخیل اپنی تحریک التوا نمبر ۹۰ پیش کریں۔

تحریک التوا نمبر ۹۰

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب اسپیکر! میری تحریک التوا جو تھی وہ پہلے گزر گئی میرا خیال تھا کہ میرے فاضل
 دوست شاید ناراض ہوتے ہیں کہ میں اسمبلی میں کیوں بولتا ہوں۔ یا مسلم لیگ بھی کوئی جماعت ہے۔ یا
 اس کے بھی کوئی لوگ ہیں۔ جن کا ایک حق بھی بنتا ہے۔ جن کا استحقاق بھی بنتا ہے۔ لیکن چونکہ منسٹر ہوم کی
 یقین دہانی پر اور میری بہن بیگم کھیتراں صاحبہ کے کہنے پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک پیش کروں۔ میں اسمبلی

کی قواعد و انضباط کا مجریہ ۱۹۷۲ء کے قاعدہ نمبر ۷۰ کے تحت تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے جیسا کہ اسپیکر صاحب نے اس فلور پر remarks دی تھیں کہ صوبہ بھر میں ترقیاتی منصوبوں کی رفتار اور کارکردگی ناکافی ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے۔ کہ جیسا کہ اسپیکر صاحب نے اس فلور پر remarks دی تھیں کہ صوبہ بھر میں ترقیاتی منصوبوں کی رفتار اور کارکردگی ناکافی ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔۔۔ جی شیخ صاحب اس کی admissibility پر کچھ بولیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! پچھلے سال PSDP دیکھ لیں آٹھ ارب سے ساڑھے پانچ ارب خرچ ہوئے اگر اس ساڑھے پانچ ارب کی تفصیل بھی دیکھ لیں اس میں صرف ڈیڑھ ارب روپے اس طرح padding کی گئی ہے۔ جیسا کہ منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ دو کروڑ روپے میں نے واپڈ اکو بھیجوا یا اسی طرح چیف منسٹر صاحب کسی اور کو بھیجوا یا اسی طرح special fund قبل از وقت ریلاز کر کے لے آئے ہیں کہنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ شاید اس میں ہماری گورنمنٹ کی کم involvement تھی کیونکہ آدھا سال ان کے ساتھ تھا تو وہ پیسے ہمارے ضائع ہو گئے۔ وہ کسی کام کے نہیں رہے۔ اس طرح تمام اسمبلی کی کارروائی ہم دیکھتے ہیں یا مختلف منسٹریوں میں جو ہم رہ جاتے ہیں۔ non development اخراجات یہ جو سرکار کے جو اتنے ڈیپارٹمنٹس ہیں ان کے اوپر اربوں روپے اخراجات ہوتے ہیں۔ یا ہماری یہ اسمبلی ہے یا کابینہ ہے ان کے اوپر اخراجات ہوتے ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ عوام کی سہولت کے لئے کوئی ڈویلپمنٹ کیا جائے اس کا معیار آپ اسی ناپ سکتے ہیں۔ اور اس صوبے میں کتنے ڈویلپمنٹ ہوئے ہیں۔ وہ پرنسٹیج بد قسمتی سے نان ڈویلپمنٹ کی پرنسٹیج سے کئی گنا زیادہ چلی گئی ہے۔

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی اسپیکر: Minister for communication on point of order.

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): یہ کوئی نئی بات نہیں اگر کمیشن کی بات ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: منسٹر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب کو اپنے موقف بیان کرنے دیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب! آپ مجھے بولنے دیں تو کوئی ایسی بات نہیں کرونگا جس سے کسی کی دل شکنی ہو۔ اگر وہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتا تو کوئی بات تھی۔ ہم حکومت کے اندر ایک ٹیم بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کے باوجود ہم ان کے جواب دیں گے اور ان کی بات سنیں گے لیکن کبھی کبھار ہم ناراض ہو جاتے ہیں تو اسی بنیاد پر ایسا مسئلہ اٹھتا ہے۔ وہاں یہ مسئلہ طے کر سکتے تھے اور حل بھی کر سکتے تھے اس کو فلور پر لانا میرے خیال میں بد نیتی پر مبنی ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر! اس حکومت کو معرض وجود میں آئے ہوئے پندرہ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس نے پارلیمانی گروپ کے کتنے اجلاس طلب کئے ہیں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): ابھی آپ سے ایک درخواست ہے اسمبلی کے وقار، معیار اور روایت کے حوالے سے جس طرح ہماری اپوزیشن کے دوست واک آؤٹ کر کے نکلے تو شاید ان کی خفا ہونے اور ناراضگی کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ایک تحریک التوا written میں یہاں submit کرائی تھی لیکن وہ میرے خیال میں لاسٹ سیشن میں جو ابھی پچھلا گزرا ہے اس میں اسپیکر صاحب جو پہلے بیٹھے تھے جمال شاہ صاحب ان کی یقین دہانی پر یہ تھا کہ یہ ۲۷ تاریخ کے سیشن میں اس کو لایا جائیگا لیکن چونکہ آج پیش نہ ہو سکی اس بناء پر یہ ناراض ہوئے تھے تو آپ کی طرف سے یہ ہے کہ سٹاف کو اس بارے میں نوٹس کریں کہ اس طرح کی جو چیزیں آتی ہیں ان کا نوٹس لیں اس کو صحیح طریقے سے اسمبلی میں لایا جائے تاکہ اسمبلی کا معیار اسی طرح چلتا رہے بقایا جو ان کی تحریک التوا تھی آپ سے ایک درخواست ہے ان کو مطمئن کرنے کے لئے ان کی تسلی کے لئے کہ جو تحریک التوا تھی وہ چمن میں ایف سی کی طرف سے کوئی فائرنگ کے حوالے سے تھی تو آپ کی طرف سے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے میں ان سے ایک درخواست کرونگا کہ جو واقعہ وہاں پر پیش آیا اس کا واقعی دکھ ہمیں بھی ہے جو Law enforcement agency جتنی انجینئرز ہیں ان کا تو کام یہ ہوتا ہے کہ امن و امان کو برقرار رکھنا اور ایف سی بھی غالباً اسی کا ایک حصہ ہے اس کا بھی کام یہی ہے کہ امن و امان کو برقرار رکھے لیکن چونکہ ایسے واقعات کبھی کبھی پیش آجاتے ہیں تو ان کے لئے ہمیں تحقیقات کرنی پڑتی ہیں پھر جا کر ایک رزلٹ پر پہنچنا پڑتا ہے کہ collective کوئی مسئلہ یا individual کا ایک مسئلہ تو اس کو دیکھنا پڑتا ہے تو آپ کی طرف سے

درخواست ہے میں ساتھیوں کو کہہ دیتا ہوں چمن ڈسٹرکٹ جتنے بھی ہمارے representative ہیں بیٹھے ہوئے ہیں حافظ صاحب ہیں عبدالمجید صاحب ہیں نسیم تریائی صاحب ہیں ہم بیٹھ کر اس واقعے کو دیکھیں گے پھر آئی جی صاحب سے اس مسئلے پر بات کریں گے کہ یہ ایسے واقعات کیوں رونما ہو رہے ہیں گزشتہ کافی دنوں سے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مسٹر اچکزئی آن پوائنٹ آف آرڈر۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! یہ ہمارا مسئلہ جو ہے وہ ایک تو ڈاکوؤں نے دو بندوں کو قتل کیا ایک ایف سی والوں نے فائرنگ کر کے تیرا سال کے بچے کو زخمی کیا اس کے علاوہ بھی ہمارا پورا ضلع مفلوج ہے ہمارے پورے ضلع میں ایک کرفیو جیسا سماء بنا ہوا ہے طالبان اور القاعدہ کے نام پر بار بار جو تماشے ہو رہے ہیں اس کے بارے میں ہم نے ہوم منسٹر کو کہا تھا کہ ہمارے لئے اپنے ضلع میں بہت سے مسائل ہیں مطلب طالبان اور القاعدہ کے لئے جو ایف سی کی چیزیں لگے ہوئے ہیں وہ کھانے پینے کی کوئی بھی چیز نہیں چھوڑ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچکزئی صاحب! ابھی زیر و ہاؤر بھی آرہا ہے اس میں یہ چیزیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: میں تھوڑی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر! ہمارے پورے حلقے میں کوئی بندہ اپنے گاؤں کے لئے کھانے پینے کے لئے کوئی چیز نہیں لے جاسکتا ہے مطلب اب بکری کے لئے آپ کو راداری بنانی پڑتی ہے چینی کے لئے ملک میں تین لاکھ ٹن چینی سرپلس ہے مگر چمن آپ نہیں لے جاسکتے ہیں تو بہ اچکزئی آپ نہیں لے جاسکتے ہیں تو اس بارے میں ہماری ریکویسٹ ہے کہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں ڈی سی او آن پاور ہے اس کے اختیارات بھی لے لیے گئے ڈی سی او کو کوئی اختیار نہیں ہے اچھا اگر ہم نے کسی جگہ دو بوری آٹا بھی پہنچانا ہوتا ہے تو ہمیں ایک دفعہ ڈی سی او کو اپیلیکیشن دینی پڑتی ہے ڈی سی او کے بعد کرنل کو پھر کرنل جو ہے ہیڈ کوارٹر سے اجازت لے کر کے آٹا ہمیں دیتا ہے ہم کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں لے جاسکتے ہیں اپنے ڈسٹرکٹ میں بیس لیٹر کا ڈیزل کا ایک ڈبہ بھی ہمیں ایف سی سے اجازت لینا پڑتی ہے نہ ہم ڈیزل لے جاسکتے ہیں، جناب اسپیکر! میں ایک منٹ سے زیادہ نہیں بولونگا،

آپ اندازہ لگائیں کہ پورے ملک میں جتنے بھی کھاد کی کھپت ہے اس میں پانچ فیصد ہمارے پورے صوبے کا حصہ ہے ہمارے چمن میں دو ہزار ٹن کھاد کا کوٹہ ہے دو ہزار ٹن پورے ڈسٹرکٹ کے لئے مطلب فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ایک ایک مہینے میں پچاس پچاس ہزار ٹن کے پرمٹ الیشو ہور ہے ہیں پرائم منسٹر ہاؤس سے پرمٹ الیشو ہور ہے ہیں بیس بیس ہزار بیل کے پرمٹ الیشو ہور ہے ہیں ہمارے ڈسٹرکٹ کے لئے بیل کا کوٹہ چھ سو رکھا گیا ہے چھ سو سے زیادہ نہیں کر رہے ہیں اچھا اگر آپ نے کسی شادی میں دو دن بے لے جانے ہوتے ہیں تو آپ نے ایف سی کے ہیڈ کوارٹر میں جا کر کے اس سے ایک درخواست کرنی پڑتی ہے نہ آٹا نہ چینی نہ کھاد نہ فلاں نہ فلاں مطلب آپ خود جا کر کے وزٹ کر لیں ہوم منسٹر خود ہمارے ساتھ چلے جائیں ایسا لگ رہا ہے ہمارے ڈسٹرکٹ میں کہ جیسا ہم پاکستان میں نہیں کہیں اور رہے ہیں تو اس میں ہماری ہوم منسٹر سے یہ ریکویسٹ ہے کہ ہمارا یہ جو مسئلہ ہے وہ صوبائی گورنمنٹ کے ساتھ اور ایف سی کے ساتھ ٹیکل کر لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ! سرکاری کارروائی برائے قانون سازی وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی بلوچستان پبلک سروس کمیشن کا ترمیمی مسودہ قانون مصدر ۲۰۰۴ء کی بابت تحریک پیش کریں گے۔
میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): آپ کی اجازت سے سر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پبلک سروس کمیشن کا ترمیمی مسودہ قانون مصدر ۲۰۰۴ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔
امان اللہ تیزئی (وزیر ایکسٹرنل اینڈ ٹیکسیشن): اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے اس میں کچھ ترمیم کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

امان اللہ تیزئی (وزیر ایکسٹرنل اینڈ ٹیکسیشن): سر! اس میں یہ الف ذیلی دفعہ تین میں ایک ترمیم کرنا چاہتا ہوں جس میں ممبران کی جو تقرری ہے اس میں وزیر اعلیٰ کا جو مشورہ ہے وہ اس میں شامل کیا جائے۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: Governor in advice of chief minister، صوبائی وزیر ایکسٹرنل اینڈ ٹیکسیشن امان اللہ نے اس میں ترمیم پیش کی ہے کہ In the advice of cheif minister ان کا لفظ اس میں ایڈ کیا جائے، تحریک یہ ہے کہ بلوچستان پبلک سروس کمیشن کے ترمیمی

بن جاتے ہیں تو مہربانی کر کے پانچ سال کی بجائے تین سال کی امینڈمنٹ کی ایک اور بھی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر آپ یہ اپنی امینڈمنٹ تحریری شکل میں دیں۔

All just ended powers sir. میر جان محمد جمالی:

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سینئر منسٹر!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): میرے خیال حکومت کے ساتھ ان کی طرف سے بھی اور اپوزیشن کی طرف سے بھی کچھ تجاویز آئی ہیں اور مثبت تجاویز ہیں میں سمجھتا ہوں کہ دونوں طرف سے جب تجاویز اور ترمیم آئی ہیں اور عمر کے بارے میں جو جان جمالی صاحب نے ذکر فرمایا بھی مثبت بات ہے اور ایک غور طلب بات ہے اور اسی طرح جو چیف منسٹر صاحب کی مشاورت اس میں لازمی ہے جیسے رحمت علی صاحب اور زیارت وال صاحب اور یہاں امان اللہ صاحب نے ذکر کر دیا میرے خیال اس بل کے بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ دونوں طرف سے جب کوئی تجاویز آئی ہیں تو یہ کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ اس میں اگر اور بھی بہتری ہو میں یہ تجویز دیتا ہوں۔

رحمت علی بلوچ: کمیٹی کے حوالے کیا جائے اس حوالے سے میں جناب اسپیکر! اسمبلی کے قواعد کے قاعدہ نمبر ۹۷ کے تحت ذیل تحریک کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے کہ جناب اسپیکر! قاعدہ نمبر ۹۷ کے تحت اپنے اختیارات کے تحت یہ بل کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا تحریک منظور کی جائے امینڈمنٹ کے ساتھ؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: پہلے ہاؤس میں ہوگا اس کے بعد کمیٹی میں جائے گی جب تک تحریک ہاؤس منظور نہیں کرے گا تو کمیٹی میں کیسے جائے گی وہاں اس پر غور و غوض کے بعد دوبارہ آئے گی۔ طریقہ کار رحمت صاحب میں بتاتا ہوں۔ آیا تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: قاعدہ نمبر ۲-۹۷ کے تحت یہ ترمیمی بل ایک کمیٹی جو ذیل آرا کین پر مشتمل ہوگی کے سپرد

کرتا ہوں کہ یہ ترامیم کا جائزہ لے کر ایک ہفتے کے اندر اپنی رپورٹ پیش کریں۔ اراکین کمیٹی وزیر متعلقہ، رکن محرک، ایڈووکیٹ جنرل ہونگے جب کہ ڈپٹی اسپیکر، میر محمد اصغر رند صوبائی وزیر، محترمہ فرح عظیم شاہ اور محترمہ شمینہ سعید صاحبہ میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر ۱۵ پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر ۱۵

محترمہ شمینہ سعید: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ کاروکاری، غیرت کے نام پر قتل اور گھریلو خواتین پر ہر قسم کے تشدد نیز مظالم میں مضمحل ہر قسم کے مقدمات میں تحفظ کی فراہمی کے لئے قانون سازی کی جائے نیز صوبہ کے ہر بڑے شہر میں خواتین کے تحفظ کو یقینی بنانے کے پیش نظر خواتین پولیس اسٹیشن، کراس سنٹر، شیلٹر ہومز اور لیگل ایڈسنٹر قائم کئے جائیں تاکہ خواتین پر تشدد سمیت ہر قسم کے جرائم میں ملوث ملزمان کے خلاف کارروائی یقینی بنانے کے ساتھ تمام قبضہ افعال کے اقدامات کی حوصلہ شکنی ممکن ہو سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ کاروکاری، غیرت کے نام پر قتل اور گھریلو خواتین پر ہر قسم کے تشدد نیز مظالم میں مضمحل ہر قسم کے مقدمات میں تحفظ کی فراہمی کے لئے قانون سازی کی جائے نیز صوبہ کے ہر بڑے شہر میں خواتین کے تحفظ کو یقینی بنانے کے پیش نظر خواتین پولیس اسٹیشن، کراس سنٹر، شیلٹر ہومز اور لیگل ایڈسنٹر قائم کئے جائیں تاکہ خواتین پر تشدد سمیت ہر قسم کے جرائم میں ملوث ملزمان کے خلاف کارروائی یقینی بنانے کے ساتھ تمام قبضہ افعال کے اقدامات کی حوصلہ شکنی ممکن ہو سکے۔ محکمین میں سے کوئی ایک اس کی admissibility پر بولیں گے؟

محترمہ فرح عظیم شاہ: شکریہ جناب اسپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آج ایوان میں خواتین پر ہر قسم کے تشدد کے خلاف قرارداد پیش کرتے ہوئے میں یہ امید کرتی ہوں کہ تمام منفی اقدامات کے خلاف موثر اقدامات کئے جائیں گے کیونکہ یہ ایوان ہر تشدد خواہ وہ کسی بھی صورت میں کیوں نہ ہوں اس کی پر زور مذمت کرتا ہے جناب اسپیکر! اس وقت خواتین پر مختلف صورتوں میں تشدد جاری ہے کاروکاری سیاہ کاری گھریلو تشدد غیرت کے نام پر قتل عورت کی خرید و فروخت عورت پر جسمانی تشدد نفسیاتی تشدد گھروں میں چولہا بھٹنے کے

واقعات عورت کو ناجائز تحویل میں رکھنا یا پھر کسی راضی نامے کا زبردستی حصہ بنا کر زبردستی شادی کر دینا جناب اسپیکر! زمانہ قدیم سے اب تک عورت پر تشدد جاری ہے افسوس تو اس بات کا ہے کہ اب تک خواتین کے قانونی حقوق پر کوئی پیش رفت دیکھنے میں سامنے نہیں آئی اس حقیقت کے باوجود۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: فرح صاحبہ اگر آپ اپنی سیٹ پر تشریف لے جائیں تو۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: ضروری ہے جناب اسپیکر! آپ نے جناب اسپیکر! بیچ میں روک دیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی یہ ضروری ہوتی ہے۔ لیکن I have to follow the rules, when

it is pointed out.

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر یہ تقریر شروع کرنے سے پہلے بھی آپ مجھے کہہ سکتے تھے۔ جناب اسپیکر صاحب! زمانہ قدیم سے اب تک عورت پر تشدد جاری ہے لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ خواتین کے قانونی حقوق پر کوئی نئی پیش رفت دیکھنے میں سامنے نہیں آئی اس حقیقت کے باوجود کہ اس عرصے کے دوران یہ مسائل عوامی سطح پر ابھر کر سامنے آئے جناب اسپیکر! خواتین کے مسائل اور تشدد کے خاتمے سے متعلق یقین دہانیاں تو بہت کروائی گئیں لیکن عملی طور پر کچھ نظر نہیں آیا میں یہاں اس بات کی وضاحت کرتی چلوں کہ ہماری تمام سیاسی جماعتوں نے اپنے منشور میں واضح طور پر یہ وعدہ کیا ہے کہ خواتین پر تشدد کے خلاف قانون سازی کی جائے گی یہ بات ریکارڈ پر ہے اور ہر ٹیبل پر موجود ہے جناب اسپیکر! اسپیشلی یہ کاپی آپ کی ٹیبل پر بھی رکھوائی گئی ہے عورت پر غیرت کے نام پر قتل جیسے واقعات ملک بھر کی طرح بلوچستان میں بھی وقوع پذیر ہوئے اور ان واقعات میں تیزی سے اضافہ جاری رہا جناب اسپیکر! اخبار کے ایک اعداد و شمار کے مطابق بلوچستان میں یکم جنوری ۲۰۰۳ء سے لے کر ۲۱ دسمبر تک ۲۷۹ قتل کئے گئے اور جن میں سیاہ کاری کی بنیاد پر گیارہ مرد اور ۳۲ خواتین کو قتل کیا گیا یہ بات بھی ریکارڈ ہے یہ واقعات اور ریکارڈ ہر ٹیبل پر موجود ہے جناب اسپیکر! پچھلے سال میں نے دارالامان کا دورہ کیا جہاں پر خواتین کی دل سوز داستانیں سننے میں آئیں وہاں پر ایک خاتون کے مطابق وہ بلوچستان کے کسی ایریا سے کسی سردار کے تحویل سے گیارہ لڑکیوں سمیت بھاگی وہ تو جیسے ایسے کر کے دارالامان پہنچ گئی لیکن ان گیارہ لڑکیوں کا کیا ہوا خدا بہتر جانتا ہے اسی طرح میں نے پچھلے سال خواتین جیل کا بھی دورہ کیا

وہاں پر بھی ان کی داستا نہیں اس سے کم نہیں ان کو جیل کا راستہ دکھانے والے بھی ان کے اپنے بھائی اور باپ اور اپنے رشتہ دار ہیں اور جناب! وہاں یہ بات واضح ہوئی کہ جو خواتین تشدد سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی تھیں اس جرم کی پاداش میں وہ جیل پہنچا دی گئیں۔ اور یہاں یہ کہنا بے جا ہوگا کہ جو مرد حضرات خواتین کا استحصال چاہتے ہیں اور جوان کے حقوق سے منکر ہیں انہی کے ہاتھوں سے جو خواتین قتل ہونے سے بچ جاتی ہیں وہ تشدد کا شکار ہو کر وہ جیل میں پہنچا دی جاتی ہیں۔ یا پھر دارالامان کی راہ لیتی ہیں ستم بالائے ستم خواتین وہاں بھی محفوظ نہیں۔ قانونی اور اخلاقی دونوں حوالوں سے یہ کسی شخص کو حق حاصل نہیں کہ وہ قانون کو ہاتھ میں لیتے ہوئے غیرت کے نام پر یا کسی بھی نام پر عورت کی جان لے۔ انصاف کے تقاضوں اور انصاف پر تشکیل معاشرے کے لئے یہ بے حد ضروری ہے کہ منفی امتیازات کا خاتمہ کیا جائے۔ جناب اسپیکر! کچھ تجاویز ہیں میں پڑھ کر پیش کرنا چاہوں گی اگر آپ کی اجازت ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: خواتین کے خلاف ہر قسم کے تشدد کو معاشرے اور انسانیت کے خلاف تصور کیا جائے۔

خواتین کے قتل کے مجرموں کو کسی قسم کا تحفظ نہ فراہم کرتے ہوئے خواتین کو تحفظ کے دوران ان کی سخت ترین سزاؤں اور قانون کے مطابق ان کا تصفیہ کرایا جائے۔ اور ایف آئی آر درج کر کے تحقیقات کر کے اصل حقائق کو سامنے لایا جائے۔

خواتین کے لئے صوبے کے صدر مقام پر پولیس سٹیشن سپیشل کورٹ اور ایسے مراکز کھولے جائیں جہاں پر خواتین کی شکایات بالخصوص وہ مقدمات جن میں خواتین پر تشدد ہو وہ درج کئے جائیں۔ اور یہ مراکز ایسے ہاتھوں میں دیئے جائیں جو ایمانداری اور نیک نیتی سے اپنے فرض کو انجام دیں صوبائی دارالحکومتوں میں کرائیس سنٹر شیلٹر ہوم لیگل ایڈ اور صحت کی سہولیات جہاں نفسیاتی ماہرین کی خدمات حاصل ہوں بنائے جائیں۔

خواتین کے خلاف تشدد کی روک تھام کے لئے کالجوں اور یونیورسٹیوں کی سطح پر تعلیمی نصاب میں ایک باب مختص کیا جائے جو خواتین کے تقدس اور احترام کا درس دے تاکہ لوگوں کے رویوں میں

تبدیلی لائی جاسکے چونکہ نا انصافی ہی ظالمانہ ماحول کو جنم دیتی ہے لہذا انصاف کو بھی قانون سازی کا حصہ بنا یا جائے۔

جناب اسپیکر! اگر ہم صاحب اقتدار لوگ اس مسئلے کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں تو یہ صرف سیاسی موقع پرستی ہوگی۔ چونکہ ایک عورت جس کا گھر اس کی پناہ گاہ ہوتا ہے اس کا سائبان ہوتا ہے جہاں پر اس کو تحفظ کی قبائیں عطا ہوتی ہیں اس کا باپ اس کا بھائی اس کا شوہر اس کے لئے نگہبان ہوتے ہیں۔ اگر وہی صاحبان اس کے سر سے ردا کھینچ لیں اس کی عظمت کو تار تار کر دیں اسے تحفظ فراہم کرنے کی بجائے اس کے تقدس کو پامال کر دیں تو پھر یہ عورت کہاں جائے کس کے سامنے ہاتھ پھیلائے کس سے فریاد کرے۔ جناب اسپیکر! میں یہ پوچھتی ہوں کہ کونسی کتاب عورت کے قتل کرنے کا حکم دیتی ہے کونسی حدیث اس بات کی اجازت دیتی ہے کونسے پیغمبر یہ حدیث دے گئے یہ تعلیم دے گئے کہ اگر عورت گناہ گار ہے تو اس کا قتل کر دیا جائے۔ کن عظیم ہستیوں کی طرف سے یہ احکام جاری ہوئے ہیں کہ مرد حضرات عورت کی زندگی اور موت کے ٹھیکہ دار بنیں۔ جناب اسپیکر! میں خواتین پر تشدد کی پر زور مذمت کرتے ہوئے اس ایوان سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی آمنہ خانم صاحبہ!

محترمہ آمنہ خانم: شکریہ جناب اسپیکر! آج کی یہ قرارداد جو خواتین پر تشدد کے حوالے سے پیش کی گئی ہے نہایت اہمیت کی حامل قرارداد ہے جناب اسپیکر! آج کے بااثر لوگوں نے یہ قانون بنایا ہوا ہے کہ عورت کو عزت کے نام پر اور بد نیتی کے نام پر قتل کر دیا جاتا ہے جس کی اسلام اور ملک کے قانون میں کوئی گنجائش نہیں ہے جناب! کاروکاری کا مجرم بھی سزائے موت کا مستحق ہے تو جناب اسپیکر! یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے قوانین پر عمل درآمد کرے جو خواتین کو ظلم و تشدد سے بچانے کے لئے بنائیں جائیں اور ان کے لئے ایسے اسپیشل کورٹ بنائے جائیں تاکہ ملزمان کو عبرت ناک سزائیں ملیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتے تھے وہ اپنے برتن خود دھویا کرتے تھے لیکن وہ اس میں کوئی عار نہیں محسوس کیا کرتے تھے جناب! اگر ایک عورت آج اپنے سسرال والوں کی خدمت کرتی ہے تو یہ اس کی ذمہ داری نہیں ہے یہ تو اس کا احسان ہے تو اس احسان کا بدلہ تشدد کی

صورت میں کیوں دیا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! میری حکومت وقت سے گزارش ہے کہ وہ ایسے قوانین بنائے جو کہ خواتین کو ظلم و تشدد سے بچائیں اور ان قوانین پر سختی سے عمل درآمد کروایا جائے شکر یہ! جناب ڈپٹی اسپیکر: منسٹر سوشل ویلفیئر۔

محترمہ پروین مگسی (وزیر سماجی بہبود): جناب اسپیکر! یہ قرارداد بلوچستان کے حوالے سے خواتین کے لئے اہم ہے جہاں تک میں صوبے میں صوبائی وزیر سوشل ویلفیئر ہونے کے ناطے سے صوبے میں پہلے مرحلے میں ضلعی سطح پر شیڈول ہوم بنانا ضروری سمجھتی ہوں۔ اور ضرور بنائے جائیں گے۔ جناب اسپیکر! کاروکاری اور سیاہ کاری کو ختم کیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کو صرف تعلیم سے ختم کیا جائے گا۔ اور ہم اس پر بہت فوکس کریں تاکہ یہ جو معاملہ ہے ختم ہو جائے۔

حافظ حسین احمد شروڈی (وزیر بلدیات): بسم اللہ الرحمن الرحیم محترم اسپیکر معزز اراکین نے یہ قرارداد جو پیش کی ہے اور جو موضوع سامنے رکھا گیا ہے انتہائی نازک انتہائی حساس اور ایک علمی موضوع ہے اس کو انتہائی سنجیدگی سے لیا جائے۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): جناب! میں آپ کے توسط سے منسٹر لوکل گورنمنٹ سے گزارش کرتا ہوں کہ ابھی نماز کا ٹائم ہے یہ اہمیت کا حامل مسئلہ ہے ہر ایک ساتھی کی چاہت یہ ہے کہ اس پر تفصیل سے بولے تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ نماز کے بعد اس پر تفصیل سے بحث ہو اور مولانا شروڈی سے درخواست ہے اس اہم مسئلے کے لئے کچھ زیادہ وقت لے۔

حافظ حسین احمد شروڈی (وزیر بلدیات): بعد میں جناب! مجھے پورا موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: The house is adjourned to meet again at 3:00pm. اجلاس کی کارروائی برائے نماز تین بجے تک کے لئے ملتوی ہوگئی۔

(دو بجے برائے نماز ظہر اجلاس کی کارروائی ملتوی ہوگئی دوبارہ اجلاس کی کارروائی تین بجکر پینتالیس منٹ پر وزیر صدارت جناب اسپیکر شروع ہوگئی)

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جی شروڈی صاحب!

حافظ حسین احمد شروڈی (وزیر بلدیات): (تلاوت) جناب اسپیکر صاحب! یہاں کاروکاری کے حوالے

سے اس سے خواتین متاثر ہو رہی ہیں کہ ایک قرارداد لائی گئی ہے اور قرارداد آنی بھی چاہیے ہم مسلمان ہیں اور ہمیں ایک دستور حیات اللہ رب العالمین نے دیا ہے ہمارے تمام مسائل کا حل اس میں موجود ہے یقیناً بلوچستان میں اس غلط رسم کے زد میں بہت سارے لوگ آئے ہیں اور جیسے اخبارات کے تراشے پیش کیے گئے ہیں ہماری جان ہمارا مال ہماری عزت سب کو اسلام نے تحفظ دیا ہوا ہے اور ہمیں اپنے ان معاملات کے لیے بھیک مانگنے کی ضرورت نہیں ہے جہاں تک میرا مطالعہ ہے جس انداز سے اسکو لیا جا رہا ہے یہ پھر وہی مغرب زدہ ذہنیت ہے اور وہاں سے ہماری رہبری ہو رہی ہے ہمیں ڈکٹیشن مل رہا ہے ہم اسکے محتاج نہیں ہیں یہاں اس مسئلے کے طور پر ایک طرف انسانی جان کے احترام کا مسئلہ ہے کہ جانیں ضائع ہو رہی ہیں اور غلط رسم کے جانیں بھینٹ چڑھ رہی ہیں خون بہ رہا ہے غیر قانونی طور پر جناب اسپیکر! دوسری طرف اسلام نے ہمیں عصمت اور غیرت کے لیے بھی ہدایات کیے ہیں جناب! بنی کریم ﷺ کی ایک حدیث میں نے پڑھی ہے کہ ایک صحابیؓ کے اس کہنے پر کہ یا رسول اللہ ﷺ کہ ایک گندہ کام دیکھتے ہوئے ہم جائیں گے پھر چار گواہ پیش کریں گے آقا ﷺ نے فرمایا نہیں بات سنیں یہ برمانے والا موقع نہیں ہے اس پر آپ کا اعتراض یا اسکی عصمت کو نہ سمجھنا جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (عربی) غالباً حضرت خالد بن ولید ہے اگر میں نام میں غلطی کر رہا ہوں تو علماء میری اصلاح کریں فرمایا کہ میں تم سے زیادہ غیرت مند ہوں یعنی عرب کے غیور لوگوں سے تو اسلام نے ہماری جانوں کو بھی تحفظ دیا ہے اور عصمت کا ایک نظام بھی دیا ہے آج لوگ اس وقت ایک گندے رسم کی وجہ سے قتل ہو رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں لوگوں کو ان مسائل کے حوالے سے تحفظ فراہم نہیں کیا گیا ہے اور قانون پر عمل نہیں ہو رہا ہے موجودہ قوانین کیا ہے پھر ماہر قانون اس کو بیان کریں کوئی وکیل یا جج بیان کریں لیکن میں اسلامی حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ ہمیں دونوں پہلوؤں کو دیکھنا ہوگا کہ ہماری اسلامی تعلیمات بھی غیرت پر مبنی ہیں اور ہماری قبائلی روایات بھی غیرت پر مبنی ہیں ان دونوں میں تضاد نہیں ہے لیکن جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے اسلام یہ کہتا ہے کہ ایسے مواقع پر کسی فرد کو حق نہیں ہے کہ وہ اقدام کریں اور کسی کو قتل کریں بلکہ یہ عدلیہ کی ذمہ داری ہے کہ ایک طرف لوگوں کی جانوں کو تحفظ دیں دوسری طرف لوگوں کی عزت کو تحفظ دے دیں اور عزت کے جو قوانین واضح شدہ ہیں ان پر عمل درآمد کرائیں ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرتا ہوں

جناب اسپیکر! میں قرارداد کا حامی ہوں اس کو منظور کیا جائے اور اس پر عمل ہونا چاہیے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کرتا ہوں یہاں پر ایک عجیب ذہنیت ہے ہم اپنے اجتماعی مسائل کے لیے بھی ہمیشہ مغرب کی طرف دیکھتے ہیں غیر مسلم اقوام کی طرف دیکھتے ہیں ان معاملات میں ہم حمایت کریں گے قرارداد کی کہ جان و مال اور عزت کو تحفظ ملنا چاہیے لیکن دوسری طرف کتنا افسوس ناک ماحول ہے اور کتنی افسوس ناک بات ہے کہ ہم اس نظریاتی ملک پاکستان کے اندر ہم نے وہ انتظامات نہیں کیے ہیں کہ کسی کی عزت محفوظ ہو کسی کی جان اور مال محفوظ ہو آپ کا الیکٹرانک میڈیا اور آپ کا پریس میڈیا آزادی صحافت کے نام پر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام کی بغاوت کر رہے ہیں اس ایوان سے میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ ذمہ دار لوگ ہیں منتخب لوگ ہیں آپ تو انہیں بنا سکتے ہیں اس لحاظ سے بھی ہمیں ایسی ثقافت اور تہذیب سے فعاشی اور عریانیت سے جان چھڑانے کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں قانون سازی کرنی چاہیے اس پر عمل ہونا چاہیے جو کچھ ہم چاروں طرف سن اور دیکھ رہے ہیں ہم تو مصروف بھی ہیں اور ہمارا ماحول الحمد للہ پاکیزہ ماحول مسجد مدرسے عبادت کا ماحول روحانی ماحول لیکن جو کچھ شہر میں ہوتا ہے اور اسکی رپورٹیں ہمارے پاس آتی ہیں کیا وہ ہماری تہذیب ہے کیا وہ ہماری ثقافت ہے کیا وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے بغاوت نہیں ہے میں آپ سب سے گزارش کروں گا تمام معزز ممبران سے کہ آئیے مل کر اس سلسلے میں اقدامات کرتے ہیں کہ اگر کاروباری غلطی ہے تو پھر حرام کاری کے لیے جو ذرائع پیدا کیے جا رہے ہیں لوگوں کے جذبات کو مشتعل کرایا جا رہا ہے اور آزادی کے نام پر اسکی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے یہ صریحی حرام کام ہے جسکو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے اس کے لیے بھی ہم اقدامات کریں گے تو پھر عزت کے نام پر یا حرام کاری کے الزام کے نام پر بہتان کے نام پر جو غلط اقدامات کیے جا رہے ہیں ان کا بھی تدارک ہوگا اور حرام کاری کے جو مواقع میسر ہوتے ہیں اس کے تدارک کے لیے بھی ہمیں اقدامات کرنے چاہئیں میں مجموعی طور پر قرارداد کی مخالفت نہیں کرتا یقیناً خواتین کو جو حق اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے دیا ہے یہ حقوق ان کو مل جانے چاہئیں اس نے خاتون کو علم کا حق دیا ہے اسلام نے خاتون کو تجارت کا حق دیا ہے اسلام نے خاتون کو وراثت کا حق دیا ہے ایک پوری تفصیل ہے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں جو حق خواتین کو ملا ہے نہ ماضی میں کسی نے دیا تھا نہ قیامت تک کوئی

دے سکتا ہے میری ایک درخواست ہے کہ اسلام نے جو کچھ خواتین کو دیا ہے اگر وہ سو فیصد ان کو دیئے جائے تو یہ مطمئن ہو جائیں گی اور جتنا احسان سرور تو نبین ﷺ نے اس طبقے پر فرمایا ہے شاید دنیا میں یہ احسان نہ کسی نے کیا ہے نہ کر سکے گا بہت مہربانی جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی حافظ صاحب! علمی اور اسلامی جو بھی ہے آپ اس پر روشنی ڈالیں۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب اسپیکر! یہ جو قرارداد لائی گئی ہے یقیناً یہ قرارداد اسکے مستحق ہے کہ اس پر جتنے بھی ہم اور ہمارے ساتھی بات کریں وہ کم ہے کیونکہ جو ایسی چیزوں کو انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے اکٹھا کر کے لایا ہے جو ہر ایک نقطے پر اگر ہم بولنا چاہے تو دو تین گھنٹے بھی بولنا اس پر کم ہوگا ایک نقطہ یہ ہے کہ غیرت کے نام پر قتل دوسرا نقطہ اس میں ہے خواتین پر تشدد اس پر میں ایک خاکہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں میں کوشش یہ کرتا ہوں اسلام سے قبل عورت کی کیا حیثیت تھی اسلام آنے کے بعد عورت کی کیا حیثیت رہی۔ اگر ہم قرآن کی تاریخ دیکھیں تو اسلام سے قبل عورت کی کیا حیثیت تھی عورت کی یہ حیثیت تھی جتنے بھی مذاہب تھے اس دور میں جس نام سے تھے صرف اس مذہب کے حضور ﷺ کے زمانے سے پہلے یہ جاہلیت کا زمانہ تھا وہ عورت کو کس نگاہ سے دیکھتے۔ عورت کو کیا سمجھتے وہ عورت کو زندہ درگور کرتے۔ اس دور میں جب آدمی کو یہ خوش خبری سناتے کہ آپ کے گھر میں بچی کی پیدائش ہوئی ہے آپ کی بچی پیدا ہوئی ہے۔ اس کے چہرے پر سیاہی چھا جاتی اور وہ کیا کرتا وہ چھپ چھپ کے پھرتا تھا کیونکہ وہ عارج سمجھتا تھا اس کو کہ میرے گھر میں بیٹی پیدا ہوئی ہے کونسا راستہ تلاش کر کے وہ چھپتا چھپتا پھرتا تھا وہ یہ کہ آیا اس بیٹی کو میں لے لوں اپنی گود میں سینے کے ساتھ لگاؤں۔ یا اس کو میں زندہ درگور کروں تو یہ وہ کرتا اس کو زندہ درگور کرتا۔ اسلام سے قبل یہ حیثیت تھی بیٹی کی۔ عورت کی یہ حیثیت تھی تو اس کو کیا کرتے چھ سال کی بچی سات سال کی بچی ایسے واقعات ہیں تاریخ میں اس کو زینت لگا کر خوشبو لگا کر اس بہانے سے کہ رشتہ دار کے گھر میں جاتے ہیں جب جاتے اس سے ملاقات کروا تے تو۔ بعد میں ایک گھڑا کھود دیتا اور کہتا کہ آپ اس گھڑے کو غور سے دیکھیں تو پیچھے سے دھکا دیتا اور مٹی کے ساتھ ہموار کر دیتا۔ جو عورتوں کو حیوان سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا اسلام آنے سے قبل عورت کو کوئی حق نہیں ملتا تھا اسلام سے قبل عورت کو وراثت میں حق نہیں ملتا۔ جب زندگی نہیں ملتی اور وراثت کا حق بھی نہیں ملتا بلکہ یہ کہا کرتا تھا کہ یہ شیطان کی

اولاد ہے پھر آپ ذرا تاریخ دیکھیں ان کی آزادی کو بھی مسلوب کر دیتا۔ کس طرح مثلاً اگر ایک عورت کو کسی کے گھر لے جاتے تو اس کو یہ کہا جاتا کہ آپ آئندہ اپنے اقربا اور رشتہ داروں کے ہاں نہیں جاسکتی نہ اس کے لئے ماتم اور خوشی کر سکتی جو ان کا حق تھا وہ ختم کر دیتا۔ تو جب زندگی بھی چھین لی جاتی آزادی بھی چھین لی جاتی اور وراثت بھی نہیں دی جاتی اور آپ فیصلہ کریں کہ اسلام سے قبل عورت کی کیا حیثیت تھی اور تاریخ گواہ ہے کہ اس کو شیطان کی اولاد کہا جاتا تھا لیکن جب اسلام آیا اسلام کا ایک خوبصورت دین آیا جب نبی اکرم ﷺ بطور آخری پیغمبر زمین پر اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق کی تو اس نے کیا کہا۔ (عربی)

جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے تین چیزیں محبوب کرائی گئی ہیں ایک اس میں خوشبو دوسرا عورت اب اس الفاظ میں غور کریں اور اس کو علما جانتے ہیں اسمیں اسم غیر مجہول جس میں سائل معلوم نہیں۔ مجھے محبوب قرار دی گئی ہے کس سے اللہ کی طرف سے کن چیزوں کو محبوب قرار دیا گیا ہے خوشبو اور عورت جب پیغمبر ﷺ کو یہ اشارہ ملتا ہے کہ محبوب یہ چیزیں ہیں تو۔ (عربی) میری آنکھوں کی ٹھنڈک کیا ہے نماز۔ تو سیاہ دور میں عورت کو شیطان کی اولاد تصور کیا جاتا تھا اور اسلام کے دور میں پیغمبر فرماتے ہیں مجھے عورت محبوب قرار دی گئی ہے جب قتل کرتے تو اسلام نے اس کے تحفظ کی ضمانت لی اسلام تو یہ کہتا ہے کہ خدا نخواستہ اگر کوئی خاتون کوئی عورت سیاہ کاری میں کار و کاری میں پکڑے تو آپ کو یہ حق نہیں ہے کہ آپ اس کو گولی ماریں کیونکہ آپ قاضی بھی بن گئے آپ جلا د بھی بن گئے یہ حق آپ کو کس شریعت نے دیا ہے اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے۔ (عربی) آپ کی عورتوں میں سے کوئی عورت ایسی برائی کرے تو آپ کو کیا کرنا ہے تو آپ نے چار گواہ کو لانا ہے اور اگر آپ نے گواہ نہ لایا تو اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آدمی اللہ کے نزدیک جھوٹا ہے جب گواہ نہ لایا اور ایک پاک دامن خاتون پر تہمت لگائی اس کی سزا کیا ہوگی اللہ فرماتے ہیں جب اس نے تہمت لگائی اور وہ پاک صاف نکلا اور گواہ نہیں لایا لہذا ۸۰ درے اس کو ماریں ۸۰ کوڑے اس کو ماریں تو اسلام نے تحفظ ان کو دیا اس کا راستہ بند کیا قتل و غارت گری کا۔ کہ آپ نہیں کر سکتے اگر نہیں لایا تو آپ جھوٹا ہے جب آپ نے جھوٹا کام کیا ایک پاک دامن خاتون پر آپ نے تہمت لگائی تو اس کی سزا کیا ہوگی ۸۰ کوڑے اب کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں سے ایک برائی دیکھتا ہے خدا نخواستہ اپنی چار دیواری میں کسی اجنبی کے ساتھ عورت کو دیکھتا ہے تو اس صورت میں کیا ہوگا اس کا بھی اللہ کے نبی ﷺ

نے راستہ بتایا ہے۔ (عربی) وہ آدمی جو خاتون پر یہ الزام لگا رہا ہو کہ اس نے یہ جرم کیا ہے تو قانون تو یہ ہے اس کے لئے چار گواہ لائے اس بات کے لئے لیکن انہوں نے گواہ نہیں لایا ہے کہتے ہیں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تو اس صورتحال میں کیا فیصلہ ہوگا۔ (عربی) جب صرف آپ نے خود دیکھا تو کیا فیصلہ کریں گے۔ آپ نے چار قسم اٹھانی ہوگی کہ میرا قسم ہے اللہ کی ذات سے جو واحد لا شریک ہے کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں جھوٹا نہیں ہوں تو یہ شریعت کے وہ احکام ہیں شریعت کے وہ نصوص ہیں جو ہمیں درس دیتا ہے جو ہماری بیویوں پر تشدد یا قتل و غارت ہوتی ہے تو بغیر کسی عدل و قاضی کے ہم فیصلے کرتے ہیں تو میرے خیال میں اسلام میں اور اسلام سے پہلے قتل و غارت گری زیادتی کا دروازہ کھلا تھا۔ اسلام کے آنے کے بعد اس کو تحفظ مل گیا۔ اس کو نجات مل گئی ہے آپ دیکھیں قرآن میں اللہ تعالیٰ مرد کے لئے جو دنیا اور آخرت کے لئے جو شرط بتائی ہے وہ مرد کے لئے ہے اور خاتون کے لئے بھی ہے۔ فرماتے ہیں معاشرے میں جو عزت مرد کی ہے وہ عورت کے لئے بھی ہے رہا قتل کی بات قتل کی اجازت نہیں ہے بغیر ثبوت کے اپنے آپ کو قاضی بنا کے آپ قتل نہیں کر سکتے ہیں لہذا یہ جو کچھ ہو رہا ہے غیرت کے نام پر قتل یہ انسانیت کے خلاف ہے یہ اسلام کے بھی خلاف ہے اس لئے ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے ایک بندہ کی بیوی نافرمان ہے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ جو اللہ کا حکم ہمارے سامنے پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں تین طریقے ہیں ایک عورت نافرمانی کرے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اس کو گلے سے پکڑیں اور اپنا زور دکھائیں۔ جناب نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ناحق اپنے بیوی کو غلام کی طرح مار پیٹ کر کے ان کو خوار کرتے ہیں۔ رات کو اس سے محبت کرتے ہو اور دن کو آپ مارتے ہو اس کو خوار کرتے ہو۔ اور رات کو فطرت کی ہوس مضبوط ترین اپنا کے استفادہ لیتے ہو لیکن دن کو غلام سمجھ کر مارتے ہو نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں یہ مکینہ آدمی ہے۔ اس سے اور مکینہ نہیں ہو سکتا اور فرماتے ہیں شریف آدمی وہ ہے احترام کرتا ہو اس کے ساتھ شرافت کے ساتھ پیش آتا ہو۔ اور مکینہ وہ ہے جو بیوی اور عورت کے ساتھ ظلم کرتا ہے۔ نا انصافی کرتا ہے اور اس کو خوار کرتا ہے۔ اگر ایک عورت نافرمانی کرے تو کیا کرنا چاہئے۔ اس کو نصیحت کرو کہ میں میاں ہوں اور تم بیوی ہو۔ میرے اپنے حقوق ہیں اور آپ کے اپنے حقوق ہیں اگر نصیحت کے ذریعے وہ باز نہ آئی۔ تو پھر آپ اپنا بستر الگ کرو اگر باز

نہ آئی تو پھر مارو لیکن مارنا ہے کیسے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے مارنا ایسا ہو جس میں نقصان نہ ہو۔ مسواک سے مارو یا رومال کو لپیٹ کر مارو اور خیال کرنا چہرے پر مت مارنا کیونکہ وہ زینت کا حصہ ہے وہ خراب ہو جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے کوئی زوجہ پر ہاتھ نہیں اٹھایا اور نبی ﷺ نے اس کے ساتھ مزاحیہ گفت و شنید کی حضرت عائشہؓ کے ساتھ مساوقہ کیا ایک دفعہ وہ آگے نکلی دوبارہ جب مساوقہ ہوئی تو پیغمبر ﷺ آگے نکلا تو پیغمبرؐ نے کہا اس دفعہ ہماری جیت ہوئی۔ تو یہ ہے اسلام، جب اسلام قتل کی اجازت نہیں دیتا تو پھر ہمارے ملک میں یہ کیوں ہو رہا ہے پوری دنیا میں اگر آپ دیکھیں امریکہ میں ۸۷ کی رپورٹ کے مطابق ۷۹ فیصد ایسی عورتیں تھیں جو مردوں کے زدکوب کا نشانہ بنے تھے یہ امریکہ میں ہو رہا ہے۔ جرمنی میں آج سے ۱۰ سال پہلے کی سروے ہے سالانہ ایک لاکھ عورتیں مردوں کے ظلم کا نشانہ بنتے ہیں۔ اور فرانس کی پولیس افسر کی رپورٹ ہے کہ رات کو ۶۰ فیصد فون ان عورتوں کی آتی ہے۔ جو اپنی مردوں کی طرف سے ظلم کا نشانہ بنتے ہیں اگر ایک طرف اسلام کو رکھیں اور دوسری طرف اس معاشرے کو رکھیں۔ کہ ہم مغرب زدہ ہیں یا نہیں اسلام ہمیں کیا درس دیتا ہے۔ تشدد کے حوالے سے آپکا جو معاشرہ ہے اپنے آپ کو جدید پسند کہتے ہیں۔ فرانس، امریکہ، برطانیہ۔ آپ ذرا ان کی سروے رپورٹ دیکھیں لہذا اس قرارداد کی یہ دوسری شق جو ہے جو خواتین پر تشدد کے سلسلے میں ہے اس کو بے جاہ اور اسلام اور انسانیت کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اس لئے اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔ رحیم صاحب آپ اس پر کچھ بولیں گے؟

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: شکریہ جناب اسپیکر! یہ جو قرارداد آج اس ایوان میں پیش ہوئی ہے میرے سے پہلے معزز اراکین اسمبلی منسٹر صاحبان گفتگو اس پر کر چکے ہیں اور ان کا نکتہ نظر بعض کی سماجی برائیاں جو ہمارے معاشرے میں ہیں ان پر تھی اور بعض کی اسلام کے حوالے سے جو خواتین کے حقوق ہیں ان پر انہوں نے اچھا اظہار خیال کیا میں اس قرارداد کو اور خصوصاً جو ہماری سماجی برائیاں ہیں قتل اور اس طرح کے جو اقدامات ہیں جس کے بدلے میں ایک بے گناہ خاتون کو ایک بے گناہ بچی کو یا لڑکی کو مخالفین کو اس کو دے دیتے ہیں اور وہ اس بچی کو خاندان میں جن لوگوں کے ساتھ اس کی شادی کرائی جاتی ہے اور اس حوالے سے ایک معنی میں ہم سب موجود ہوتے ہیں لیکن عموماً ایک انسانی قتل کے مترادف ہوتا

ہے یعنی ہم ایک انسان کی زندگی میں ایک معاشرے میں ایک جرگے میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ انسانی قتل ہو رہا ہے اور ہم میں سے کوئی نہ اس کے خلاف بات کر سکتا ہے نہ بات کرتے ہیں اور وہ قتل ہمارے سامنے ہو جاتا ہے اور اس پر ہم خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! ہمارے معاشرے میں بہت سی جگہوں پر یہ ہوا ہے اور یہ فیکٹ ہے کہ لوگ جا کر قتل کرتے ہیں اور قتل کرنے کے بعد میں مرد کے حوالے سے بات کر رہا ہوں مرد چونکہ مسلط ہے تو اس حوالے سے جو قتل کر لیتا ہے تو اس قتل کو ختم کرنے کے لئے بہانہ بنانے کے لئے بے گناہ خاتون پر بندوق تان لیتا ہے فائر کر دیتا ہے اس کو قتل کر دیتا ہے اس کو جو نام دیا جاتا ہے وہ پھر اپنی جگہ پر۔ یعنی ایک قتل اس قتل کو چھپانے کے لئے معصوم غریب اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی عورت کو قتل کر دیتا ہے۔ جناب! یہ ایک علمی بحث ہے جہاں پر انسانی معاشرہ ہے جہاں تک انسانی معاشروں کا تعلق ہے جہاں تک انسانی تاریخ کے ادوار کا تعلق ہے انسانی تاریخ ہوا کرتی ہے مولانا صاحب نے کہا اسلام سے پہلے جاہلیت کا زمانہ تھا اسلام نے ہمارے معاشرے کو انسانیت کو محمد ﷺ نے بہت کچھ دیا اس کا اعتراف دنیا میں بہت سے بڑے بڑے مورخین عالم نے کیا ہے اور محمد ﷺ کا جو مقام ہے اس کے جو لوگ ہمارے مذہب کے نہیں ہیں اور جو بحیثیت پیغمبر اس کو نہیں مانتے ہیں لیکن بحیثیت ایک انسان کے بحیثیت ایک لیڈر کے بحیثیت ایک رہبر کے اس کو دنیا کے عظیم انسانوں میں اس کو ایک مقام لوگوں نے دیا ہے اسے انکار نہیں ہے اب اسلام اور اسلام کے ہوتے ہوئے حضور ﷺ کے جو افعال رہے ہیں انہوں نے معاشرے کو جو کچھ دیا ہے اور ہم پر جو احسان کیا ہے حضرت ﷺ سے پہلے جتنے پیغمبر دنیا میں آئے ہیں جتنے صالحین آئے ہیں ہر ایک نے اپنی جگہ پر انسانیت کے لئے وہ لائے ہیں انہوں نے رکھے ہیں اس کے بعد انسانی معاشرہ آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہوا اور ناخواندگی جہالت پسماندگی کے منازل سے گزرتا ہوا ایک مقام پر پہنچا ہے آج اسلام کے ہوتے ہوئے ہمارے معاشرے میں بہت سی برائیاں یا خرابیاں آج بھی موجود ہیں قانون کے ہوتے ہوئے بھی موجود ہیں جدید دنیا کے ہوتے ہوئے بھی موجود ہیں جس عورت کو قتل کیا جاتا ہے آج کل اس کی میڈیکل رپورٹ ضرور کی جاتی ہے اب جو میڈیکل رپورٹ نہیں ہے سب آنکھیں بند کر لیتے ہیں تو آپ کیا کر سکتے ہیں اور یہ جو غلط قسم کے کام ہیں یہ معزز ایوان ہے اور ہماری خواتین بھی بیٹھی ہیں میں نام

نہیں لیتا ہوں غلط قسم کے کام ہیں ان کے لئے بھی قانون ہیں اور وہ قوانین میں اگر کوئی ایسی چیز ہے جو اسلام کے مخالف ہو یا متضاد ہو اس کو ختم کرنا چاہئے انسانی معاشرے کو ایسے قوانین دینے چاہئیں تاکہ عورت کا جو اس کا مقام ہے جو اس کی حیثیت ہے بحیثیت انسان ہم بحیثیت مسلمان اور ہم اس صوبے کے پشتون اور بلوچ ہم بحیثیت انسان ہونا یہ چاہئے کہ ہم دنیا کو دکھاسکیں کہ ہم دینے والے ہیں ایسی چیزوں پر ہم بھی سوچتے ہیں ہم بھی سوچ رکھتے ہیں اور ایسی تخلیق ہم کرنا چاہیں گے اور ایسی ہم تخلیق کریں گے جن کے نتیجے میں ہمارا اسلامی نظام قرآن اور سنت اس کے مطابق اس کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ہم ایسی چیزیں creat کریں اور اس کی بنیاد پر ہم دنیا کو دکھاسکیں اس کی ترجمانی کرسکیں کہ ہم نے ان قوانین کی بنیاد پر یہ کام کیا ہے کہ دنیا میں اپنے ملک میں امن و امان کے حوالے سے اور اس قسم کے اقدامات کے حوالے سے ہم نے کام کیا ہے تو ہمارے معاشرے میں یہ چیز جس کا اس قرارداد میں ذکر ہے ہمارے معاشرے کو دیکھتے ہوئے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک بوسیدہ اور قرون وسطی والا معاشرہ ہے یہاں انسان کے معاشرے نے نہ کوئی ترقی کی ہے نہ ترقی کے منازل طے کرنے کا کسی کو ارادہ ہے اور نہ ہی جدیدیت کی بنیاد پر یہاں قوانین بنے ہیں جن قوانین سے اس قسم کے کاموں سے انسانوں کو روکا جاسکے۔ تو جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے اور اس انسانی معاشرے کا تعلق ہے اور انسانی معاشرے میں علمی طور پر سائنسی طور پر جہاں سے یہ شروع ہوا ہے اور آج تک جو اس منزل پر آیا ہے ہم کو اگر دوسروں سے مقابلہ ہے تو اس بنیاد پر ہے کہ ہم مقابلہ کریں گے کہ ہم اس کو اس کے معاشرے سے کوئی بہتر چیز پیش کرسکیں بتاسکیں اور عملی طور پر ثابت کرسکیں اگر ہم یہ نہیں کرسکتے ہیں یا اس کی ہماری ذہنیت نہ ہو تو اس کے معنی ہے کہ ہم اپنی اس پرانی روایت میں الجھے ہوئے ہیں تو اس کے لئے میں گزارش کروں گا جس بنیاد پر یہاں یہ قرارداد آئی ہے تو ان واقعات کی روک تھام کے لئے قوانین وضع ہونے چاہئیں یا کوئی ایسے لکھے پولیس سنٹر کرائیسز سنٹر فلاں فلاں۔ تو ہم دنیا کو دکھاسکیں جن چیزوں کی ہم حمایت کر رہے ہیں ایسے نہ ہو خود وہ برائیوں کے اکھاڑی بنیں اور وہاں پر اس سے بھی زیادہ غلط قسم کے کام ہوں اور وہاں پر جو مقامات ہم تجویز کر رہے ہیں وہاں اس سے بھی بدتر سلوک عورت کے ساتھ ہو۔ تو جناب اسپیکر! بحیثیت انسان معاشرے کے انسان کی حیثیت سے ان کے جو حقوق ہیں وہ ہمیں دینے چاہئیں اس کو ماننا چاہئے اور

میرے کچھ ساتھیوں نے یہ تجویز دی کہ ایجوکیشن کے حوالے سے کورس میں عورت کا جو مقام ہے اور معاشرے میں عورت کی حیثیت اس کے لئے تو میں یہ کہوں گا کہ ایک انسان جس نے اپنی ماں کے بارے میں سوچا ہوگا۔ جس نے اپنی بہن کے بارے میں سوچا ہوگا اگر کوئی سوچ کرے ماں کے بارے میں۔ بہن کے بارے میں بیٹی کے بارے میں اور اس کے ساتھ وہ جس طریقے سے اس کو رکھنا چاہ رہا ہے اگر اس کو مد نظر رکھے تو کسی قسم کا غلط کام نہیں کر سکے گا مجھے اپنی ماں پیاری ہے اپنی بہن پیاری ہے بیٹی پیاری ہے اور اس کے ساتھ میں کسی قسم کا غلط برتاؤ بحیثیت انسان برداشت نہیں کر سکتا بحیثیت مسلمان نہیں کر سکتا بحیثیت پشتون نہیں کر سکتا۔ تو کیونکر میں ایسے اقدام ایسی جرأت میں کروں کہ ایسے یہاں سے اٹھ کر اس کی بیوی اس کی عورت اس کے ایک معنی میں بہن بیٹی جو بھی ہے عورت کے بارے میں سوچنا چاہئے اور عورت کا انسان کی حیثیت سے احترام بھی کرنا چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے۔ اور اگر ہم اس قسم کے ذہن اپنے ساتھ لیں اور یہ ذہن اپنے معاشرے کو دیں اور بحیثیت انسان اور جو مرد کی بالادستی ہے اس پر تھوڑا سا سوچیں تو میرے خیال میں اس سے بہت سی برائیوں سے بچ بھی سکتے ہیں اور ہم اس ذہنیت کو دیکھیں دوسرے لوگوں کو ایسی برائیوں سے رکوا سکتے ہیں اور یہ جو قرار داد ہے ہم دوسرا تھی صوبے کے علماء کرام۔ صوبے کے بڑے بڑے یہاں وکیل رہے ہیں وکیل صاحبان اور اس کے علاوہ دوسرے تیسرے لوگ ہونگے جن کو بیٹھ کے اس پر سوچنا چاہئے۔ معزز ممبران نے خاص طور پر ہمارے اسلامی نقطہ نظر سے اپنی تجاویز اتنے گہرے مطالعے سے پیش کی ہیں میں انکو مبارکباد پیش کرتا ہوں آفتاب، اسلام کے طلوع ہونے سے قبل عورتوں کو باعزت مقام نہیں دیا جاتا تھا عورت سراپا مظلومیت کا پیکر تھیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جو مقام اور احترام عورت کو بخشا وہ اسے کسی مذہب، کسی ملک، کسی معاشرہ یا کسی تہذیب اور کسی دین نے نہیں دیا کیونکہ ان مذاہب میں اسلام کے سوا کوئی اتنی وسعت نہیں تھی جو خواتین کو مقام اسلام نے دیا ہے کسی اور مذاہب نے نہیں دیا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ میں کچھ گزارش کرنا چاہوں گا ان تمام گفتگو سننے کے بعد کہ انکی اصل وجوہات کیا ہیں؟ ہم نے بھی تقاریر میں بہت کچھ کر دیا اگر ہم اس سے قطعاً کاروکاری اور عورتوں کے حقوق کے لئے یا ان کو نکالیف دینے کی جو وجوہات بیان کی جاتی ہیں اگر یہ دیکھا جائے کہ یہ کس معاشرے میں زیادہ ہوتا ہے کن علاقوں میں زیادہ ہوتا ہے؟ جہاں پہ،

میرے اپنے ذاتی حساب سے جہاں پہ عُربت اور جہالت یہ دو چیزیں ایسی ہیں جہاں عُربت ہوگی اور جہالت ہوگی تو یہ چیزیں زیادہ پروان چڑھیں گی۔ تو سب سے پہلے یہ ہے کہ اس ایوان کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے اپنے عُربت کی سطح جو مزید زیادہ ہوتی چلی جا رہی ہے ان کو دُور کریں جہالت کو دُور کریں۔ تو اسلام نے خواتین کو بہت سے حقوق دیئے ہوئے ہیں وہ الگ بات ہے کہ ہم اُن حقوق سے واقف نہیں ہیں۔ اگر ہم اُن حقوق سے خود واقف ہو جائیں تو میں اپنی اس قرارداد کی بھرپور تجویز، حمایت کرتا ہوں ایسی قراردادیں تمام ایوان کی طرف سے بھی متفقہ طور پر حمایت میں کافی باتیں ہوئی ہیں تو میں بھی اسکے حق میں قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی محترمہ!

محترمہ نسرین کھیران (وزیر بہبود آبادی): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ قرارداد بہت دیر کے بعد آئی ہے لیکن ہماری بہنوں نے جیسے پیش کی ہے اسکی حمایت کرتے ہیں سب لوگ، مولانا صاحب نے اور میرے ممبر بھائیوں نے بہت اچھی باتیں کہی ہیں لیکن ہم بحیثیت بلوچستانی کے جیسے ہمارا tradition ہے کیا ہمارے یہ شیلکٹر ہوم اور وہ، اس طریقے کی پہلے بھی ہمارے پاس جیسے ادارے ہیں اور ہمارے لوگ مطلب کہتے ہیں کہ وہاں بھی عورتیں آتی ہیں لیکن ہم بلوچستانی ہونے کے ناطے کہ ہم اپنے علاقے کے اپنے گھر کے اپنے قبیلے کے لوگوں کو اتنی وسعت دیں گے کہ وہ اُن کے اپنے گھر کی بات یا گھر کا تشدد یا جو بھی چیز ہے اُسکو ہم باہر سرعام لے کے آئیں؟۔ کیا ہم جیسا کہ مولانا صاحب نے کہا تھا کہ اسلام یا جان بھائی نے کہا کہ اسلام کے level پر وہ کے تو اُس میں ٹھیک ہے ہم برداشت کرتے ہیں لیکن جیسے ہم کہتے ہیں کہ یہ شیلٹر ہوم ہونا چاہیے یا مغربی اسٹائل سے ہماری عورتوں کو آزادی ملنی چاہیے میرا خیال ہے کہ وہ اُس طریقے سے غلط ہوگا۔ ہمیں یہ ترمیم کے ساتھ جیسا اُنہوں نے کہا ہے کہ ہم ترمیم کے ساتھ یہ چیزیں اس قرارداد کو دوبارہ سے پیش کیا جائے تو ویسے تو، میں اسکی حمایت کرتی ہوں لیکن ترمیم

کے ساتھ۔ Thank you.

جناب اسپیکر: جی مولانا واسع صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! آج جس قرارداد پہ بحث ہو رہی ہے

اور ہماری بہنوں کی طرف سے جو قرارداد آئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قیام پاکستان کے اغراض و مقاصد جو کہ ہم آج اُس وقت سے لے کے آج تک کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں اسلامی نظام نہیں ہے اور ہمارے ملک میں وہ نظام رائج نہیں ہے جو انسانیت اور انسانیت کی فلاح اور بہبود کیلئے کام کرتا ہے۔ تو اسی بنیاد پر آج جو پچپن سال بعد بھی ہم اسکے لئے رونا رورہے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں خواتین پر ظلم ہو رہا ہے اور قتل ہو رہا ہے اور ماورائے عدالت اُنکے قتل ہو رہے ہیں تو جناب اسپیکر! سب برائیوں کی جڑ یہ ہے کہ اگر ہمارے معاشرے میں اسلامی نظام نافذ ہوتا اور ہماری عدالتیں اسلامی نظام کے ماتحت کام کرتیں تو یہ مشکلات کبھی ہمارے سامنے نہ آتیں اور نہ آج اس معزز ایوان میں یہ مسئلہ زیر بحث ہوتا۔ جناب اسپیکر! جہاں تک خواتین کے حقوق کے بارے میں جس طرح حافظ صاحب نے ذکر کر دیا۔ عورت کو اسلام نے جو حق دیا ہے۔ جو تحفظ دیا ہے میرے خیال میں کسی بھی مہذب میں نہیں لیکن آج مغربی دنیا یہ شور مچا رہی ہے جس کے لئے انسانی حقوق اور حقوق نسواں اور مختلف انداز سے تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ اور مزید تنظیم کاری کر رہی ہیں۔ میرے خیال میں یہ سارے خواتین کے حقوق سلب کرنے کے لئے کئے جا رہے ہیں۔ اگر دیکھا جائے اسلام کے اندر عورت اگر شادی شدہ ہو تو اس کے شوہر پر اس کے نان نفقہ اور رہائش اور دیگر ضروریات زندگی واجب ہیں۔ اگر شادی شدہ نہ ہو تو والدین پر ہے۔ اب دنیا آزادی نسواں اور حقوق نسواں کیلئے کام ہوتا ہے۔ تو وہ عورت کو گھر سے نکالنے کے لئے کوشش کرتے اور ساری ذمہ داریاں ان پر ڈالتے ہیں۔ جبکہ اسلام نے یہ ساری ذمہ داریاں شوہر پر ڈال دی ہیں۔ محترمہ نسیرین صاحبہ یا جمالی صاحب نے ذکر کر دیا کہ ظلم کا معیار کیا ہے۔ اگر آج کی مغربی دنیا کہتی ہے۔ اسلام کے اندر مسلمانوں کے اندر یا پاکستان کے اندر عورتوں کے نظریہ سے دیکھا جائے۔ تو جناب اسپیکر! وہ نظریہ الگ ہے۔ وہ آزادی ہم دینا نہیں چاہتے۔ بلکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کو حق دینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اسلام نے عورت کے حقوق کا بھی تحفظ کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی عصمت اور اس کے شوہر کی عزت کا تحفظ بھی موجود ہے۔ ہمارے معاشرے میں بگاڑ ہے وہ اس وجہ سے ہے۔ نہ عورت کے حقوق کا تحفظ نہ اس کے شوہر کے حقوق اور عزت کا تحفظ موجود ہے۔ اس وجہ سے ہمارے معاشرے میں اس بگاڑ کی وجہ سے ماورائے عدالت کوئی کسی کا دل چاہے تو کلاشنکوف یا بندوق اٹھا کر عورت کو قتل کر دے۔ اور یہ

کہے کہ وہ سیاہ کار ہوئی ہے۔ اسلامی حوالے سے دیکھا جائے تو چار گواہ انہوں نے پیدا کرنا ہے۔ عدالت اور قاضی کے سامنے ان کو پیش کرنا۔ بے ادبی معاف کیونکہ یہاں پر ایوان میں ہماری بہنیں بیٹھی ہیں لیکن اسلام کا نکتہ نظر ہے۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے مولانا صاحب جو چار گواہوں کی بات کر رہے ہیں۔ اس کی تھوڑی سی وضاحت بھی کریں کہ وہ چار گواہ کس قسم کے ہونے چاہئے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ ان چار گواہوں کا معیار عاقل بالغ ہو۔ جہاں سیاہ کاری کے نام پر عورتوں کو قتل کرتے ہیں۔ اسلام نے اس کیلئے اس طرح حد رکھی ہوئی ہے۔ اگر اس میں تھوڑا سا شبہ آجائے۔ اس بیان میں یا اس گواہ میں توفیقہ میں موجود ہے۔ حدود شہادت کی وجہ سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ وہ ختم ہو جاتے ہیں پھر اس شخص پر وہ حد نافذ نہیں ہوتی ہے جناب اسپیکر! اسلام نے اس چیز کا کتنا خیال رکھا ہوا ہے۔ لیکن اب ہمارے معاشرے میں کہ کسی معاملے میں یا کسی ناراضگی کی وجہ سے گھر میں اگر بیوی پر بندوق تھان کر مار ڈالتے ہیں اور سیاہ کاری کا رنگ دیتے ہیں۔ بعض اوقات معاملات اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ کبھی کبھار کسی دوسرے شخص سے دشمنی ہوتی ہے۔ تو اس کو مارنے کے لئے بھی اس طرح کی سازش کی جاتی ہے۔ اور دشمن کو مار کر گھر میں اپنی بیوی یا بہن کو قتل کر کے یہ الزام لگاتے ہیں کہ فلاں شخص کیساتھ ان کے ناجائز تعلقات تھے۔ تو یہاں سیاہ کاری کے نام پر محض اپنی ذات کو تحفظ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اب ہمارا معاشرہ اس حد تک پہنچا ہوا ہے۔ کتنی افسوس کی بات ہے۔ یہ قرارداد جو آئی ہے اس کی ہم مکمل حمایت کرتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ اس میں یہ جو لکھا گیا ہے۔ کہ مظالم ہے اور ان کے حقوق سلب ہیں۔ حقوق ان کے جتنے بھی سلب ہیں۔ اور ان پر جتنے بھی مظالم ہو رہے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اگر ہم اسلامی تعلیمات سے ہٹ کر انہیں اور آزادی دی جائے۔ جیسا کہ مغرب کا چرچا ہے۔ کہ ہم عورتوں کو نسواں کا حقوق دے دیں گے لیکن اس نام پر وہ نسواں کے حقوق کو سلب کرتے ہیں۔ اس حوالے سے میں اس ترمیم کی بھی حمایت کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ اس میں موجودہ

حالات کے حوالے سے کہ عورتوں کیلئے الگ پولیس اسٹیشن وغیرہ قائم ہو کیونکہ اب اس طرح بھی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کو ملزم قرار دے اور اس کو مرد پولیس اسٹیشن میں ان کے ہاتھ قیدی ہو تو اس خاتون کی کیا عصمت محفوظ ہو سکتی ہے۔ ان کی عصمت کی حفاظت کے لئے میں سمجھتا ہوں جیسا کہ ہمارا مطالبہ تھا خواتین یونیورسٹی اس طرح ہماری خواتین کے تعلیمی ادارے الگ ہو اسی طرح پولیس اسٹیشن وغیرہ کا تمام معاملہ الگ ہو۔ جناب اسپیکر! ان تمام معاملات کی میں تائید کرتا ہوں۔ اور اسلام اس طرح نہیں کہ کسی کے ساتھ ظلم کرتا ہے۔ اسلام دونوں پہلوؤں کو دیکھتا ہے۔ اگر اس طرح کوئی وحشی مرد یا عورت معاشرے میں پیدا ہو جائے معاشرے کی بگاڑ کر رہے ہیں تو اسلام نے ان کا علاج رکھا ہوا ہے۔ اگر وہ شادی شدہ ہو تو اس نے شوہر کا حق مار دیا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد پیدا ہونے والا بچہ اس کے شوہر کے میراث میں حصہ دار بن جاتا ہے۔ جبکہ ان کا اصل بیٹا نہیں۔ تو اس بنیاد پر اسلام نے اس کیلئے علاج رکھا ہوا ہے۔ اگر شادی شدہ ہو تو سنگسار کر دے اگر غیر شادی شدہ ہو تو ان کو درے لگائیے جاتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! اسلام نے شوہر اور اس کے معاشرے کا تحفظ کا بھی خیال رکھا ہے۔ اور عورتوں کے حقوق کا بھی خیال رکھا ہے۔

جناب اسپیکر: جی جعفر خان مندوخیل!

شیخ جعفر خان مندوخیل: شکر یہ جناب اسپیکر! یہ قرارداد جو آئی ہے۔ ہماری خواتین ایم پی اے اور اصغر مندو صاحب کی جانب سے میں سمجھتا ہوں یہ پورے ملک میں ایک issue بنا ہوا ہے۔ کیونکہ اس قسم کی کافی وارداتیں چار صوبوں میں ہو رہی ہیں۔ تو اس سلسلے میں وفاقی حکومت سے سفارش کیا جائے کہ قتل اور فلاں کے نام پر تشدد وغیرہ مظالم ہر قسم کے مقدمات تحفظ فراہم کرنے کے لئے قانون سازی کی جائے۔ اور صوبے کے ہر بڑے شہر میں خواتین کے تحفظ کو یقینی بنانے کے پیش نظر خواتین پولیس اسٹیشن , crises centre شلڈرم ہوم لیگل ایڈسنٹر وغیرہ قائم کیا جائے تاکہ وہ خواتین جو اس قسم کے جرائم میں ملوث ہو پر کارروائی کی جائے۔ جہاں تک قانون سازی کا کام ہے وہ واقعی وفاقی حکومت اور سینٹ کا ہے۔ اور دوسرے جو کام صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے لیگل سنٹر crises centre خواتین کی پولیس اسٹیشن جیسے خواتین یونیورسٹی یہ سب ہم خود کر سکتے ہیں defiantly اس

کو bifurcate کیا جائے۔ کہ ایک طرف وفاقی حکومت سے کہا جائے۔ کہ قانون سازی کیا جائے۔ اور وہ قانون سازی جہاں تک میں سمجھتا ہوں انتہائی اہمیت کی حامل ہو۔ آج جب حدود آڈیٹس نافذ ہے اب اگر دیکھا جائے پنجاب اور سندھ میں کسی شریف آدمی کے اوپر کسی لڑکی کو دعوے دار بنا کر کہہ دیتے ہیں کہ اس نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اس کو اندر کر دیتے ہیں۔ تو کل کوئی دعویٰ کر دے کہ فلاں نے میرے ساتھ سیاہ کاری کی ہے۔ اس کو الٹا پھنسا دینگے جیسا کہ پنجاب اور سندھ میں ہمارا معاشرہ قبائلی ہے ہمارے ہاں اس قسم کے واقعات نہیں ہوتے لیکن وہاں اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں۔ جیسا کہ جاگیر دار یا زمیندار کسی کو پسند نہ کریں تو وہ اس کے خلاف رپورٹ درج کر کے پولیس کو کچھ رقم دے کر اس کو اندر کرواتے ہیں۔ جس طرح مولانا صاحبان نے بڑی تفصیل سے بیان کیا۔ تو ان عوامل کو ہر چیز پر نظر رکھنی ہوگی تاکہ ایک قانون کا پھر غلط انداز میں فائدہ نہ اٹھا سکے۔ جس طرح مولانا واسع صاحب نے فرمایا کہ ہمارے معاشرے میں اس طرح ہے کہ اپنے دشمن کو قتل کر کے اس کے بعد اپنی بیوی یا بیٹی کو قتل کر دیتے ہیں کہ اس نے اس کے ساتھ سیاہ کاری کی ہے۔ ہر سزا سے وہ بچ جاتے ہیں یہ سب چیزیں ان کے یہ عوامل کو بڑا مسئلہ ہے جب بھی ان کی قانون سازی کرنی پڑے گی اس میں اسلام کی جو پسکلی روح اس کا مقصد جو تھا اس کو مکمل مد نظر رکھ کر کے اس کی قانون سازی کرنی ہوگی اور قرارداد کی میں حمایت کرتا ہوں لیکن اس کو اگر bifurcate کر دیا جائے۔ ایک صوبائی حکومت سے کر دیا جائے جو صوبائی حکومت کی پروویو میں آجاتا ہے ایک وفاقی حکومت جو قانون سازی کی حد تک محدود ہے وہ وفاقی حکومت سے کر دیا جائے۔

جناب اسپیکر: ابھی تجویز آپ کیا دینگے؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں تجویز یہ دیتا ہوں کہ اسلام کی مکمل سپریمٹ کی روح سے اس کی قانون سازی کی جائے وفاقی اور اس میں ترمیم یہ پیش کرتا ہوں کہ بقایا عملی اقدامات ہیں خواتین پولیس اسٹیشن ہے اور یہ صوبائی حکومت کریں۔

جناب اسپیکر: یعنی صوبائی حکومت کا لفظ بڑھایا جائے؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: ہاں صوبائی حکومت کا۔

میر جان محمد جمالی: عملاً اقدامات صوبائی حکومت کریں جو صوبے کے پروپو میں آتے ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے جی فرح، آپ ذرا یہ لکھ کر ادھر بھیج دیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: خواتین یہ جو تحفظ کو یقینی بنانے کی پیش نظر خواتین پولیس اسٹیشن کر اسس سینٹر ہوم

لیگل سینٹر قائم کیا جائے یہ تو صوبے کے پروپو میں آتے ہیں سر!

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے آپ لکھ کر بھیج دیں، جی فرح!

محترمہ فرح عظیم شاہ: ہاں ٹھیک ہے جناب اسپیکر! یہ بالکل بجا فرما رہے ہیں لیکن اس میں ایک ترمیم جو وہ

کہہ رہے ہیں معزز رکن جان جمالی صاحب جی وہ اسلامی بس وہ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: وہ پہنچ گیا، اب میں اس کو اس طریقے سے پڑھوں گا، سوال یہ ہے کہ مذکورہ قرارداد

جان محمد جمالی صاحب کی ترمیم کے ساتھ اور جعفر خان مندوخیل کی ترمیم کے ساتھ منظور کیا جائے؟

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب اسپیکر: قرارداد متفقہ طور منظور ہوئی (ڈیسک بجائے گئے) جی۔

امروز جان فرانسس: جناب اسپیکر! مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے آپ ہمارے لئے نہایت ہی قابل

احترام ہیں ہمارے کسٹوڈین ہیں کہ آج بھی میں بار بار اٹھنا چاہتا تھا شاید آپ کو ہماری موجودگی کا احساس

ہی نہیں ہوتا کہ ہم بھی یہاں پر موجود ہیں میں بھی اس قرارداد پر کہنا چاہتا تھا لیکن ابھی تو یہ پاس ہو گئی جس

اجلاس میں وزیراعظم پاکستان اور گورنر صاحب آئے تھے اقلیتوں کا نمائندہ ہوتے ہوئے نمائندگی کرنے

کے لئے وزیراعظم پاکستان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے تین بار آپ سے اجازت چاہی لیکن آپ

نے ہماری موجودگی کو نظر انداز کیا یہ نہیں کہ آپ نے مجھے حق نہیں دیا آپ ہمارے لئے قابل احترام ہیں

لیکن میں اپنے حق کی بات کہوں گا کہ یہاں پر اسمبلی میں ہمارا رائیٹ ہے بولنے کا آپ نے مجھے مواقع نہ

دے کر مجھے حق سے محروم کیا گیا۔

جناب اسپیکر: انشاء اللہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

امروز جان فرانسس: آج بھی ایسا ہوا ہے میں تیاری میں تھا ہماری بہنیں ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں جب میں رائے شماری سے پہلے رائے لے رہا تھا تو اس وقت آپ خاموش تھے اگر آپ

تھوڑا اشارہ بھی کرتا میں انشاء اللہ آپ کو موقع دے دیتا۔

امروز جان فرانسس: میں اٹھا اور مولانا صاحب اٹھے لیکن شاید یہ کہ میں پیچھے ہوں میری سیٹ آگے ہونی چاہیے تاکہ میں نظر آؤں۔

جناب اسپیکر: آپ یہ تسلی رکھیں کہ دانستہ طور پر آپ کے ساتھ نہیں، جی جان محمد بلیدی صاحب اپنا ترمیمی نوٹس پیش کریں۔

ترمیمی نوٹس

جان محمد بلیدی: ترمیمی نوٹس، جناب اسپیکر ۲۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۱۴۰، قاعدہ نمبر ۲-۱۶۰ اور ۱۶۵ میں قاعدہ نمبر ۲۳۳ کے تحت کی گئی ترمیم کی واپسی کا نوٹس دیتا ہوں، مذکورہ قواعد میں نئی ترمیم اس طرح ہو کہ تمام کمیٹیوں میں کورم ایک تہائی ہو۔

جناب اسپیکر: ترمیمی نوٹس، جناب اسپیکر ۲۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۱۴۰، قاعدہ نمبر ۲-۱۶۰ اور ۱۶۵ میں قاعدہ نمبر ۲۳۳ کے تحت کی گئی ترمیم کی واپسی کا نوٹس دیتا ہوں، مذکورہ قواعد میں نئی ترمیم اس طرح ہو کہ تمام کمیٹیوں میں کورم ایک تہائی ہو۔ جی اس کی admissibility پر آپ کچھ بولیں گے؟

جان محمد بلیدی: جناب اسپیکر! ویسے ایک تو مسئلہ یہ ہے کہ ابھی تک جو کمیٹیاں بنی ہیں وہ تمام کمیٹیوں کے چیئرمین ابھی تک نہیں بنے ہیں لیکن جو دو کمیٹیاں آئینی طور پر ہیں ان میں لائبریری کمیٹی اور آپ کی سربراہی میں ہے ابھی تک خاص طور پر ڈپٹی اسپیکر نے ایک دو بار نوٹس کیا اجلاس کے دوران کمیٹی کی اجلاس بلانے کی تو کورم پورا نہیں ہوا ہے جس کی وجہ سے مشکلات پیش آرہے تھے تو یہی صورتحال رہیگی جب ہماری دوسری کمیٹیاں بنیں گئی اور چیئرمین سلیکٹ ہونگے جب اجلاس بلائے جائیں گے اگرچہ سات ممبران یا آٹھ ممبران پر مشتمل ہونگے بنیادی طور اس کی ایک تہائی سے زیادہ ہوگی تو بہت مشکل ہوگا کورم پورا کرنا اور اس کورم کے حوالے سے اس پر فیصلہ کرنا لہذا میں نے اسی لئے یہ ترمیم پیش کی تاکہ کمیٹیوں کی کارکردگی مثبت طریقے سے جاری ہو اور ان کا اجلاس ممکن ہو سکے۔

جناب اسپیکر: اور آئین میں بھی یہی ہے کہ ایک تہائی ہو، اس پر کوئی اور ٹھیک ہے۔

میر جان محمد جمالی: ترمیم آئی ہے پھر اس کوری کنسیڈر کر رہے ہیں چیئرمین تو الکیٹ ہو میجاریٹی سے one third سے کیسے آپ چیئرمین الکیٹ کریں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں چیئرمین تو میجاریٹی سے ہوگا۔

میر جان محمد جمالی: پھر اس کمیٹی کو فیصلہ حل کرنے دیں کمیٹی کو بیٹھنے تو دیں۔

جناب اسپیکر: جمالی صاحب! اس میں یہ ہے کہ چیئرمین تو اکثریت سے ہوگا لیکن جو کورم کا مسئلہ ہے اس طریقے سے وہ نہیں چلے گا کیونکہ روز اور آئین میں ہم نے دیکھا ہے کورم پورا نہیں ہوتا ہے اور آئین۔۔۔

میر جان محمد جمالی: جناب اسپیکر! سوچ لیں پانچ دن پہلے ترمیم کی پھر اس کوری کنسیڈر کر رہے ہیں متفقہ طور پر ہوئی تھی اس دن تو کمیٹیاں تو جب بٹھائیں۔۔۔۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! جمالی صاحب کی بات تو صحیح ہے لیکن اب بلیدی صاحب نے جو ترمیم پیش کی ہے کیونکہ کورم ویسے بھی ہماری کمیٹیوں کی ایک حقیقت ہے کہ کمیٹیوں کا اجلاس کبھی نہیں ہوتا ہے پھر اگر اجلاس ہو جائے بھی پھر کورم اگر ادھاسے بھی زیادہ رکھیں تو پھر شاید یہ کورم پورا کبھی بھی جتنی اسمبلی کی مدت اگر جتنی اللہ نے ان کو زندگی دی ہے تو پورا نہیں ہوگا تو میرے خیال فائدے میں ہے حزب اختلاف کی بھی اور ہمارے اسمبلی کے فائدے میں ہے کہ یہ ترمیم ہم منظور کریں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے، سوال یہ ہے کہ پیش کی گئی موجودہ ترمیم کو منظور کیا جائے؟ جو منظوری کے حق میں میں ہاتھ اٹھائیں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اسپیکر: پیش کی گئی موجودہ ترمیم منظور ہوئیں، اب وقفہ زیر و ہاور کا ہے آج زیر و ہاور چلانا ہے یا نہیں تو یہ کورم پورا ہے، آپ لوگ بیٹھیں، آپ نہ جائیں حافظ صاحب بیٹھیں آپ بیٹھیں نماز کا وقفہ آریگا، پھر دوبارہ مشکل سے پورا ہوگا جی آپ بات کریں گے، رحیم صاحب ہے جعفر خان صاحب آپ کریں گے۔

میر جان محمد جمالی: جناب اسپیکر! وضاحت کی جائے زیر و ہاور ہوتا ہے ایم پی ایز کے لئے کمیٹیاں والوں کے لئے نہیں ہوتا یہ ہر طرف کے مزے لے رہے ہیں دو مزے ہیں ایک ٹکٹ میں۔

جناب اسپیکر: لیکن یہ بھی سن لیں کہ زیر و ہاور میں صرف ایک مسئلے پر آپ بات کر سکتے ہیں، ٹھیک ہے، جی

بلیدی صاحب!

جان محمد بلیدی: جناب اسپیکر صاحب! میں اسمبلی کی توجہ کچھ اہم مسائل کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں آپ سب کے علم میں ہے کہ پارلیمانی کمیٹی آف واٹر ریورس کے چیئرمین ٹارمین اپنے سینٹرز کے ساتھ کوئٹہ آچکے ہیں اور چونکہ ہم سب کو اس بات کا علم ہے اور سب جانتے ہیں کہ پانی کی تقسیم کا مسئلہ پورے پاکستان میں انتہائی سنگین مسئلہ اختیار کر چکا ہے اور سندھ اور پنجاب میں صورتحال یہ ہے کہ وہ متواتر اپنے حصے کے پانی کے لئے لڑ رہے ہیں لیکن ہماری پتہ نہیں بد قسمتی ہے یا ہماری کم علمی ہے ہم اس پورے معاملے میں خاموش تماشائی ہیں جو حصہ پانی کا ہمارا دریا سندھ سے بنتا ہے نہ ہم اس کا مطالبہ کر سکتے ہیں نہ اس کے لئے مرکزی حکومت باقاعدہ کوئی انتظام کرتی ہے جو کینال کو مزید بڑھانے کی کوشش بھی نہیں ہوتی ہے اب صورتحال یہ ہے کہ پورے پاکستان میں سر! اس وقت سندھ ہے سرحد ہے پنجاب ہے وہاں زمینیں نہیں ہیں آباد کرنے کے لئے لیکن پھر بھی آپ دیکھ لیں کہ سندھ میں پنجاب میں شور ہو رہا ہے جبکہ بلوچستان میں اتنی زیادہ زمینیں غیر آباد ہیں یہاں پانی کی ضرورت ہے لیکن اس کے باوجود ہم خاموش بیٹھے ہیں اور اس وقت جو یہ کمیٹی پورے پاکستان کے مختلف صوبوں میں گئی ہے آپ کو یقین ہوگا کہ پنجاب میں سندھ میں باقاعدہ وزیر اعلیٰ سمیت تمام لوگ ان کے باقاعدہ اجلاسوں میں جاتے ہیں اور اپنی تجاویز دیتے ہیں کہ بھئی ہمارے ساتھ کیا کیا زیادتی ہو رہی ہے جہاں دو لاکھ ایکڑ زمین بغیر پانی کے پڑی ہو اور اس صوبے کے لوگ اور نمائندے خاموش بیٹھیں وہاں کے وزیر اعلیٰ اس معاملے میں اپنی ذمہ داری نہ نبھائیں منسٹر اریگیشن اپنی ذمہ داری پوری نہ کریں منسٹر زراعت اپنی ذمہ داری پوری نہ کریں اور ہم سب لوگ جو نمائندے ہیں ہم اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کریں تو میں سمجھتا ہوں بہت بڑی زیادتی ہوگی کل یہ اجلاس باقاعدہ ہو رہا ہے ساڑھے آٹھ بجے انہوں نے طلب کیا ہے یہ میں سمجھتا ہوں ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم جائیں اس میں شرکت کریں اور اپنی ذمہ داریوں کے تحت اپنے مسائل صوبے کے مسائل صوبے کے پانی کا مسئلہ ہوتا ہے اور یہاں جو ہمارے پانی پر جو ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں اس پر

ہم چیخیں
Thank you sir

جناب اسپیکر: شکریہ۔ رحیم صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! شکریہ زیرو ہاور میں بولنے پر جناب اسپیکر! کل یعنی ۲۴ تاریخ کے اجلاس میں میں نے آئی جی پولیس کے حوالے سے انہوں نے جو لیٹر لکھا تھا اس پر بات کر رہا تھا بیچ میں ٹائم ختم ہو گیا تو میرا اگر ایک نقطے سے دو ہو جائے یا تین ہو جائے اور دوسرا وہ آٹے والا مسئلہ۔۔۔۔

جناب اسپیکر: پھر روایت بن جائے گی رحیم صاحب جو نقطہ آپ کے لئے بہت اہم ہے وہ کر دیں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: یہ تو کل ادھورا رہ گیا تھا اس لئے اس پر بولتا ہوں۔

جناب اسپیکر: وہ تو اب گیا ایک ہو جائے بھی ٹھیک ہے مولانا صاحب یہ آپ لوگ جو وزراء حضرات ہیں یہ نقطے نوٹ کرتے رہیں آخر میں تو پھر۔۔۔۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! قرارداد آئی تھی صوبائی اسمبلی میں پولیس اے ایریا اور بی ایریا کے حوالے سے اور اس پر اس دن میں بات کر رہا تھا بیچ میں ٹائم ختم ہو گیا تو آج پھر میں کہہ رہا تھا کہ ہم سب کے پاس شاید آپ کے پاس بھی پہنچا ہوگا آئی جی صاحب نے لیٹر لکھا ہے اور اس میں ایک شیڈول طے کر دیا ہے کہ فلاں ضلع میں فلاں ضلع میں فلاں ڈیٹ کو انٹرویوز ہونگے پولیس بھرتی کر رہے ہیں اور اس میں حلقے کے نمائندے یا وہ ضلع کے نمائندے کی حیثیت سے آپ لوگوں کو اطلاع کریں کہ وہ آئیں اور انٹرویو میں شریک ہو جائیں تو جناب اسپیکر! اس قرارداد پر جو یہاں پیش ہوئی تھی مولانا واسع صاحب سینئر منسٹر کی حیثیت سے انہوں نے ہمیں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم جنرل صاحب سے یہ بات اس کے سامنے اٹھائیں گے ان سے اس پر بات پہلے بھی ہوئی ہے پھر بھی بات کرتے ہیں اور اس مسئلے کو نمٹاتے ہیں آپ لوگ اس قرارداد پر زور نہ دیں تو اس بنیاد پر ہم نے اس قرارداد پر زور نہیں دیا لیکن اب آگے سے اے ایریا اور بی ایریا کی تمیز ختم کر کے جو تین ضلع انہوں نے بنائے ہیں اور مزید کے نوٹیفکیشن جاری کریں گے میری گزارش ہوگی مولانا واسع بیٹھے ہیں قائد ایوان نہیں ہیں آپ کے توسط سے پورے ایوان کے توسط سے یہ نوٹیفکیشن ہے تین اضلاع کے جناب! میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ وہ نوٹیفکیشن بھی اس وقت معطل ہو جب تک ایک حتمی فیصلہ نہ ہوں اور دوسری بات جناب اسپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو جنرل صاحب جب عوام کے اقتدار کو غصب کیا اور اس کے بعد ہمارے صوبے

جناب اسپیکر: میں مولانا صاحب سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ صبح آپ نے کہا کہ جعفر خان صاحب خواہ مخواہ مجھے تنگ کر رہے ہیں لیکن آج اس کی محبت کا اندازہ آپ نے لگایا ہے کہ اصل قائد ایوان یہ ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں تو جناب! appreciate کرتا میرے تو آپ ضلع کے ہیں پہلے بھی ہم اکٹھے رہے ہیں جناب! یہ پریس کے میں وہ کر رہا ہوں جو پریس والے ڈیفینٹلی ہم لوگوں کے اسپیشلی میں اپنے مسلم لیگ کے یا اپنی پارٹی سے اس میں حکومت کے اندر میں کوئی وہ نہیں کر رہا ہوں اپنی پارٹی کیونکہ اپوزیشن کے بھی حالات چھاپ رہے ہیں اپوزیشن کے بھی فرنٹ پیجز پر تمام لگے ہوئے ہیں ادھر جو حکومت کے اندر ہمارے ایم ایم اے کے ساتھی ہیں ان کے بھی چھاپ رہے ہیں یہ ہمارے ساتھی اکثریت شاید دلچسپی نہیں لیتے ہیں لیکن ہم دو چار آدمی جو ہے یہ بیانات بھی نہیں دیتے ہیں دوسرے بھی نہیں دیتے ہیں انہوں نے جو اس سے اپنے دوست ہوتے ہیں جیسے پریس میں ہر ایک کے دوست ہوتے ہیں کہ وہ ایک ہم لوگوں انریٹن انٹرسٹ اسٹرکشن ہیں ایڈوائس صحیح ان ریٹن ایڈوائس ہوتی ہے اس وجہ سے ہم لوگ خاموش ہیں تو ایک دن میں نے پھرسی ایم ہاؤس میں کسی کو کہہ دیا میں نے کہا گالی دینا تو بری بات ہے لیکن حکومت پر تنقید کرنا تو اخبار والے بہت خوشی سے لکھتے ہیں چاہے دس ایڈوائس بھی آجائیں اس کو وہ وہی کاٹتے ہیں لیکن جہاں ایک پر اپر جیسے وزیراعظم کے آمد کے مواقع کے اوپر ہم کرتے ہیں یا اپنے حلقے کی ڈویلپمنٹ کے بارے میں کہتے ہیں صوبے کی سبھتی کے لئے بات کرتے ہیں دوسرے باتیں کرتے ہیں اس چیز کو وہ لوگ نارملی دبا دیتے ہیں یا تو آپ کو بہت اسٹریم پر جانا پڑے گا کہ ایک دوسرے کو گلے سے پکڑنا پڑے گا یا وزیراعلیٰ کے خلاف کوئی بیان دینا پڑے گا یا حکومت کے خلاف بیان دینا پڑے گا وہ بڑی خوشی سے ایکسپٹ کر لیتے ہیں ادھر اگر آپ دس انٹرسٹن بھی دے دیں وہ انٹرسٹن کو نہیں مانتے ہیں لیکن کیونکہ شروڈی صاحب منسٹر تھے کئی دفعہ کہا ہے شروڈی صاحب میرے پرانے دوست بھی ہیں اور تعلق بھی ہیں ان کے ساتھ خود ہی اس نیچر کے آدمی نہیں تھے میں نہیں سمجھتا تھا کہ بابا یہ کیوں اس طرح ہو رہا ہے اب پھر میرے دوست ادھر منسٹر بنے ہیں لیکن وہ سلسلہ جاری ہے مجھے سینیٹریا از اسلام آباد سے ٹیلیفون کیا کہ بھئی میرا بیان جو میں بھیج دیتا ہوں وہ اخبار والے مس کر دیتے ہیں اور نہیں سنیٹر کے حوالے سے تو میرا اتنا حق تھا کہ ایک بیان لگ جاتا چونکہ میں بھی صوبے کا ہوں میں کسی کے اوپر نہیں کہتا ہوں دوسرے سنیٹرز

کا اگر کدھری اور سے بھی جواب آجائے فرنٹ پر تین کالم پر لگا دیا جاتا ہے ہمارے والے ہم لوگوں کو بالکل اس سلسلے میں نظر انداز کرتے ہیں میں حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں اسپشلی ہمارے انفارمیشن منسٹر سے کہ اس چیز کا نوٹس لے اور ایک چیز کو کلیئر کر دیں اگر ہم لوگوں کو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس چیز کے لئے ناقابل ہیں یا ان کی طرف سے انسٹرکشن ہیں میں تو نہیں سمجھتا ہوں کیونکہ یہ بھی میرے دوست ہیں شروڈی صاحب کو میں ذاتی طور میں کہا میں جانتا ہوں وہ اس چھوٹے لیول کے اوپر کبھی اتنا ان چیزوں کے اوپر وہ جاتے نہیں ہیں تو Arme who is giving the instruction from where پہلے تو وہ ایک پرویز بختیار کا نام آ گیا تھا وہ تو چلو ہم نے کہا گندا آدمی ہے بیکار آدمی ہے وہ کہہ رہے ہیں Who is giving it حکومت سے میری یہ ریکوئسٹ ہے کہ وہ اس چیز کا نوٹس لیں اور اگر اس کا مدد او ہو سکے تو بہتر ہوگا کیجی آئے گی۔

جناب اسپیکر: جی کوئی اور تحریک نہیں کوئی مسئلہ ہے تو بول دیں تاکہ گلا شکوہ دور ہو۔ زیر و ہا و شروع ہے۔
امروز جان فرانس: جناب! مسئلے مسائل تو چلتے رہا کریں گے۔ شکر یہ آپ کی نظر پڑ گئی ہے آئندہ بات کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی شمیمہ سعید!

محترمہ شمیمہ سعید: جناب اسپیکر! ایک تحریک التوا جو میں نے اور معزز رکن فرح عظیم شاہ صاحبہ نے پیش کی تھی لورالائی کالج میں اساتذہ کی کمی کے اوپر وہاں پر ایک تو اساتذہ کم ہیں اور کچھ subjects کے اساتذہ نہیں ہیں لورالائی گرنز کالج کا یہ مسئلہ ہے تو ہمیں اس معزز ایوان میں یقین دلایا گیا تھا کہ وہاں پر جلد از جلد خواتین اساتذہ کو تعینات کیا جائے گا لیکن کافی مہینے گزرنے کے باوجود وہاں کی طالبات جو ہیں محروم ہیں اساتذہ سے۔ تو یہ مسئلہ میں نے پیش کرنا تھا اور اس کا ہمیں جواب دیا جائے کہ اس پر ابھی تک کیوں عمل درآمد نہیں ہوا ہے۔ اور اس کے علاوہ جو کہ خواتین سے متعلق ہے۔

جناب اسپیکر: ایک مسئلہ بس۔ جی ڈاکٹر!

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: جناب والا! میں زیارت وال بھائی کی opportunity سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آٹے کے بحران کے متعلق کچھ کہوں گی جب میں یہاں آ رہی تھی تو مجھے بھی بہت بینر نظر آئے چونکہ

زیار تو ال کو آپ نے اجازت نہیں دی تو میں اس سے فائدہ اٹھا کر بات کرنا چاہوں گی۔ میں پہلے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ بلوچستان میں آٹے کا بحران کیوں ہے؟ حکومت کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہوں گی جس کو وزیر خواراک deal کرتے ہیں اور جس طرح کوئٹہ میں ایک لاکھ انیس ہزار پچاس آٹے کی بوری کا کوٹہ مقرر ہے جو کہ ملوں کو ملتا ہے لیکن مل مالکان کو شاید ابھی تک نہیں ملا ہے جو کہ وہ اسی قیمت جو چودہ سو یا ساڑھے تیرہ سو کا ملتا ہے تو یہ میں معلوم کرنا چاہوں گی کہ حکومت اس کا نوٹس لے اور یقین دہانی کرائے کہ کوئٹہ میں جو آٹے کا بحران ہے اور ہم یہاں رہتے ہوئے ہمارے عوام اس تکلیف میں مبتلا ہیں حکومت اس کا فوری طور پر نوٹس لے اور یہ ہمارا مسئلہ حل کر دے۔

جناب اسپیکر: جی!

رحمت علی بلوچ: جناب! میں اس معزز ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا سینئر منسٹر بھی ہیں قائد ایوان نہیں ہیں اور منسٹر فنانس نہیں بیٹھے ہوئے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ضلع چنگور میں ملازمین کی تنخواہ کا مسئلہ تھا تو اس حوالے سے سی ایم صاحب نے کچھ فنڈز ریلیز کروائے ہیں لیکن ان میں پچیس لاکھ کی کمی ہے تو اس عید کے موقع پر ملازمین کے ساتھ سراسر نا انصافی ہو رہی ہے لہذا میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرتا چلوں کہ اس عید کے موقع پر ہمارے لئے مشکلات ہوگی مہربانی فرما کر آپ رولنگ دیں یا سینئر منسٹر اس کی یقین دہانی کر دیں۔ پچیس لاکھ کی کمی ہے پورا کریں۔

جناب اسپیکر: جی جمالی!

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): میں گزارش کروں گا بڑی دلچسپ چیز ہے اریگیشن علاقے سے میرا تعلق ہے جس افسر کو وہاں بھیجا ہے جس نے کبھی نہر میں نہایا بھی نہیں ہے کہ خدا نخواستہ ڈوب نہ جائے کل اس کی میٹنگ انشاء اللہ attend کریں گے۔ جانتے ہیں اریگیشن سسٹم کو میرا ٹوٹل حلقہ نہری ہے آج میرے ساتھ وہی ہو گیا ”من ترا قاضی بگوئم تو مرا مولانا بگو“ مولانا عطا اللہ نے اپنا مسئلہ میرے ذمے کیا ہے اور جواب بھی انہوں نے دینا ہے اریگیشن کا مسئلہ ٹیوب ویل۔ فلیٹ ریٹ اس وقت قائد ایوان مجھے دوستوں نے بنایا ہوا تھا جمعیت کے دوست بی این پی عوامی بی این پی مینگل۔ جمہوری وطن پارٹی پختون خواہ ہم سب اس وقت گئے تھے میاں نواز شریف سے منوا کر لائے تھے چار ہزار

روپے ماہوار تو بعد میں ڈاؤٹ بھی آیا سیاسی حالات میں بھی ڈاؤٹ آیا تو یہ سب ڈاؤٹ کی نظر ہو گئے تو آج حالت یہ ہے کہ جناب اسپیکر! ہمارے صارفین زمیندار پیسے نہیں دے پارہے وہ چار ہزار روپیہ ماہوار بھی نہیں دے پارہے پانی کی سطح نیچے گر گئی ہے بجلی کے ریٹ بڑھ گئے ہیں دوسرے گھر کی بجلی بھی اسی سے چلاتے ہیں تو نوبت یہ آئی ہے کہ طریقہ کیا ہونا چاہئے بل جمع کراتے ہیں صارفین اور جو میری طرح زور آور ہیں بل نہیں جمع کراتے ہیں واپڈ اسار ا فیڈر بند کر دیتا ہے جس کے لئے پینے کا پانی بھی نہیں ہوتا ہے ان لوگوں کے پاس چاہے گلستان ہو مستونگ سوراہ چاہے پشین، ژوب، قلعہ سیف اللہ چاہے کہیں بھی ہو یہ مسئلہ اٹھ جاتا ہے جناب! جب انگریز نے اقلیت میں ہوتے ہوئے اکثریت پر حکمرانی کی تو پھر اس نے فائدے بھی دیکھے اور حالات کا بھی جائزہ لیا ان سے کچھ ضرور سبق سیکھنا چاہئے۔ وہ اس وقت مالیہ آبیانہ اس وقت وصول کرتے تھے جب فصل تیار ہو جایا کرتی تھی پھر مالیہ اور عشر وصول کرتے ہیں تو میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ جب فصل تیار ہو تو اس کو روینیو کے ساتھ عشر مالیہ کا حساب کرتے ہوئے وہ اسی سیزن میں رقم جمع کرائیں جب ان کے پاس وسائل ہوں۔ ادھر دو دفعہ بلوں کی ریکوری ہونی چاہئے ایک ٹیوب ویل سالانہ اٹھتالیس ہزار روپے بنتا ہے تو چوبیس ہزار ایک دفعہ لے لیں جب ایک فصل تیار ہو اور چوبیس ہزار دوسری دفعہ لے لیں جب دوسری فصل تیار ہو یہ میری گزارش ہے مجھے پتہ ہے یہ سب کے ہمارے احساسات اور جذبات ہیں سارے ایوان کے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا واسع صاحب! آپ نے سارے نکتے نوٹ کئے ہونگے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! بلیدی صاحب نے اریگیشن کمیٹی کا ذکر کر دیا کہ نثار احمد کی سربراہی میں وہ کوئٹہ آیا ہے تو اس سلسلے میں میں تو سمجھتا ہوں کہ ہماری شکایتیں مرکز سے تو بہت زیادہ ہوتی ہیں لیکن اس معاملے میں میں سمجھتا ہوں کہ جب ہماری کچھی کینال کا یا ہمارے پٹ فیڈر کا تو اس دفعہ اس پر کام شروع ہے تقریباً ۱۱۲ ارب کے قریب اسکیمات ہیں لیکن پھر بھی اس معاملے میں ہم اسکا مشکور ہے کہ انہوں نے اس پر توجہ دیا ہوا ہے اور ہماری جتنے بھی بنجر زمین ہے لاکھوں ایکڑ بنجر زمین اگر کچھی کینال مکمل ہوگی یا پٹ فیڈر کا کام مکمل ہو گیا اور جمالی صاحب کو زیادہ پتہ ہے تو شاید کافی مشکل کافی حد تک حل ہو جائے گا لیکن پھر بھی اس معاملے میں میں منسٹر اریگیشن کو یہ گزارش کرونگا کہ وہ کچھ ایم پی اے حضرات

اپوزیشن سے اور کچھ منسٹر ساتھ لیکر وہاں کمیٹی سے اپنی میٹنگ کر لیں جو بھی ہماری شکایات ہو ضرور اس پر غور کرنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: مولوی عطاء اللہ صاحب آپ نوٹ کرتے رہیں جس جس منسٹر کا وہ نام لیتا ہے آپ نوٹ کریں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): دوسری بات یہ ہے کہ رحیم زیا رتوال صاحب نے A ایریا اور B ایریا کے بارے میں کہا کہ اس دن بھی میں نے ان سے گزارش کی اور انہوں نے ہماری اس بات کی وجہ سے اپنی تحریک پر زور نہیں دیا انہوں نے مؤخر کر دیا تو اس سلسلے میں زیا رتوال صاحب خود بھی تھے کل نہیں پرسوں پرائم منسٹر کے چیف منسٹر صاحب تیاری کر رہے تھے یہ جو آج کا اجلاس ہے law and order کے حوالے سے اور پولیس کے حوالے سے تو چیف منسٹر صاحب نے مجھے بھی بلایا تھا ہمیں اس پر مشورہ کرنے تھے تو زیا رتوال صاحب بھی اس وقت تشریف لائے اس وقت بھی میں نے انکو کہا کہ اسمبلی فلور پر ہم نے دوستوں کو یقین دلایا ہے کہ ہم مرکزی حکومت سے رابطہ کریں گے آج جو اسلام آباد میں اجلاس ہے اسی پولیس کے سلسلے میں ہے تو میں نے چیف منسٹر صاحب سے خصوصی request کی یہ معاملہ وہاں اٹھائے اسکی اہمیت کے بارے میں بات کر لے کہ پولیس کی کیا اہمیت ہے اور لیویز کی کیا اہمیت ہے اور اب میں اس حد تک کہا ہے کہ کونٹے میں جو پولیس ایریا ہے اور یہاں جو بم بلاسٹ ہو رہے ہیں اور اگر یہ دوسرے علاقوں تک پھیل جائے تو یہی بم بلاسٹ ہو جائے گا۔

جناب اسپیکر: بلیدی صاحب! کورم کا مسئلہ ہے آپ بیٹھ جائیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): تو اس سلسلے میں میں جب چیف منسٹر کے پاس گیا تو میں نے ان کو یہی گزارش کی ابھی چیف منسٹر صاحب واپس آئیں گے انہوں نے اس سلسلے میں بات کی ہے یا نہیں یہ تو واپسی پر چیف منسٹر صاحب ہمیں بتا سکتے ہیں اس حد تک ہم نے اس یقین دہانی کے حوالے سے وہاں پر اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور رہا یہ جعفر خان صاحب نے پولیس کے حوالے سے جو شکایت کی میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کو کرنا یہ چاہیے کہ جو عوامی نمائندہ ہے عوام تک پہنچانے کے لیے اچھے طریقے سے وہ پہنچانے کی کوشش کریں لیکن انہوں نے جس دن پرائم منسٹر کی خیر مقدمی کا جو ذکر کر دیا میں نے جب اس

دن مشرق اخبار دیکھ رہا تھا جعفر خان صاحب کا بیان اور نام سب سے پہلے تھا پھر سنیر منسٹر کا تو میرے خیال میں اس طرح نہیں ہے کہ پریس والے ہمیں اہمیت دیتا ہے ان کو نہیں دیتا ہے۔

جناب اسپیکر: مطیع اللہ آغا جعفر خان صاحب کی یہ point آپ نوٹ کرنا۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! پھر بھی مطیع اللہ آغا صاحب کو کہتا ہوں کہ عوامی نمائندے جتنے بھی ہیں لوگوں تک ہماری سوچ ہماری فکر پہنچانے کے لیے یہی پریس ہوتا ہے اس کے علاوہ اور کیا ہوتا ہے تو یہی ہونا چاہیے اگر اس میں کوئی کمی ہے اس کے ساتھ ساتھ اس نے جو پیش کر دیا کہ جو اضلاع دوبارہ بحال ہوئے ہیں وہ اصل صورت میں بحال ہو جائے میرے خیال میں جس دن تحریک آئی تو اس دن اسکا نہ زیارتوال صاحب نے ہم سے رابطہ کیا نہ ہمیں اسکی پوری معلومات ہیں کہ پرائم منسٹر اور چیف منسٹر صاحب جب سوئی گئے تھے تو انہوں نے وہاں یہ اعلان کیا ہوا تھا انکو یقین دہانی بھی کرائی تھی پھر جب کسی معاملے میں پرائم منسٹر یا چیف منسٹر وہاں ان لوگوں کو یقین دہانی کرائے کہ اس کے بعد بھی اگر اصل صورت میں بحال نہ ہو جائے تو یہ اچھی بات نہیں ہے اور میں ان کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ جب معاملہ بھی اس طرح ہے کہ اصل صورت میں بحال ہو جائے کیونکہ اصل حالت میں انہوں نے بولا تھا اور ہمارے پرائم منسٹر صاحب بھی اس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کو اس حالات کا پتہ ہے پھر ہمارے چیف منسٹر صاحب بھی وہاں گئے تو ہم اس وقت تو حکم جاری نہیں کر سکتے لیکن جو ہمارے ان سے تعاون ہو سکے تو ہم چیف منسٹر سے بات کریں گے کہ یہ ہونا چاہیے جب آپ نے اعلان کیا ہوا ہے اور ڈائریکٹر شمع اسحاق نے جو ذکر کر دیا آٹے کے معاملے میں تو یہ اس طرح ہے کہ آج منسٹر فوڈ، سیکرٹری فوڈ، اور ڈائریکٹر فوڈ یہ تینوں آج اسلام آباد گئے اسی آٹے کے بحران پر قابو پانے کے لیے لیکن وہاں سے واپسی پر وہ آجائے کیونکہ یہ بات ہماری سمجھ میں بھی نہیں آتی ہے کہ ہمارے بلوچستان میں یہ آٹے کا بحران کیوں ہے؟

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! آپ ناراض نہ ہوں اس ٹائم آپ حکومت کی اور ہاؤس کی نمائندگی کر رہے ہو ویسے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے یہ تو ایک دن کا نہیں ہے پلاننگ تو پہلے سے ہونی چاہیے تھی آپ کے فوڈ کا جو منسٹر ہو، ڈائریکٹر ہو، سیکرٹری ہو آپ کو تو پتہ ہونا چاہیے کہ یہ بحران کیوں پیدا ہوا ہے؟

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر صاحب! آپ کی اس رولنگ کے بعد جو بھی بحران ہو

انشاء اللہ ہم ختم کر دیں گے اور پنجگور کے ملازمین کے حوالے سے جو رحمت علی صاحب نے ذکر کر دیا کہ ۲۵ لاکھ روپے ان کی تنخواؤں کے کم ہے تو اب منسٹر فنانس صاحب موجود نہیں ہیں اور رابطہ کرتے ہیں کیونکہ ملازمین کی تنخواہ اب تو ضرور دینی ہوگی کہ عید سر پر آگئی ہے تو منسٹر فنانس سے بات کریں گے اور جان جمالی صاحب نے جو فلیٹ ریٹ کے بارے میں ذکر کر دیا اور مسئلہ واپڈا کا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے حوالے سے اور اسکے توسط سے واپڈا کو یا ان کے چیف منسٹر جب آجائے وہ بلائے کیونکہ ہماری اسی طرح حالت ہے کہ وہاں ایک دو آدمی ہے جو اپنے آپ کو پہنچا ہوا لوگ سمجھتے ہیں اور وہ بل جمع نہیں کرتے ہیں تو دوسرے بیچارے لوگ بل جمع کرتے ہیں اور ان کی بجلی کاٹ دی جاتی ہے تو پھر ان کی بھی حوصلہ شکنی ہو جاتی ہے تو آنے والے دن میں وہ بھی بل جمع نہیں کرتے ہیں تو پھر کہتا ہے کہ اگر میں بل جمع کرتا ہوں تو بھی بجلی کٹ جاتی ہے اور نہ جمع کروں تو بھی بجلی کٹ جاتی ہے تو اس سلسلے میں اس ایوان کے توسط سے واپڈا کو آگاہ کیا جائے اور یہ رویہ بدلنا ہو اور یہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اگر اچھے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہو جائے تو اگر دس بندے کسی فیڈر میں جمع کرتے ہیں تو پھر اگر حوصلہ افزائی ہو تو آنے والے بیس بندے بل جمع کرائیں گے لیکن اگر حوصلہ شکنی ہو تو پھر ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا یہ بھی ایک قسم کی سازش کے ساتھ یا ڈرگ مافیا سے لوگ ملے ہوئے ہیں اور ان کے تحفظ کے لیے پھر وہ غریب لوگ اٹھ کر کے چیخ و پکار کر کے پھر اس کے وجہ سے غلط کار لوگوں کے بجلی کھل جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ان کے تحفظ ہے اور واپڈا والے ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں تو یہ ختم کرنا چاہیے اور چیف منسٹر جب آجائے تو ہم اس کو کہیں دیں گے اور اس سے میٹنگ کریں گے اور یہ مسئلہ ختم کریں گے شکر یہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: اوکے۔ مہربانی جی رحیم صاحب۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب! اسپیکر اجازت ہے؟

جناب اسپیکر: جی بالکل اجازت ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! یہ جو آئی جی والا مسئلہ ہے ۸ فروری سے وہ انٹرویو شروع کر رہے ہیں تو پورے صوبے میں تو اگر وہ ۸ فروری سے شروع کر رہے ہیں وہ امپلی منٹس کر رہے ہیں اور وہ مسلسل ان کو بڑھاتے جائیں گے یہ تو کم سے کم اس کو التوا میں رکھیں مولانا صاحب یہ گزارش

تو کریں کہ وہ تو کم سے کم نہ ہو جب تک وہاں سے بات آتی ہو۔
جناب اسپیکر: یہ جو پولیس کا انٹرویو ہو رہا ہے۔

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): میرے خیال میں اس سلسلے کے دو پہلو ہے ایک زیارتوال صاحب تو کہتا ہے کہ یہ معاملہ اس وقت تک روکے جب تک اس کا حل نہ ہو دوسری طرف ہماری جو بے روزگاری کا عالم ہے ہمارے بے روزگار نوجوان جو ہمارے سر پر ہیں اگر ہم ان کو موخر کر دیں تو پھر ان کے لیے بھی پریشانی ہے تو میرے خیال میں اس میں یہ پوائنٹ اٹھا کے اور اس پر حکومت مشورہ کرے کیونکہ بے روزگار ہمارے سر پر ہیں اگر ہم ان کو کینسل کریں تو یہ مسئلہ ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! اس کا یہ مطلب ہے کہ ضلعوں کو پولیس کے حوالے کر رہا ہے تو وہی جو پوسٹیں ہیں وہ لیویز کو دیں اور لیویز کو تربیت دیں اس میں کوئی ایسی وہ نہیں ہے روزگار والا اس وقت مسئلہ نہیں ہے مسئلہ یہ ہے کہ علاقے دے رہے ہیں ہم دے رہے ہیں یا نہیں دے رہے ہیں بات اس پر ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! اس پر آپ کا مشورہ کیا ہے؟

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): جناب! بعد میں اس پر مشورہ کرتے ہیں اور اس طرح معاملہ جو پیش کر دیا لورالائی کالج کے اساتذہ کی کمی کے بارے میں منسٹرا ایجوکیشن حج پر گیا ہے جب آجائے تو ہم اس سے میٹنگ کر لیتے ہیں اور انشاء اللہ کمی پورا کریں گے۔

جناب اسپیکر: اوکے۔ بس اب چونکہ اسمبلی کے آخری اجلاس کا میں اس موقع پر تمام ارکان اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے سابقہ روایات برقرار رکھتے ہوئے اس ہاؤس کو چلایا اور پرامن طریقے سے چلایا خاص کراپوزیشن اور ٹریڈی بیچ دونوں کا اور خواتین کا میں مشکور ہوں کہ جنہوں نے اس سیشن میں بہت اچھی تقاریر اور قراردادیں پیش کیں اب سیکرٹری اسمبلی گورنر صاحب کا حکم پڑھ کر سنائیں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی): اب میں گورنر صاحب کا حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں -

Order

In exercise of the powers conferred on me by clause (b) of article 109 of the constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973 I, Owais Ahmed Ghani, Governor of Balochistan hereby prorogue the Provincial Assembly of Balochistan on Thursday 27th January 2004, after the session is over.

Sd/-

(Owais Ahmed Ghani)

_____ Governor of Balochistan.

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔
(اسمبلی کا اجلاس شام پانچ بج کر پندرہ منٹ پر غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)

=====